غالب کے غیر مطبوعہ کلام کی مفصل اور مکمل شرح

کلامِ غالب

از مولوی عبدالباری آسی مرحوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکمل شرح کلامِ غالب

یعنی

غالب کے غیر مطبوعہ کلام کی مفصل اور مکمل شرح

از مولوی عبدالباری صاحب آسی الدنی سکریٹری انجمن خادمان ادب لکھنؤ

مکتبہ شعر و ادب ○ سمن آباد ○ لاہور

مقدمہ

شرح دیوان غالب جدید

مین جانتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ دیوان غالب کے پڑھنے والون نے کبھی نہ کبھی تو ضرور یہ شعر پڑھے ہی ہون گے کہ

ہمارے شعر ہین اب صرف دل لگی کے اسد
کھلا کہ فائدہ عرض ہنر مین خاک نہین

مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل
سُن سُن کے اُسے سخنوران کامل
آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

رہا یہ خیال کہ کسی کو اس بات پر غور و فکر کا موقعہ ملا یا نہین۔ مجھے اس کا جواب میری بدگمانی کی طرف سے نفی ہی مین ملتا ہی بہت ممکن ہی کہ یہ غلط ہو مگر کم از کم مین ابتک یہی خیال کرتا ہون کہ جواب صحیح ہی اور بالکل صحیح ہی لہٰذا اس کی تشریح و توضیح کی ضرورت پڑتی ہی۔

آج ہم جب غالب کے متداول اور مروج دیوان کو دیکھتے ہین تو ہم کو اُس مین تین قسم کا کلام نظر آتا ہے۔

ایک وہ جس نے عام لوگون کی نظرون مین غالب کو غالب بنایا ہی اس سے میری مراد وہ کلام ہی جو سہل اور سہل تر ہی اور جس مین ایک منٹ بلکہ ایک سکنڈ بھی کسی کو سر جھکانے اور سوچنے کی ضرورت نہین پڑتی۔ اس کی مثال مین یہ شعر پیش کئے جا سکتے ہین۔

کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالب | شرم تم کو مگر نہین آتی
رونے سے اور عشق مین بیباک ہو گئے | دہوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہو گئے
بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہی ہر لحظہ نگاہ | جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہی
اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا | ساغر جم سے مرا جام سفال اچھا ہے
نہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سہی | امتحان اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی

اس قسم کے بہت سے اشعار ان کے دیوان مین موجود ہین جن کو دیکھنے والا ایک حصہ سے تعبیر کر سکتا ہی مگر یہ تحقیق صرف یہ بتا کر ختم نہین ہو جاتی کہ سہل اشعار کا ایک حصہ ان کے کلام مین موجود ہی - بلکہ کاوش تنقید اس قسم کے اشعار کو بھی دو حصون پر تقسیم کرتی ہی - ایک وہ کہ جن کو صرف شعر کہا جا سکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ ان کو غالب کے نام سے منسوب کر کے ذوق سلیم کو کچھ خفت نہین ہوتی ان کی نظیر مین مندرجہ بالا اشعار پیش ہو سکتے ہین - غور سے دیکھئے تو ان مین کوئی ندرت خیال کوئی جدت تخئیل کوئی خاص طرز بیان نہین ہے بلکہ صرف شعر کی حدود مین ہین - بہت سے بہت یہ کہ غلطیون سے مبرا ہین اور بس مگر اس کے برعکس دوسری قسم کے وہ اشعار ہین جو سہل بھی ہین اور پھر ان مین جذبات بھی ہین نئے انداز بیان بھی ہین حسن تعلیل اور چستی بندش بھی ہی - شوکت الفاظ بھی ہی سادگی بھی ہی روانی بھی ہی - مثلاً

موت کا ایک دن معین ہے | نیند کیون رات بھر نہین آتی
آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی | اب کسی بات پر نہین آتی
ہزارون حسرتین ایسی کہ ہر حسرت پہ دم نکلے | بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے
نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن | بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہی گھر کی رونق | نوحہ غم ہی سہی نغمہ شادی نہ سہی
ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہی منہ پر رونق | وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہے
قفس مین مجھ سے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم | گری ہی جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیان کیون ہو

یہ اور اسی قسم کے دوسرے اشعار وہ ہین جو یا تو میر کی تتبع مین کہے گئے ہین اور یہ وہ زمانہ ہی جب غالب کو میر کے اتباع کا خیال پیدا ہوا ہے جیسا کہ جذبات کی روانی مین دو ایک جگہ وہ اس کا اظہار بھی کر گئے ہین - بقول

ریختی کے کھیں اُستاد نہیں ہو غالب — کہتے ہیں اگلے زمانے مین کوئی میر بھی تھا

یا — غالب اپنا یہ عقیدہ ہو بقول ناسخ — آپ بے بہرہ ہی جو معتقد میر نہیں

مگر اس قسم کے اشعار زیادہ نہیں ہین اس کی دو وجھیں سمجھ مین آتی ہین یا تو یہ کہ میر تقی کے اتباع کا خیال چند ہی روز تک اُن کی دماغی نشو و نما کا مہمان رہا ہو اور پھر ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر خود مرزا کو موجد اور صاحب طرز بنا گیا ہے یا یہ کہ زمانہ نے اس اتباع کی اُس وقت قدر نہیں کی اس واسطے کہ میر- سودا- مصحفی- میر سوز- میر درد- میر حسن اور اُن کے دوسرے معاصرین کے کلام کا جوہر تاثیر و تاثر- سوز- درد- جذبات حزن کی برانگیختگی یا بہ الفاظ دیگر رثائیت- بین- بکا وغیرہ ہی- اور یہ اس درجہ عام ہو کہ ہر اچھے بُرے کہنے والے کے کلام مین کچھ نہ کچھ یہ رنگ موجود ہو- بلکہ یون سمجھئے کہ اُس زمانہ کی شاعری کے کالبد کا روح رواں یا بصورت تنزل عناصر اربعہ شعر کا ایک ضروری عنصر ہے-

مگر جرارت- انشار- صادق علی خان اختر- نظیر- شاہ نصیر وغیرہ نے اس قدیم رنگ کو متروک قرار دیکر اس مین رنگ انبساطی- اور تفریحی- ساقی و شراب مغنی و رباب وغیرہ کو بھی شامل کیا ہو اور دیوان شاعری مین ایک نئی تعمیر کا اضافہ فرمایا ہے میرے کہنے کی بات نہیں ہو دیکھنے والے خود دیکھ لین کہ انشار جرارت اور متقدمین کے دیوانون مین زمین و آسمان اور آفتاب و ماہتاب کا فرق نظر آتا ہی- یہ میرا دعوی نہیں ہے کہ ان لوگون نے قدیم رنگ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ ہی دیا- نہین نہین ہرگز نہین وہ قدیم رنگ بھی قائم رہا اور اس مین کچھ جدید اضافون کے ساتھ اور اور بھی گلکاریان ہوتی رہین- برعکس اس کے یہ بھی نہین کہ شند و ذ کے طریقہ پر بھی متقدمین کے یہان انبساطی رنگ کا وجود نہین- بحث اکثریت پر ہوا کرتی ہو یہان بھی وہی بحث ہو-

جرارت اور انشار وغیرہ کا زمانہ اور شاہ نصیر کا دور ختم ہونے پر لکھنؤ اور دلی کی شاعری کے دو اسکول مستقل بن گئے- ناسخ اور آتش نے لکھنؤ کی دنیاے شاعری کو بدلا اور مومن- ذوق- غالب- آزردہ- شیفتہ وغیرہ نے دلی کی شاعری کو تغیر دیا- یہی وجہ ہو کہ شاہ نصیر کے بعد کے جتنے دلی والے شاعرون کے دیوان دیکھئے گا ایک کے یہان بھی درد اور میر تقی میر کا رنگ نہ پایئے گا بلکہ ایسا معلوم ہوگا جیسے ایک شخص یوپی سے چل کر سی پی کی سرحد مین پہونچ جاے اور وہان کچھ ادھر کا اور کچھ اُدھر کا پاے-

جب یہ سب حالات مسلم ہیں تو ماننا پڑے گا کہ مرزا نے میر تقی میر کے اتباع سے بعد کو عمداً چشم پوشی کی اور اسی روش کو مطبوع طبع بنا لیا جس پر اُن کے معاصرین تھے اس کی دلیل یہی ہے کہ اُن کے کلام کا بیشتر حصہ ایسا ہے جو ہر گز میر کے کلام سے مشابہ نہیں ہے۔

غرضکہ ایک قسم کے کلام کی تشریح تو یہ ہی جو اوپر ہو چکی۔ دوسری قسم وہ ہی جس میں شوکت الفاظ اور بلندی تخیل۔ عمق مضامین ہی اور یہ حصہ کلام دیوان غالب میں بہت زیادہ ہے اگرچہ قدرتی طور پر اس میں بھی دو صورتیں پیدا ہو گئیں۔ ایک صورت وہ ہی جسمیں صفائی روانی چستی بندش کا زیادہ خیال کیا گیا ہی۔ اور معانی آفرینی سے زیادہ غرض نہیں رکھی دوسری قسم وہ ہی جس میں معانی آفرینی شوکت الفاظ۔ منطقی چاشنی۔ حکیمانہ اور فلسفیانہ نکات اور کچھ نہ کچھ مراعات لفظی کا حصہ بھی موجود ہی یہ رنگ کلام بھی دیوان کا جزو غالب ہی۔ اور اس رنگ نے بھی غالب کو غالب بننے میں اچھی خاصی مدد دی ہے بلکہ یہ کہنا کچھ غلط نہ ہوگا اگر میں کہدوں کہ غالب کو صاحب طرز اسی رنگ نے بنایا۔ اگر فی زمانا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ غالب کے قابل قدر اشعار وہ ہیں جو میر تقی میر کے رنگ میں کہے گئے تو میرے نزدیک یہ کہنا صحیح نہیں اور اس خیال کی کوئی اہمیت میرے دماغ میں نہیں ہی کہ غالب کو غالب میر کے اتباع نے بنایا۔ یہ اور بات ہی کہ وہ رنگ جو میر کے تتبع میں ہی بہت چوکھا ہی مگر اس بات کو کبھی نہ بھلانا چاہیے کہ کسی کامل کا تتبع اور کسی صاحب طرز کا اتباع کسی کو صاحب طرز نہیں بنا سکتا بلکہ موجد اور صاحب طرز کا خطاب وہی رنگ دلا سکتا ہے جو اپنا طبعزاد ہو۔ جیسا کہ غالب کے یہاں اس کے ثبوت میں میں یہ اشعار پیش کر سکتا ہوں۔

نہ لڑ ناصح سے غالب کیا ہوا گر اسنے شدت کی — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریبان پر

کسی کو دیکے دل کوئی نوا سنج فغاں کیوں ہو — نہ ہو جب دل ہی پہلو میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو

ہمارے ذہن میں اس فکر کا ہی نام وصال — کہ گر نہو تو کہاں جائیں ہو تو کیونکر ہو

سنتے ہیں جو بہشت کی تعریف سب درست — لیکن خدا کرے وہ تری جلوہ گاہ ہو

ہوا ہوں عشق کی غارتگری سے شرمندہ — سوائے حسرت تعمیر گھر میں خاک نہیں

جب وہ جمال دلفروز صورت مہر نیم روز — آپ ہی ہو نظارہ سوز پردے میں منہ چھپائے کیوں

سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پرسش حال — کہ یہ کہے کہ سر رہگذر ہے کیا کہیے

حسن اور اس پہ حسن ظن رہ گئی بوالہوس کی شرم — اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزمائے کیون
جاتا ہون داغ حسرت ہستی لئے ہوے — ہون شمع کشتہ درخور محفل نہین رہا
رشک کہتا ہو کہ اس کا غیر سے اخلاص حیف — عقل کہتی ہو کہ وہ بے مہر کس کا آشنا
سرشک سر بصحرا دادہ نور العین دامن ہے — دل بے دست و پا افتادہ برخوردار بستر ہے
سرمۂ مفت نظر ہون مری قیمت یہ ہے — کہ رہے چشم خریدار پہ احسان میرا
جاتی ہو کوئی کشمکش اندوہ عشق کی — دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا

ممکن ہو کہ میرے اس انتخاب سے اہل نظر مطمئن نہون مگر مین اسی قسم کے کلام کو غالب کا رنگ خاص سمجھتا ہون اس کے ماسوا وہ کلام ہو جس مین یا تو اشکال ہوا اور یا تخئیل اس قدر پیچیدہ ہو کہ خود غالب بھی اب قبر سے اٹھکر آئین تو پہرون ان کو بھی اُسکے معنون مین غور کی ضرورت پڑے اور دانتون مین انگلی دبائے دیر تک سوچتے رہین کہ بار خدایا یہ مین نے کیا کہا تھا اور یا پھر وہ اتنا سہل ہو جو غالب کے نام کے سامنے کچھ وقعت نہین معلوم ہوتا۔

مرزا کے کلام کا تیسرا حصہ وہ ہو جو اس وقت زیر بحث ہے اور جو بوجہ مشکل ہونے اور بوجہ خیالی ہونے کے اُنہون نے اپنے دیوان سے خارج کردیا آج اُس کے چند نمونے بطور باقیات الصالحات کے دیوان مین کہین کہین دکہائی دیجاتے ہین ورنہ اس کا اصل ذخیرہ اس مین نہین ہے۔

بیشک ذخیرہ یہی وہ کلام ہو جس کی نسبت مرزا نے خود ایک خط مین یہ عبارت لکھی ہو "پندرہ برس کی عمر سے پچیس برس کی عمر تک مضامین خیالی لکھا کیا دس برس مین بڑا دیوان جمع ہوگیا تو اس دیوان کو دور کیا۔ اوراق یک قلم چاک کئے۔ دس پندرہ شعر واسطے نمونے کے دیوان حال مین رہنے دیے۔

یہین یہ بھی لکھنا ضروری ہو کہ مرزا کا عقیدہ تہا کہ شاعری کے معنی مضمون آفرینی کے ہین اگر شعر مین مضمون آفرینی یا کوئی نئی بات نہو تو شعر کہنا بیکار اور کوشش لاحاصل ہو اسی خیال کی بنا پر اُنہون نے بیدل اور شوکت و اسیر کا تتبع شروع کیا۔ یہ وہ لوگ ہین جنکے یہان مضمون آفرینی کے دریا بہہ رہے ہین۔ اور ہر مضمون کی تہ مین کوئی نہ کوئی ایسے بدیع معنی ہین کہ دیکھکر جی پھڑک اٹھتا ہو۔ تتبع اور تقلید اس کے بغیر ممکن ہی نہین ہو کہ جس کا تتبع ہے اس کی روش کو ذہن نشین کرنے کے واسطے اس کے طرز کلام کو دیکھا جائے اور غور سے دیکھا

جاے۔ مرزا نے بھی اول اول مین ان لوگون کے دواوین کا مطالعہ کیا ہوگا مگر مطالعہ کے لئے امعان نظر اور سمجھ کی پہلی شرط ہو مگر مرزا نے پندرہ برس کی عمر سے شاعری کی ابتدا کی اور سب سے پہلے اُردو مین شعر کہنا شروع کئے۔ پھر یہ کون خیال کر سکتا ہو کہ انھون نے اُس سے زیادہ سمجھا ہوگا جیسا کہ ایک پندرہ برس کے لڑکے کو سمجھنا چاہیئے اور یہی وجہ تھی کہ انھون نے بیدل کے یہان سے وہ کلام قابل انتخاب اور قابل تقلید سمجھا جس مین انھون نے خیالی مضامین دیکھے۔ ورنہ کیا بیدل کے یہان ایسے شعر نہین ہین جن مین حقایق و معارف عبرت و نصیحت بھری ہوئی ہے جو بظاہر رنگینیون کا مجسمہ معلوم ہوتے ہین مگر بیرنگی کی تعلیم دیتے اور دل کو دنیا اور دنیا کے کاروبار سے اُچاٹ کر دیتے ہین۔ بہر صورت جیسا کہ خود مرزا نے گل رعنا کے دیباچہ مین لکھا ہو انھون نے اپنی شاعری کی ابتدا اُردو سے کی اور خیالی مضامین پر اپنے کمال کی بنا رکھدی۔

اُن کو دو مشکلین پیش آئین ایک تو اُن اساتذہ کا تتبع جنھون نے اپنی پوری پوری عمرین مشق سخن مین صرف کر دی تھین اور ایک ہی انداز مین کہتے کہتے پختہ مشقی کے نمونے بن گئے تھے دوسرے اسی انداز کلام اور ویسے ہی نازک مضامین کو اردو مین لانا جس سے قریب قریب اس وقت تک کے تمام ریختہ گو شعرا کے صفحات دواوین سراسر معرا اور خالی تھے تیسرے نازک خیالی پیدا کرنا کہ یہ بھی پہاڑ کاٹنے کے برابر ہے۔ برابر دس برس تک اس طرح کے شعر کہا کئے۔ ہوتے ہوتے اچھا خاصہ ذخیرۂ کلام موجود ہو گیا۔

مرزا کی مشق سخن جاری تھی تو معاصرین کو اس کے سننے کا اتفاق نہونا ایک بمعنی سی بات تھی۔ سب نے اُن کے اس رنگ کو دیکھا اور اندازہ کیا کہ یہ کیا کہتے ہین تو اپنی اپنی جگہ پر تو سب نے صدائے واویلا اور وا دریغا بلند کی مگر نازک بات کے سمجھنے کے لئے نازک سمجھ اور غور و تامل کی بھی ضرورت ہو تعمق نظر اور فکر و اندیشہ کی بھی احتیاج ہو اور یہ صورت عام جلسون اور شاعرون مین مفقود ہے وہان تو یہ ہوتا ہے کہ پڑھے اور آگے بڑھے کوئی سمجھنے کی کوشش بھی کرے غور بھی کرے تو وقت کہان ہے اور فرصت کسے میسر ہے۔ یہی ہوا۔ مرزا کے انداز کلام کو دیکھ کر یہ تو سب سمجھ ہی گئے کہ جو کچھ ہے وہ ہے جو اور کہین نہین رہا سمجھنا اس کے لئے ذرا دشواری پیدا ہوئی نہ اتنا غور و فکر کر سکے نہ سمجھ سکے بعض نے صورت دیکھی آواز سنی اور خاموش ہو گئے بعض نے سرگوشیان شروع کر دین۔ بعض مطلق العنانون نے یہ بھی کہدیا کہ ؎

اگر اپنا کہا تم آپ ہی سمجھے تو کیا سمجھے
مزا کہنے کا جب ہے اک کہے اور دوسرا سمجھے
کلام میر سمجھے اور زبان میرزا سمجھے
مگر ان کا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے

رفتہ رفتہ یہ ہوا کہ مشاعرون مین صحبتون مین۔ جلسون مین محفلون مین مرزا کی مشکل گوئی کے چرچے ہونے لگے اور کہا جانے لگا کہ اچھا تو کہتے ہین مگر بھئی بہت مشکل کہتے ہین بعض نے دبی دبی زبان سے یہ بھی کہدیا کہ کیسا اچھا اور کیسا برا جو کہتے ہین مہمل ہوتا ہر اور جو کچھ فرماتے ہین بے معنی ہوتا ہی۔ مرزا کے کانون تک بھی یہ آواز پہونچی بیچارے اپنی کاوش کی یہ داد پاکر کلیجہ تھام کر رہ گئے۔ جی مین آیا کہ لاؤ اس روش کو چھوڑ کر اسی شاہراہ پر چلین جس پر یہ سب آنکھین بند کئے چلے جا رہے ہین۔ کچھ بھی ہو جہان سب وہین ہم۔ مرگ انبوہ جشنے دارد کی صورت ہو مگر معنی فہم طبیعت اور جدت آفرین دماغ نے صلاح دی کہ دنیا کچھ کہے کہنے دو تم جو کچھ کر رہے ہو کئے جاؤ۔ ایک دن آئیگا کہ چلانے والے شرما کر آپ ہی خاموش ہو جائین گے اور تلافی مافات پر شرمائین گے اسی ہنگامہ کشاکش مین یہ کہکر خاموش ہو گئے۔

مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل
سن سن کے اسے سخنوران کامل
آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

اس پر بھی ناانصافون کی شورش فرو نہ ہوئی اور ناسمجھون کا ماتم کم نہ ہوا تو مرزا کو پھر سوچنا پڑا کہ اس روش کو بدلنا چاہئے یا نہین مگر غیور طبیعت نے ہان سے نہین نہ کی اور یہی صلاح دی کہ کہنے والون اور تماشا دیکھنے والون کی باتون پر نہ جاؤ۔ جو جس کا جی چاہے کہنے دو ؎

هفت اختر و نہ چرخ خود آخر بچہ کار ند

کو ذہن مین رکھو۔ مجبوراً ایک مرتبہ انھون نے ذرا بلند آواز کے ساتھ پھر لوگون کے سامنے یہ شعر کہکر پڑھ دیا کہ ؎

نہ ستایش کی تمنا نہ صلے کی پروا
گر نہین ہین مرے اشعار مین معنی نہ سہی

یہ تو اتنا کہکر مستغنی ہو گئے مگر بات نہ دبی شدہ شدہ یہ خبر ان کے دلی دوستون تک پہونچی۔ مولانا آزاد کا بیان ہے کہ مرزا خان عرف مرزا خانی کوتوال شہر اور مولوی فضل حق خیرآبادی نے بھی ان کی مہمل گوئی کے اتہامات سنے دونون نے

وقت بے وقت ان کا کلام سنا اور بے تکلفی کی راہ سے یہ رائے دی کہ زمانہ ظاہر پرست حق ناشناس تو ضرور ہو ہم جانتے ہین کہ حق بجانب آپ ہی ہین جو کچھ کہتے ہین خوب کہتے ہین مگر کیا کیا جائے دنیا کی رسم یہی ہو کہ جدہر زمانہ پھرے اُدہر پھر جاؤ اکیلے رہ جاؤ گے تو پس جاؤ گے تلسی داس نے کہا ہے۔

تلسی اس سنسار مین رہئے سبھی ملائے ملنے کو مارے نہین اٹل مارے گائے

مرزا صاحب نے جل کر کہا کہ یہ تو بتایئے کہ اب ہو کیا سکتا ہے معاملہ تو یہ ہے کہ جف القلم با ہو کائن فی الازل۔ پورا دیوان تیار ہے اب اس کو کہان بدلتا پھرون جو کچھ کہا ہو ٹھیک ہو رہنے دیجئے۔ انہون نے کہا دیوان ہمین دو انتخاب کر دینگے اور ان پھولون مین سے وہی پھول نکال لین گے جن کو سونگھ کر سارا زمانہ مست ہو جائے گا۔ مرزا نے بھی سوچا کہ کوئی یہ لوگ بدخواہ تو ہین نہین جو کچھ کہتے ہین بھلے کے لئے کہتے ہین اُن سے جھگڑ کرنے سے کیا فائدہ ہے چھاتی پر صبر کا پتھر رکھا۔ اور عمر بھر کی کائنات اُن کے حوالے کر دی دونون نے بیدردی کے ساتھ نازک نازک مضامین کے گلے پر انتخاب کی چھریان چلائین اور پھر ان کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد مرزا نے بھی غور کیا تو یہی رائے ہوئی کہ جو کچھ کہا ہو اس کا یہ نتیجہ ہو آئندہ اگر یہی کہے جائین گے تو معلوم نہین کیا ہو گا لہٰذا درمع الدہر کیف دار پر عمل کرنا چاہئے۔ مجبوراً رنگ کو بچاتے ہوئے عام روش سے دور رہ کر وہی کہنے لگے جو سب کہتے تھے مگر نزاکت خیال کو اس مین بھی ہاتھ سے نہین جانے دیا۔

مولانا حالی بھی اس روایت مین شریک ہین ان کا خیال ہو کہ صرف مولوی فضل حق کے کہنے سے مرزا نے روش قدیم کو متروک کر دیا۔

مرزا خانی ہون یا مولانا فضل حق میرا ہرگز یہ خیال نہین ہو کہ مرزا ایسے غیور طبع نے اپنے جگر پارون کو ان کے حوالہ کر کے اُن کی زندگی اور موت کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہو گا۔ غلط ہو اور بالکل غلط ہو یہ اور بات ہو کہ ان دونون نے صلاحین دی ہون اور مرزا نے ان کی دوستانہ صلاح کو مانا بھی ہو۔ مگر یہ انتخاب خود مرزا ہی نے کیا ہے جیسا کہ انکی اس عبارت سے ظاہر ہو جو مین اوپر نقل کر آیا ہون۔ اس کی وجہ یہ ہو۔ مرزا خانی کوتوال قتیل کے شاگرد تھے اور مرزا کو قتیل سے

کبھی عقیدت نہین تھی بلکہ آخر مین تو وہ ان کو نہایت ہی برا سمجھتے تھے۔ ان کو کیا اپنا کلام دکھلاتے اور کیا اُن سے اپنا انتخاب کراتے۔ یہی وجہ ہی کہ مولانا حالی نے باوجود تقلید روایات آزاد کے مرزا خانی کے شریک اصلاح ہونے کا ذکر نہین کیا ہے۔

رہے مولانا فضل حق خیرآبادی وہ فاضل بے عدیل تھے۔ عالم تھے۔ مولوی تھے۔ منطقی تھے۔ مرزا کے دوست بھی تھے۔ غرض سبھی کچھ تھے۔ مگر یہ مین کبھی نہ مانون گا کہ مرزا کے مشیر شعر وسخن تھے۔ اور مرزا ایسے سیدھے سادے اور بھولے تھے کہ چپکے سے اپنا دیوان اٹھا کے اُن کے حوالے کردیا کہ جو تمھارا جی چاہے کرو جس شعر کو چاہو کاٹ کے پھینکدو۔ اور جس کو چاہو رکھو۔ اردو مین تو مولوی فضل حق کے نام مرزا کا شاید کوئی خط ہی نہین ہو فارسی مین کچھ خطوط پاے جاتے ہین جن مین سے ایک مین شاید کچھ شعروشاعری کا بھی ذکر ہو ورنہ وہی رسمی دوستانہ خط ہین اس خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ کی رسم کے موافق مولانا فضل حق بھی فارسی ہی کے شیدا تھے۔ ایک مولوی سے بڑی مشکل کے ساتھ یہ توقع ہوتی ہو کہ وہ اس زمانے مین اُردو کا آشنا زبردست ماہر ہو کہ مرزا ایسے شخص کے کلام کا انتخاب کرے اور کرے تو پھر مرزا بے چون وچرا اسے ایمان بھی لے آئین ہرگز نہین۔ ان ہذا لشئی عجیب۔ خدا معلوم نقاد کمال اس طرف سے کیون آنکھین بند کرلیتے ہین کہ اس زمانہ کے مشہور استاد ذوق کو مرزا یہ کہتے ہین کہ انچہ اندر شعر فخر تست آن ننگ من است۔ مولانا آزردہ سے یہ فرماتے ہین۔

مباش منکر غالب کہ در زمانۂ تست

نواب الٰہی بخش خان معروف ایسے شاعر کی طرف کبھی توجہ نہین کرتے۔ جو اُن کے خسر بھی تھے بلحاظ سن اور مشق بھی ان سے زیادہ تھے۔ مومن سے ان کو ہم چشمی کا دعویٰ ہے۔ مگر بایں ہمہ وہ دو ایسے آدمیون کو اپنا کلام حوالے کردیتے ہین جو نہ مشہور ہین نہ شعروسخن مین معروف ہین نہ ادب اردو مین اُن کا کوئی درجہ ہو۔

غور تو کیجئے یہ وہی مرزا غالب ہین جنھون نے کلکتہ مین ایک ترکیب کے لئے ہنگامہ برپا کردیا تھا جنھون نے برہان قاطع کے طرفدارون کا ناطقہ بند کردیا تھا جنھون نے آزاد ایسے باکمال سے ہمیشہ بحث کی کیا وہ پہلے ایسے بتدی اور ناتجربہ کار تھے کہ ان دو آزردہ کو اپنا کلام دکھایا جنھیں شعرگوئی مین کوئی ملکہ نہ تھا۔

بات یہ ہو کہ آزاد کا دوسری باتون کی طرح مرزا پر یہ بھی ایک رنگین اتہام ہو جس سے ان کے کلام کو مشکل اور بے معنی بتا کر ان پر یہ تہمت بھی لگائی ہو کہ یہ کائنات انتخاب دوسرون کی ہو مرزا کا اس مین کچھ نہین انھین اچھے بُرے کے سمجھنے کی تمیز ہی نہ تھی۔

خود میرے والد مرزا غالب کے دیکھنے والون مین تھے اُن کے کمال سخن کے پورے رازدان تھے وہ جب آزاد کا یہ آبحیات والا لطیفہ دیکھتے تھے کہ مرزا نے مولوی فضل حق سے انتخاب کرایا تو غصہ کے مارے سُرخ ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ کیا بہتان باندھا ہے والد صاحب بیان کرتے تھے کہ مرزا اصلاح دیکر بعض شاگردون سے ایک ہندو مثنوی کی نسبت تو ضرور یہ کہتے تھے کہ ذرا اس کو بھی سُنا لینا۔ اور باقی کسیکو وہ کچھ نہین سمجھتے تھے صہبائی کو ملائے مکتبی۔ آزردہ کو ایک حکمران۔ ذوق کو بادشاہ کا استاد۔ مومن کو لڑکا کو جانتے تھے۔ اور ذرا بھی ان کی پروانہ تھی۔

یہ بھی معلوم ہو کہ مرزا کا اصلی وطن اکبر آباد تھا۔ اور دلی والے ہمیشہ اس بات کے منتظر رہتے تھے کہ ان کی زبان کی غلطیان پکڑین اسی سے مرزا نہایت احتیاط کرتے تھے۔ اور بقول شخصے پھونک پھونک کر قدم رکھتے تھے۔ پھر بھلا خیال تو فرمائیے کہ ایک دلی کا رہنے والا غیر شہری شخص کو کیونکر اپنا کلام دکھاتا اور کیا اُن سے انتخاب کراتا۔

ہو یون کہ مرزا نے خود اپنے کلام کا انتخاب کیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہو کہ رفتہ رفتہ اُن کو سمجھ آتی گئی تو انھون نے معلوم کر لیا کہ بیدل کا رنگ اُردو مین کہنا کچھ آسان کام نہین ہو اسی سے متاثر ہو کر انھون نے یہ کہا ؎

طرز بیدل مین ریختہ کہنا　　　اسد اللہ خان قیامت ہے

اس کے بعد ان کو معلوم ہوا کہ بیدل ہزار کچھ اچھا کہنے والے لوگون مین سہی پھر بھی ہندی نژاد ہین لہذا وہ اُن کو زبان کے بارہ مین غیر مستند جاننے لگے اور ظہوری۔ عرفی وغیرہ کا کلام ان کو پسند آگیا چنانچہ انھون نے اُردو مین اُن لوگون کا تتبع کیا جیسا کہ کہتے ہین ؎

ہون ظہوری کے مقابل مین خفائی غالب　　　میرے دعوے پہ یہ حجت ہو کہ مشہور نہین

ان لوگون کے یہان معاملہ بندی حسن بندش حسن بیان تخئیل کے ساتھ ہو واقعات اور معاملات کے علاوہ صرف خیالی شعر بہت کم ہین۔ لہذا ان کے اتباع مین مرزا کو ویسا ہی اُردو مین کہنا پڑا۔ وہی نازک خیالی ہو وہی بندشین وہی اچھوتے مضمون وہی

خیالات وہی رنگ وہی جوش - فرق ہو تو اتنا ہو کہ وہ زبان نہین ہو باقی سب کچھ وہی ہو لوگ کہتے ہین کہ مرزا کا کلام مشکل ہو اور خود مرزا کو بھی اس کا اقرار تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہو کہ کیا مرزا نے خود ہی دشوار اور مشکل زبان مین شعر کہنا شروع کر دیا تھا یا اور کوئی بات تھی - میرے نزدیک یہ خیال وہم ہو - جو شخص ایسے ایسے نازک مضامین لکھنے کا ارادہ کرے جن مین بیدلیت پیدا ہو - میرے نزدیک وہ اس بات پر مجبور ہو کہ نئی نئی ترکیبین بھی لائے نئی بندشین بھی ہون - الفاظ بھی نامانوس ہون - بیان مین کہین کہین خلا بھی رہ جائے - اگر ایسا نہو تو ہرگز ہرگز وہ ان لوگون کی تقلید نہین کر سکتا جنکی تقلید پر مرزا نے کمر باندہی تھی -- وہ اگر دشوار نہ کہتے تو کیا کرتے - مجبور تھے اور قطعاً مجبور تھے مضامین کا ذخار دریا ایک شعر مین لانا چاہتے ہین پھر اس کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہو کہ کچھ الفاظ بھی نئے پہلو سے آئین مثال کے طور پر دیکھئے وہ کہنا چاہتے ہین -

امید کی خاکبازی کچھ بھی نہین اس کی ظاہری شان وشوکت ظاہری نام ونمود پر نہ جاؤ یہ بچون کا گھروندا ہو جس سے وہ کھیلتے ہین اور جو دیکھنے مین سبھی کچھ معلوم ہوتا ہے مگر اصل مین بیکار محض ہو - یہان یعنی دنیا مین امید کا وجود ہی نہین ہے دونون جہان یاس ہی یاس ہین اچھا اگر یہ ہو تو پھر یہ دونون جہان کیا چیز ہین جواب یہ ہو کہ یہ دونون جہان جہان نہین ہین بلکہ یاس کے دونون ہونٹ ہین - دنیا یا زمین نیچے کا ہونٹ ہو اور آسمان اوپر کا یہ دونون ہونٹ ہنسی مین کھل گئے ہین - پھر جب یہ ہو تو معلوم ہوا کہ امید کچھ نہین صرف یاس ہی یاس ہو جو ہماری امید دل پر ان دونون ہونٹون کو کھول کر ہنس رہی ہو اتنا بڑا مضمون ہو اتنا زبردست خیالی فلسفہ ہو اور وہ صرف ان دو مصرعون مین ادا کرنا چاہتے ہین -

خاکبازیٔ امید کارخانۂ طفلی   یاس کو دو عالم سے لب بخندہ وا پایا

جب یہ دشواریان حایل ہون تو کون سا شاعر ہو جو کچھ کا کچھ کہنے پر مجبور نہو جائے اسی لئے انہون نے خود انتخاب کیا اور ان تمام خیالی مضامین کو نکال کر دیوان مین وہ شعر باقی رکھے جنمین جذبات کی فراوانی ہو اب اس قسم کے چند شعر مروجہ دیوان مین پائے جاتے ہین اور مشکل شعر برائے نام نمونے کے طور پر چھوڑ دیے ہین اسپر مرزا نے ستم یہ کیا کہ اپنے دیوان کے دیباچہ مین یہ بھی لکھدیا کہ ان کے سوا میرا کوئی شعر نہین انکا یہ کہنا

اس حیثیت سے صحیح تہا کہ وہ اپنی دانست مین وہ تمام دیوان تلف کر چکے تھے جو پہلے رنگ مین تہا مگر خوش قسمتی سے اب وہی دیوان پھر مل گیا ہو جو انہون نے تلف کر دیا تہا جن مین اُن کا وہ سرمایہ جمع ہو جسپر انھین اوائل عمری مین ناز تہا -

مرزا کا یہ کلام اگرچہ ابتداے مشق کا کلام ہو - اگرچہ اس مین ثقیل الفاظ نامانوس ترکیبین پائی جاتی ہین اگرچہ اس کے اشعار بالکل فارسیت سے بھرے ہوے ہین - اگرچہ اس مین کا بیشتر حصہ مغلق ہو اگرچہ اس کے سمجھنے مین زیادہ سے زیادہ غور و فکر کی ضرورت پڑتی ہو مگر کیا وہ اس قابل ہو کہ بالکل ناپید ہو جائے -

میرے نزدیک تو یہ وہ کلام ہو جو مرزا کو عوام کی صف سے علیحدہ کرکے زمرۂ خواص مین لے آتا ہے اور اُنکی تخیل کی رفعت کا اندازہ کراتا ہو - اُن کی وسعت نظر کی شہادت دیتا ہے اگر اُس مین چند معمولی سقم - چند معمولی فرو گذاشتین ہین تو ہوا کرین اس سے اصل کمال کو کوئی نقصان نہین پہونچتا - پھولون کے گردا گرد اگر کانٹے لگا دیے جائین تو کوئی اندیشہ نہین پھر بھی اُن کی خوشبو دوش نسیم پر سوار ہونے کے قابل ہو اور پھر بھی ان کا رنگ چشم مشتاق مین جگہ پانے کے لائق ہو -

مین وثوق اور کامل وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ غالب کے اس کلام مین وہ جوہر کمال پنہان ہین جو ہندوستان کے کسی شاعر کے یہان نہین ہین اور وہ وہ خیالات ہین کہ اگر وہ جلال اسیر اور بیدل کے یہان ہوتے تو ان کے لئے سرمایۂ نازش ہوتے اور لوگ اُن کو سر آنکھون پر جگہ دیتے انہین مشکل شعرون مین وہ شعر بھی ملے ہوے ہین جو ان کے موجودہ دیوان سے کسی طرح کم نہین ہین نہ ان مین کوئی بندش کی خرابی ہو نہ تخیل مین کوئی نقص ہے نہ بیان مین کوئی عیب ہو - کڑی کمان کے تیرون کی طرح نکلے ہین اور نشانۂ اثر پر جا بیٹھے ہین مگر خدا معلوم کیون انتخاب کی زد مین لاکر عام نگاہون سے پوشیدہ کر دیے گئے ہین ان کا نہ شائع ہونا سخت کمی اور اُن کا مرزا کے نام سے منسوب نہ کرنا سخت حق تلفی ہو ذرا دیکھئے تو فرماتے ہین ؎

خود شبنم آشنا نہو اور نہ مین اسد | سر تا بپا گزارش ذوق سجود تہا

مطلب یہ ہو کہ کوتاہی جو کچھ ہوئی ہو حسن کی جانب سے ہوئی ہو ورنہ میرے عشق مین کوئی کمی نہ تھی اور مین اُسی طرح اس ذات مین جذب ہونے کے واسطے تیار تہا

جیسے کہ شبنم آفتاب مین جذب ہونے کے واسطے آمادہ ہو گیا کوئی کہہ سکتا ہو کہ اس شعر مین کوئی خرابی ہو اور اگر خرابی ہو تو پھر یہ شعر کیون اچھا ہو؟

پرتو خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم ہم بھی ہین ایک عنایت کی نظر ہونے تک

مجنون کا دل خاک ہو گیا ہو اور مٹ گیا ہو اور اس قدر مٹا اور خاک ہوا ہو کہ اب اس کے ذرے بھی منتشر ہو گئے ہین اور تمام جنگل مین بکھرے پڑے ہین اور مجنون کے دل کا ہر ذرہ سویدائے بیابان معلوم ہوتا ہے۔ اس خیال کو اس شعر مین ادا کیا ہو اور اس درد و اثر کے ساتھ ادا کیا ہو کہ سبحان اللہ۔

کس قدر خاک ہوا ہو دل مجنون یارب نقش ہر ذرہ سویدائے بیابان نکلا

اور سنیے کہتے ہین کہ دم شماری میری فطرت مین تھی اور اضطراب میرے حصہ مین آیا تھا۔ میرے اضطراب نے میری اس خصوصیت انتظار کو کبھی نظر انداز نہین کیا۔ مین اگر خاک بھی ہوا تب بھی میری وہی خصوصیت قائم رہی۔ میری خاک شیشۂ ساعت کے کام آئی جس سے تعین وقت کا کام لیا جاتا ہو اور یہ خاصیت ہو اسی اضطراب دم شماری کی

نہ بھولا اضطراب دم شماری انتظار اپنا کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا

ایک شخص آلام فراق مین مبتلا ہو کرب و غم سے عاجز ہو نہ کوئی اُسے پوچھتا ہو نہ وہ غریب اپنا حال کسی سے کہہ سکتا ہو۔ عمر گذرتی جاتی ہو اور یہ تمنا یا یہ حسرت کبھی پوری نہین ہوتی اور اب وہ پوری داستان کو مختصر کر کے بس اتنا کہدیا کرتا ہو کہ میرا مختصر قصہ یہ ہو کہ عرض ستمہائے جدائی کا مین مشتاق ہون۔ اور کبھی موقعہ نہین ملتا۔ اس مضمون کو اس شعر مین ادا کرتے ہین؟

اسدؔ کا قصہ طولانی ہو لیکن مختصر یہ ہے کہ حسرت کش رہا عرض ستمہائے جدائی کا

کہنے والے اگر اس کو برا کہین تو مہربانی کر کے اس شعر کو بھی نظر انداز کر دین؟

نہ دے نامے کو اتنا طول غالبؔ مختصر لکھدے کہ حسرت سنج ہون عرض ستمہائے جدائی کا

ذرا اس حسرت کو ملاحظہ فرمایئے اس بے نوائی اس بے سروسامانی کو دیکھیے۔ اس مجبوری اور اس ناچاری پر نظر ڈالیے کہتے ہین؟

ہمنے وحشت کدۂ بزم جہان مین جون شمع شعلۂ عشق کو اپنا سروسامان سمجھا

یہ مضمون آفرینی اور اس کے ساتھ ہی تعات کی بندش کیونکر کہا جائے کہ قابل داد

نہین ہے ؎

مرا شمول ہر اک دل کے پیچ و تاب مین ہو ۔ مین مدعا ہون تپش نامۂ تمنا کا

ایک جگہ اپنے حزن و ملال کی ان سادے اور روان الفاظ مین تصویر کھینچتے ہین ؎

بصورت تکلف بمعنی تاسف ۔ اسد مین تبسم ہون پژمردگان کا

یہ مضمون کہ وہ دل ناصبور جو پہلے صبور تھا اور اب اتنا مضطرب ہو کہ برق تپان بھی اس سے تپش کا سبق لیتی ہو اور اس سے نہین بلکہ اس کے نام سے درس تپش حاصل کرتی ہو یون ادا کرتے ہین ؎

درس تپش ہو برق کو اب اس کے نام سے ۔ وہ دل ہو یہ کہ جس کا تخلص صبور تھا

ذرا اس تشبیہ کو ملاحظہ فرمائیے شمع کو انگشت سے اور شعلہ کو سر انگشت حنائی سے اور غنچہ گل کو پروانہ سے تشبیہ دیکر کہتے ہین ؎

شمع رویون کی سر انگشت حنائی دیکھ کر ۔ غنچۂ گل پر فشان پروانہ آسا جل گیا

کیا یہ شعر محاکات کا بہترین نمونہ نہین ہے کیا یہ ایک مایوس عاشق کی تصویر سے کچھ کم ہے ؎

کل اسد کو ہم نے دیکھا گوشۂ میخانہ مین ۔ دست بر سر سر بزانوے دل مایوس تھا

یاد ایام ماضی اور عیش رفتہ کی تصویر یون دکھاتے ہین ؎

اسد خاک در میخانہ اب سر پر اڑاتا ہون ۔ گئے وہ دن کہ پانی جام سے کا تا بزانو تھا

معشوق کے تبختر کی تصویر کھینچتے ہین ؎

پھر وہ سوے چمن آتا ہو خدا خیر کرے ۔ رنگ اڑتا ہے گلستان کے ہوادارون کا

کیا روانی اور سادگی کا نمونہ اس سے بہتر بھی ہو سکتا ہو ؎

نہ فکر سلامت نہ بیم ملامت ۔ زخود رفتگی ہاے حیرت سلامت

دفور بلا ہے ہجوم وفا ہے ۔ سلامت ملامت ملامت سلامت

تعلیم عبودیت اور تلقین آداب بندگی کے لئے اس سے اچھے شعر شائد کہین مشکل سے ملین گے ۔

اے اسد بیجا ہو ناز سجدۂ عرض نیاز ۔ عالم تسلیم مین یہ دعوی آرائی عبث

بہت سے اساتذہ کی مندرجہ ذیل طرح مین غزلین ہین ۔ خود مرزا کی غزل

بھی اس زمین مین موجود ہی اور کوئی شک نہین کہ وہ غزل ان کی فکر کا بہترین نتیجہ ہی مگر حیران ہون اور سخت حیران ہون کہ کیون ایسا شعر نظر انداز کر دیا گیا۔جو غزل کی جان تھا ؎

تھا مین گلدستہ احباب کی بندش کی گیاہ   متفرق ہوے میرے رفقا میرے بعد

پند و نصائح اگر عبوست اور یبوست سے بھرے ہوے ہین تو وہ مشکل سے کسی دل پر اثر ڈال سکتے ہین مگر جب اس مین کسی قسم کی رنگینی شامل ہو جاتی ہی تو وہ ضرور ہی اثر کرتی ہین مرزا نے بھی اس شعر مین ایک سامنے کی تشبیہ سے کام لیکر کچھ سے کچھ بنا دیا ہے۔کہتے ہین کہ ؎

تو پست فطرت اور خیال بسا بلند   اے طفل خود معاملہ قد سے عصا بلند

ذرا دعائیہ رنگ ملاحظہ کیجئے۔مناجات مین اگر وہی فقیرانہ صدا ہی تو اسکی رسائی وہین تک ہو سکتی ہی جہان تک ان مشہور شعرون کی ؎

ملاقات دو نون کی با ہم کری   مری بار کیون دیر اتنی کری

ہے زیبا تجھے اکبری سروری   مری بار کیون دیر اتنی کری

مگر جب اسی مناجات مین خلوص۔درد دل۔عجز و نیاز۔بیکسی بے بسی کی بھی شرکت ہو جاتی ہو اور اس کو ایک حقیقی شاعر ادا کر دیتا ہو تو وہ تغزل اور قصیدے اور مثنوی سب کی حدود سے آگے بڑھ جاتی ہو۔مرزا بھی درد دل سے کہتے ہین ؎

ہر آ آفت و یک جان بے نوائے اسد   خدا کیواسطے اے شاہ بیکسان فریاد

اس اثر اور اس درد کو ملاحظہ فرمایئے اسی کے ساتھ زبان کو بھی دیکھئے ؎

ظلم کرنا گدائے عاشق پر   نہین شاہان حسن کا دستور

دوستو مجھ ستم رسیدہ سے   دشمنی ہے وصال کا مذکور

زندگانی پہ اعتماد غلط   ہی کہان قیصر اور کہان فغفور

دل کو ایک موج لرزان اور فکر کو صہبائے آبگینہ گداز سے تشبیہ دیتے ہوے کہتے ہین ؎

ہجوم فکر سے دل مثل موج لرزے ہے   کہ شیشہ نازک و صہبائے آبگینہ گداز

مین حیران ہون کہ جو اس شعر کو ناپسند کرتے ہین وہ غالب کے دیوان مین یہ شعر

کیونکر دیکھ سکتے ہین ؎

ثابت ہوا ہے گردن مینا پہ خون خلق | لرزے ہے موج مے تری رفتار دیکھ کر

یا یہ شعر ؎

ہاتھ دہو دل سے یہی گرمی گر اندیشہ مین ہو | آبگینہ تندی صہبا سے پگھلا جاے ہے

آہ سے شکایت کرتے ہین - یا آہ کی شکایت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تیرا سارا زور تیری ساری کائنات - تیری ساری قوت مجھی پر ختم ہوگئی کہ مجھے تونے سر سے پاؤن تک پھونکدیا اور غیر کے گھر پر تیری ایک چنگاری بھی نہ پہونچی فرماتے ہین ؎

تھی میرے ہی جلانے کو اے آہ شعلہ ریز | گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار حیف

کیا یہ شعر بھی اسی انداز کا نہین ہو ؎

فلک دور رکھ اس سے مجھے کہ مین ہی نہین | درازدستی قاتل کے امتحان کے لئے

ناتوانی اور کثرت گریہ کا یہ عالم کچھ کم دردانگیز نہین ہوتا کہ ایک شخص روتے روتے اس قدر کمزور اور ناتوان ہو جاے کہ پلکون کو بھی باہم نہ ملا سکے - مرزا اسی عالم کا اظہار کرتے اور کہتے ہین -

رونے نے طاقت اتنی نہ چھوڑی کہ ایکبار | مژگان کو دون فشار پے امتحان اشک

دنیا ایک ہوس گاہ ہو - ہر شخص اور ہر شے یہان بقدر شوق گرفتار حرص ہے مگر یہی حرص اور یہی سامان عیش اس کے واسطے تباہی کا باعث ہے اسی مضمون کو اس لطافت کے ساتھ ادا کیا ہے کہ اُس مین لطافت کے ساتھ عبرت بھی پیدا ہوگئی ہے - فرماتے ہین ؎

برہم ہو بزم غنچہ بیک جنبش نشاط | کاشانہ بسکہ تنگ ہو غافل ہوا نہ مانگ

کہتے ہین کہ مین لخت جگر کی عدم موجودگی کی حالت مین دل کی تسلی گل کو دیکھ کر کر لیا کرتا ہون - ورنہ میرے لئے میرے لخت جگر ہی گل ہوتے ہین - اب یہ زمانہ ایسا ہو کہ آنکھون تک لخت جگر کی رسائی مشکل ہوگئی ہو - بڑی مصیبت ہو اگر اب بھی نگاہ آشنائے گل نہو اور کہین پھول دیکھنے کے لئے نہ ملین -

مژگان تلک رسائی لخت جگر کہان
اے واے گر نگاہ نہو آشنائے گل

دریا کی دل شکستگی کا اس صورت سے اظہار کیا ہے ؎

امواج کی جو یہ شکنین آشکار ہین — ہے چشم اشک ریز سے دریا شکستہ دل

غرضکہ مرزا کے اس کلام مین اچھے شعر بھی اتنے ہین کہ جو کسی طرح نظر انداز کرنے کے قابل نہین ہین خرابی صرف اتنی ہے کہ وہ اُن کو انتخاب کر کے نظر انداز کر چکے تھے ورنہ وہی تخئیل ہے وہی زور ہے وہی رنگ ہے جو عموماً اُن کے کلام مین پایا جاتا ہے اور قدرت کی طرف سے جس کے وہ تنہا مالک بنائے گئے ہین۔

رہا وہ حصہ کلام جس مین خیالات کی گہرائی نے پیچیدگیان پیدا کر کے عام نظرون سے اُن کے مفہومون کو پوشیدہ کر دیا ہے۔ وہ بھی کچھ کم نہین ہین میرے خیال مین وہ کلام مروجہ کلام سے کچھ زیادہ ہوگا۔ کیونکہ دس برس کی مشق کا سرمایہ تھا جو نظر انداز کر دیا گیا اور نمونے کے طور پر اس کا کچھ حصہ اس دیوان مین چھوڑ دیا گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دیوان غالب کی شرح لکھنے والون نے مشکل کلام کی بھی شرح لکھی ہے اور دوسرے کلام کے ساتھ ساتھ اُس کو بھی آنکھون سے لگانے کے قابل سمجھا ہے تو پھر کیا سبب ہے کہ اب اس پورے کلام کو چھوڑ دیا جائے جس کا چھوٹا سا ایک ٹکڑا یہ کلام بھی ہے۔ لوگ یہ تو کہتے ہین کہ جب مرزا نے خود ہی اس کلام کو طبع ہونے اور منظر عام مین آنے کے قابل نہین سمجھا تو پھر کسی کو کیا حق ہے کہ وہ اس کلام کو پبلک مین لائے اور شہرت کے پر لگا کر اڑائے مگر یہ کوئی نہین دیکھتا کہ ناسمجھون کی زبردستیون اور زمانہ کی کوتاہ فہمیون نے ان کو اس بات پر مجبور کیا ورنہ انہون نے تو وہ شعر کہے ہی تھے اور اس مین اپنا شباب کا زمانہ صرف کیا ہی تھا۔ میرے نزدیک تو انہون نے جب یہ شعر نکال دیے ہین اسی پر ان کو افسوس ہوا ہے اور اسی کے لئے انھون نے یہ شعر کہا ہے کہ ؎

ہمارے شعر ہین اب صرف دل لگی کے اسد
کھلا کہ فائدہ عرض ہنر مین خاک نہین

ظاہرا تو یہ ہے کہ وہ شعر جن پر انتخاب کی چھری چلائی گئی وہ ابتدائے مشق کے تھے اور دیکھنے والون کی نظر مین صرف اس لئے ان کی کوئی وقعت اور کوئی اہمیت نہ تھی کہ وہ اُن کی سمجھ سے باہر یا بالاتر تھے مگر انصاف کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ

مرزا نے انہیں معانی کے دریا بہا دیے تھے اور ہر مصرع میں پرواز خیال کی انتہا دکھا دی تھی ہر لفظ گنجینۂ معنی تھا۔ اور ہر مفہوم سرمایۂ ناز شاعری تھا اسی قسم کے کلام کی طرف انکا اشارہ یہ تھا کہ ؎

گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے
جو لفظ کہ غالب مرے اشعار میں آئے

ابتدائے شاعری کا وقت سہی۔ نومشقی کا عالم سہی مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ وہ اُن لوگوں کا اتباع تھا جن کا جواب دنیائے شعر میں مشکل سے ملے گا۔ جنکے تخیل کی حدیں اُس عالم سے ملی ہوئی ہیں جہاں عام نظریں کبھی پہونچ ہی نہیں سکتیں۔ میرے خیال میں وہ گمراہی بھی رہنمائی سے زیادہ درجہ رکھتی ہے اور وہ ابہام و اشکال بھی سہل ممتنع سے بڑھا ہوا ہے۔

بیدل۔ شوکت اور جلال اسیر کے یہاں اول تو سب خیالی مضمون نہیں ہیں بہت سے مضامین عالی بھی اُن کے کلام کا جوہر ہیں اور اگر فرض کیجیے کہ تمام دنیا خیالی ہی ہے تب بھی تو یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ عام دنیا کی اس دنیا تک رسائی نہیں اور وہ سطح بلند پر آباد ہے جہاں بڑے بڑے نظر بازوں کی نظر نہیں پہونچتی۔ بیشک مرزا نے اُس کلام کو نظر انداز ہی کے قابل سمجھا مگر اُسوقت کہ جب ہر طرف سے صدائے دار و گیر بلند ہوئی اور جب ہر سخن ناشناس واویلا اور وا مصیبتا کہتا ہوا پھرنے لگا۔ جب جگہ جگہ یہی ذکر ہونے لگا کہ مرزا مہمل گو ہیں مرزا مشکل گو ہیں۔ مرزا کے کلام میں معنی نہیں ہیں۔ مزا نہیں ہے۔ نکالنے کو تو انہوں نے اپنے دیوان سے وہ کلام نکال ہی دیا مگر غور کیجیے کہ اگر وہ اس کو بے معنی اور مہمل جانتے تو اس قسم کے نمونے کیوں چھوڑ دیتے سعدی کی ایک حکایت میں یہ جملے تو انہوں نے پڑھے ہی ہوں گے۔ آتش کشتن و اخگر گزاشتن و افعی کشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کار خردمندان نیست والا مضمون ہے پھر جب تمام کا تمام کلام بدل ہی دیا تو آخر نمونے کی کیا ضرورت تھی۔

اسقدر لکھنے کے بعد یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ مرزا کا وہ کلام بے معنی نہیں ہے بلکہ اس میں تو مرزا نے اور بھی زیادہ خون جگر کھایا ہے اور عمیق خیالات ظاہر کئے ہیں۔

اگر یہ کلام پہلے سے دستیاب ہو جاتا تو میرے نزدیک سب سے پہلے اسی کی شرح کی ضرورت تھی اور شارحین کی طبع آزمائیون کا سب سے زیادہ یہی محتاج تھا مگر اتفاق سے یہ غفلت اور لاعلمی کی مٹی مین دبا پڑا رہا اور کسیکو خبر بھی نہوئی۔

اب غالب کے اُس کلام کو جو میرے لئے زیر بحث ہو رہے ہوے اچھا خاصہ ایک زمانہ گزر گیا مگر میرا جہان تک خیال ہو اس وقت تک کسی نے اس طرف مطلق توجہ نہین کی ہو بلکہ جو اٹھتا ہو یہی ارادہ کرتا ہوا اٹھتا ہے کہ غالب کے متداول دیوان کی اپنی سمجھ کے موافق ایک شرح لکھ ڈالون حالانکہ یہ بات کچھ چھپی ہوئی نہین ہے کہ اب اتنی شرحین لکھی جا چکی ہین کہ نہ شرح کی احتیاج ہو نہ تشریح کی اب غالب کے پرانے کلام مین نئے معنی پیدا کرنے کے یہ معنی ہین کہ حقیقی معنی پر پردہ ڈالکر کلام کو مہمل اور لایعنی کا خطاب دلایا جائے۔ کیونکہ جہان ایک کلام مین مختلف معنی کا پایا جانا اس کی فصاحت و بلاغت پر دال ہے وہین یہ بھی ہے کہ اس کو مہمل ثابت کرنے مین بڑی مدد دیتا ہے اس واسطے کہ جہان تک میرا تجربہ ہے شاعر کسی شعر مین دو تین سے زیادہ معنی نہین پیدا کر سکتا اگر اسی سے ایک دو اور اچھے پہلو بھی پیدا ہو جائین تو وہ اعجاز کلام اور فیضان سخن سے تعبیر کیا جائے گا شاعر کی کوئی خاص کوشش نہ مانی جائے گی اور اگر اس مین بہت سے مفہوم ادنیٰ ادنیٰ نقصان کے ساتھ پیدا ہوتے ہون تو قطعی طور پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ شاعر نے سمجھ کر وہ شعر نہین کہا ہے۔ یہی اور بالکل یہی آجکل غالب کے کلام مین کیا جا رہا ہے۔ شرح کرنے والون کی ٹولیان کی ٹولیان چلی آتی ہین اور جو جس کی سمجھ مین آتا ہے کہتا ہے اور ایک ضخیم کتاب تیار کر کے رکھدیتا ہے۔ دیکھنے والے سب کو دیکھ رہے ہین اور سب کا نعرہ مستانہ سن رہے ہین حالانکہ واقعہ یہ ہو کہ سوائے دو تین شرحون کے باقی شرحین ماسبق شرحون کے لئے گراموفون اور صدائے بازگشت سے زیادہ نہین مگر مجبوری ہے۔ع

تقدیر جو دکھائے وہ ناچار دیکھنا

میرا جہان تک خیال ہو جناب تہا اور حضرت بیخود موہانی و بیخود دہلوی کی شرحین اُس وقت تیار کی گئی ہین جب نسخہ حمیدیہ چھپ چکا تہا اور غیر مطبوعہ

کلام بھی عام نظرون کے سامنے آگیا تھا مگر حضرت تنہا کی شرح اور دیگر شرحون مین اس قدر فرق ہے جس قدر ر د فوٹوگراف اور گراموفون مین۔ باقی اللہ بس باقی ہوس۔ رہے حضرت مولانا بیخود موہانی اعلی اللہ مقامہ اُنکی دنیا ہی جدا ہے پہلے سب شرحون کو جمع فرماتے ہین پھر اُن کی تشریح کرکے اُن کے عیوب واسقام سے اپنی رائے عالی کے مطابق دنیا کو آگاہ فرماتے ہین اور اُس کے بعد اپنی طلاقت لسانی کا ثبوت دیکر معانی کے ابواب جدیدہ کا افتتاح فرماکر ؎

کس بشنود یا نشنود من گفتگوے می کنم

کی ایک آواز لگاتے ہوے برق خاطف کی طرح گزر جاتے ہین۔ افسوس بلکہ سخت افسوس اس بات کا ہے کہ ابھی تک وہ شرح دنیا سے روپوش ہے اور بستہ کے سرخ یا سبز غلاف مین ملبوس طاق زینت پر رکھی ہوئی ہے ورنہ مین اسپر کچھ لکھتا پھر بھی مین نے اس کے بعض بعض وہ حصے دیکھے ہین جن سے اخبارات ورسائل کے کئی کئی صفحے کالے ہوگئے ہین اسی بنا پر یہ چند فقرے بے اختیارانہ لکھ گیا ہون۔ ورنہ او داند وکار او۔ مارا چہ ازین قصہ کہ۔ مولانا بیخود دہلوی کی شرح کا مل طرز پہ مین نے نہین دیکھی مگر متعدد خبرین اس کے متعلق بھی سنی ہین کہ خوب خوب معانی آفرینی کی داد دی ہے۔

کوئی ان رہنمایان معانی اور حامیان زبان اُردو سے یہ پوچھنے والا نہین کہ حضرات یہ کیا ستم ہے کیا غضب ہے کیا نا انصافی ہے جس کی ضرورت نہین اس کے لئے تو معرکہ آرائی اور جادہ پیمائی قلم جاری ہے اور جس کی ضرورت ہے اس کی طرف توجہ بھی نہین۔ کیا خوب۔ یا آن گرما گرمی یا باین سردمہری

بہین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

حقیقت یہ ہے کہ غالب کے مروجہ کلام کی رہنما تو کئی شرحین موجود تھین غالب اس کلام کو تو سننے والے اور اس کے معنی سمجھانے والے تو ہزارون آدمی ہندوستان مین موجود ہین۔ اس لئے ان کی شرحین لکھنے مین نہ کوئی دقت پڑی نہ کسی کاوش کی ضرورت ہوئی۔ مگر وہ کلام جو نہ تو زبان زد ہو کر مقبول ہوا ہے اور نہ اس وقت تک کوئی اس کی شرح لکھی گئی ہے اُسپر قلم اٹھانا کوئی

آسان کام نہین ہو۔ اس کے لئے ہمت چاہیئے دل چاہیئے دماغ چاہیئے۔ معنی یاب طبیعت چاہیئے ذوق سلیم چاہیئے۔ یہان کاتا اور لے دوڑی سے کام نہین چل سکتا۔ اور وہان ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی" کا منظر نظر نہین آسکتا اس لئے بعض تو دیکھتے ہین۔ رہ جاتے ہین۔ بعض کی نظر خیرہ ہو جاتی ہے بعض کے ہاتھ سے کتاب چھوٹ پڑتی ہے بعض مہمل سمجھ کر چھوڑ دیتے ہین بعض ادب سے خاموش ہو جاتے ہین۔

مولانا بیخود تو خیر پھر بھی اپنی جگہ ہین دیکھئے حضرت نظم طباطبائی اعلی اللہ مقامہ کو جو ہندوستان مین دیوان غالب کے ایک بہترین شارح تسلیم کئے گئے اور جنھون نے اپنی شرح مین شرح کیساتھ تنقید کی بھی جواہر ریزی فرمائی اور ساتھ ہی ساتھ جابجا کلام مقبول و متداول پر نگاہ غائر ڈالکر حق اصلاح بھی ادا کیا تو پھر اس کلام مین تو ان کو اور بھی زیادہ مواقع تھے اور یہان تو بقول تسخفے دریا بہا سکتے تھے پھر کیون نہ ادہر توجہ فرمائی۔

میرے نزدیک کسی شاعر کو بڑے بڑے ماہرین شعر کے مقابلہ مین پیش کرنے سے یہ زیادہ بہتر ہو کہ خود اسی کے کلام کی تشریح و توضیح کردی جائے۔ ڈاکٹر بجنوری مرحوم نے اپنے مقدمہ کلام غالب مین غالب کو کہین ٹینیسن ٹھہرایا ہو کہین اپنے زمانہ کا ورڈسورتھ اور شیلی بنایا ہو گو یہ بھی ایک قسم کی جدت ہو اور اس سے بھی غالب کی غالبیت کو چار چاند لگتے ہین مگر کاش یہ کلام اُن کے ہاتھ لگا ہوتا اور اس پر وہ حاشیہ آرائی کرتے تو یقینی وہ اس کوشش و کاوش بیجا سے بہتر ہوتا جس پر انہون نے اپنی تمام تر قوت بیان کو ختم کر دیا ہو۔ اس سے تو کون انکار کر سکتا ہو کہ مقدمہ کے لکھنے مین انہون نے بے انتہا عرقریزی کی ہو اور فلسفے کے دریا بہا دیے ہین۔ بہت سے اشعار کے معنی اس جدت و ندرت کے ساتھ بیان کئے ہین کہ ہر ایک سننے والا ان کی داد دیے بغیر رہ ہی نہین سکتا مگر افسوس ہو کہ اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی آتا ہو کہ جو معنی بجنوری مرحوم نے سمجھے شاید غالب کا خیال بھی وہان تک نہین پہنچا تھا اور وہ اسیطرح ان سے ناواقف تھے جیسا کہ آج ایک ایسا آدمی جس نے اس مقدمہ کو نہ دیکھا ہو نہ بجنوری مرحوم کے سرمایۂ عمر اور اُن کی سعی و کوشش یعنی اُن کے مقدمہ کو جس دن مین نے دیکھا انکے الفاظ سے نکلتے ہوئے جبروتی ترانے اور اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد کے قدوسی نغمے میرے کانون تک پہونچے۔ دل کنگرۂ قصر کسریٰ کی طرح ہلنے لگا ہاتھ بتان کعبہ کی طرح لرزنے لگے صفحات کا جادہ

برق سرطور کی طرح چمکنے لگا اور میری موسیٰ نگاہی غش کھا کر گرنے کو تیار ہو گئی میرے
ہوش و حواس پروانہ ہاے آتش بجان کی طرح تڑپنے لگے پہلے ہی صفحے کے الفاظ
اور فقرے مجھے از خود رفتہ بنا گئے پھر بھی مین نے بقیہ صفحات الٹ پلٹ کر دیکھے۔
مگر سواے اس کے کہ جو بہار مدحت اپنی پوری روانی پر ہے۔ سواے اس کے
کہ چند معدود افکار اور لایعنی دعوے ہین سواے اس کے کہ غالب کی مضمون آفرینی
کو سراپا فلسفہ بنا دیا ہے سواے اس کے کہ یورپ کی چند معروف ہستیون سے غالب
کا مقابلہ کیا ہے سواے اس کے کہ انھین شعرون کی پھر شرح کر دی ہے جن کی شرح
بارہا ہو چکی ہے مجھے ایک بات بھی ایسی نظر نہ پڑی جس کو دیکھ کر میری محدود معلومات
اضافہ کا شکریہ ادا کرتی یا سامعہ کسی نئی بات کے سننے سے ممنون ہوتا اس مین شک
نہین کہ وہ ادب کی ایک نئی دنیا پیش کرتے ہین مگر سب بیکار ہے کیونکہ جدید کلام کی نسبت ایک لفظ بھی
ارشاد نہیں فرماتے لو ہمیں وہ مجبور ہین کیونکہ یہ کلام ہی اُن تک نہین پہونچا تھا انھون نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ ایک تبرک کے طور پر
پیش کیا ہے جو کچھ دکھایا ہے وہ عجائبات روزگار سمجھکر دکھایا ہے باقی انہین نہ
اس کی شرح سے بحث ہے نہ اُن کے اُس انداز بیان سے غرض ہے اسی طرح تزئین کلام کا
جو حال ہے وہ اُس جدید ترتیب پر ہے اور جو کچھ اُن کی کائنات ہے وہ اُن چند
نوٹون پر ختم ہو جاتی ہے جو جا بجا صفحات مین اس تشریح اور اس تفصیل کیواسطے
لکھے گئے ہین کہ ان غزلون مین سے کوئی شعر مطبوعہ دیوان غالب مین نہین ہے
یا یہ شعر پہلے اس طور پر کہا گیا تھا۔ اور بس مین نے اُسی زمانہ مین یہ ارادہ کیا کہ اُردو
کے مروجہ دیوان غالب کی طرح اس کی بھی اگر شرح ہو جاے تو وہ صرف مفید
مطلب ہی نہین بلکہ عجیب بھی ہو گی مگر اس ارادہ کا قوت سے فعل مین آنا اور
اس خیال کا عملی جامہ پہننا کوئی آسان بات نہ تھی ایک دو کا ڈر نہین بلکہ متعدد
موانع موجود تھے۔ اشغال کی کثرت۔ فرصت کی کمی۔ غور و فکر کے لئے موقعہ نہ ملنا۔
کلام کا غائر نظر سے مطالعہ کر کے قابل شرح شعرون کا انتخاب اُسپر سب سے بڑی
کمی اس بات کی کہ لکھ بھی لین اور شرح کر بھی ڈالین تو کون چھاپے گا اور کون
خریدے گا یونہی ایک فرقہ ہے جو اس کلام کو دیکھکر چین بر جبین ہے اور اپنی
معلومات کی بنا پر قیاسی بنیادین قائم کر کے یہ کہتا پھرتا ہے کہ یہ کلام ہرگز غالب کا

کلام نہین ہے پھر بھلا اس کوشش اور سعی کو نظر استحسان سے کون دیکھے گا۔ اور کہان سے اس کے قدردان پیدا ہون گے۔

مندرجہ بالا موانع کے باوجود بھی مین نے ہمت نہین ہاری اور اس شغل کو جاری رکھا۔ اُن شعرون کو پڑھتا رہا اور وقت بے وقت اپنے ضروری وقت کو معانی کی گتھیان سلجھانے مین صرف کرتا رہا جب جب ممکن ہوا کاغذ پر بھی کچھ نہ کچھ لکھتا رہا۔

غالب کے انداز بیان۔ اُلجھی ہوئی ترکیبون۔ نامانوس بندشون نے میرا کافی وقت صرف کیا۔ ہوا یہ کہ بیشتر اشعار کے ایک وقت مین کچھ معنی سمجھے دوسرے وقت کچھ سمجھے اہل نظر سے محاکمہ اور فیصلہ کا خواستگار ہوا۔ بہت سے فیصلے ہو گئے اور بہت سی جگہ رہنما اور رہبر بھی راہرو اور رہ نورد بنکر رہ گئے۔ اور ہان مین ہان ملانے کے سوائے۔ نہ کوئی حتمی رائے دی اور نہ کوئی قطعی فیصلہ کیا ایسے شعرون مین مین نے یہ کیا کہ جو جو معنی میری سمجھ مین آئے وہ سب لکھدیے۔

اب مین مرزا کے اسی کلام پر مخصوص طور سے ایک دوسری نظر ڈالنا چاہتا ہون اور بتاتا ہون کہ اس مین کیا ہے اور اس کے ظاہری اجزاے ترکیبی مین کون کون سے عناصر کام کر رہے ہین۔

(۱) اگرچہ یہ کہنا کچھ کارآمد اور ضروری نہین ہو کہ ان کے اس کلام مین قریب قریب بھی مروجہ بحور موجود ہین اور اس صورت سے عروض کی پوری پوری خانہ پُری ہو جاتی ہی۔ پھر بھی ان لوگون کی خاطر سے جن کو عروض و تقطیع کے جھگڑون اور دلزلون مین لطف آتا ہی یہ نہ بتانا ایک کمی کے طور پر محسوس کیا جاے گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا ہے کہ مرزا اُن شاعرون مین نہین تھے جو عروض دانی ہی کو کمال شاعری سمجھتے تھے انھون نے انہین بحرون کو اپنے دیوان مین جگہ دی جنکو لکھنے کے بعد بھی شاعر شاعر ہی معلوم ہوتا ہی وہ جانتے ہون یا نہ جانتے ہون اس سے بحث نہین ہی پھر بھی اس طرف ان کی توجہ منعطف نہین ہوئی ہی جن بحرون مین زحافون کی فراوانی نے آشوب مذاق برپا کر رکھا ہی۔

(۲) اُن کا یہ کلام بھی کئی حصون پر منقسم ہوتا ہے ایک وہ غزلین ہین جنمین کا

کوئی شعر مروجہ دیوان مین نہین ہی - اور وہ سر سے پاؤن تک انتخاب کے سیلاب مین غرق ہوگئی ہین دوسرے وہ اشعار ہین جو اسی موجودہ دیوان کی غزلون مین سے چنکر جدا کردیے گئے ہین اس قسم کے اشعار کے دو حصے کیے جا سکتے ہین ایک وہ جو بالکل نئے شعر ہین ان مین خیال بھی نئے ہین باتین بھی جدا ہین دوسرے وہ اشعار ہین جو اسی دیوان کے اشعار کا نقش اول ہین اور کچھ الفاظ کے تغیر اور تبدل کے بعد ان کو متداول دیوان مین جگہ دیدی گئی ہے اور پھر ان مین بھی دو تقسیمین ہین ایک اس قسم کے شعر ہین جو اصلاح کے بعد ایسے بدل گئے ہین کہ پہچانے ہی نہین جاتے دوسرے وہ ہین جن کے خط و خال اب بھی نمایان ہین اور صرف چند الفاظ بدلے ہین باقی وہی ہین -

(۲) بندش کی حیثیت سے بھی دو قسم کے شعر پائے جاتے ہین یا سہل ہین - یا بعید الفہم ترکیبون سے لبریز پھر سہل مین بھی اگرچہ سہل ممتنع اشعار کا پتہ نہین مگر یہ بھی دو طرح کے ہین یا تو ایسے ہین کہ ان کی شرح کی ضرورت ہی نہین ہی - پڑھئے اور سمجھ لیجئے اور یا ایسے کہ سہل تو ہین مگر پھر بھی اُن کی شرح کی ضرورت ہی - بعید الفہم اشعار بھی دو قسمون پر تقسیم کر لیجئے یا وہ ہین جو کوشش کرنے کے بعد سمجھ مین آجاتے ہین اور کسی نہ کسی صورت سے شارح کی محنت ٹھکانے لگ جاتی ہے اور وہ اُن کے معانی پر کچھ نہ کچھ رائے زنی کر سکتا ہے یا ایسے ہین کہ ادراک کی قوت کو تھکا دیتے ہین ذہن کی رسائی کو عاجز کر دیتے ہین - واہمہ اگر خلاقی کر کے کچھ اچھے بُرے معنی پیدا بھی کرتا ہی تو دماغ اُن سے مطمئن نہین ہوتا - اور اپنے پُر کرنے کے لئے ہل من مزید کی صدا آخر تک بلند کرتا رہتا ہے -

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین اس ترکیب صوری کی آسانی کے لئے کچھ مثالین پیش کر کے اپنے مذکورۂ بالا دعوون کا ثبوت دیدون - پہلے اُن بحرون کو دیکھئے - جن کو بجنوری مرحوم نے از روے اقلیدس خطوط منحنی اور دوائر سے مشابہ کر کے افتان و خیزان کے نام سے یاد کیا ہے -

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا
دل کہان کہ گم کیجئے ہم نے مدعا پایا

اسی غزل مین اور بھی بہت سے اشعار غیر مطبوعہ ہین جن کا ایک شعر نقل کے لئے کافی ہے۔

ہو کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب
ہمنے دشت امکان کو ایک نقش پا پایا

یا عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہین ہم آگے   کہ اپنے سایہ سے سر پاؤن سے ہو دو قدم آگے

اس غزل کا اور کوئی شعر اشعار غیر مطبوعہ مین نہین ہو مگر ایسی ہی اور کئی غزلین موجود ہین جن مین سے ایک یہ ہے۔

نظر بنقص گدایان کمال بے ادبی ہے
کہ خار خشک کو بھی دعوئی چمن نسبی ہو

دونون بحرون مین فرق بھی مگر اپنی خمیدگی کے لحاظ سے دونون برابر ہین اور لیجے تیر کی مخصوص بحر ملاحظہ فرمایئے۔

وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردون کو کیا رام کیا
رشتۂ چاک جیب دریدہ صرف قماش دام کیا

یہ بھی پوری غزل موجود ہے اور اسی قسم کی اور بحرین بھی پائی جاتی ہین مگر ڈاکٹر بجنوری مرحوم کا یہ دعویٰ کسی صورت سے صحیح نہین ہو کہ "کوئی آسان سے آسان اور مشکل سے مشکل بحر ایسی نہین جس مین مرزا نے کلام موزون نہ کیا ہو۔ یہ ناواقفی فن کی دلیل ہو یا خوش عقیدگی کی اس کا کوئی ثبوت اُن کے دیوان سے نہین ملتا۔ اور ایک مرزا غالب ہی کے دیوان کو کیون پیش نظر رکھا جائے مجھے کسی اُردو کہنے والے شاعر یا کسی فارسی کہنے والے کا دیوان اس معیار پر پورا اُترتا نظر نہین آتا۔ میری نظر مین اس فرض کو فارسی گویون مین شمس تبریز رحمتہ اللہ علیہ کے کلیات مین پورا کیا گیا ہے مگر وہان بھی خدا معلوم کتنی کمی رہ گئی ہے۔

(۲) اُن غزلون کو لیجے کہ جن کا کوئی شعر مروجہ دیوان مین نہین ہو تو وہ بہت کافی تعداد مین آپکو ملین گی۔ چنانچہ ان غزلون مین کا کوئی شعر دیوان مطبوعہ مین نہین ہے۔

شب کہ دل زخمی عرض دو جہان تیر آیا   نالہ بر خود غلط شوخی تاثیر آیا

سیر آنسوے تماشا ہے طلبگارون کا — خضر مشتاق ہے اس دشت کے آوارونکا
عیادت سے زبس ٹوٹا ہو دل یاران غمگین کا — نظر آتا ہو مجھے شیشہ رشتہ شمع بالین کا

وردِ اسم حق سے دیدار صنم حاصل ہوا
رشتہ تسبیح تار جادہ منزل ہوا

اس قسم کی غزلین قریب قریب سبھی ردیفون مین ہین اور اچھی خاصی تعداد مین ہین۔

وہ اشعار بھی بہت سے ہین جو مطبوعہ دیوان کی غزلون مین سے چنکر جدا کر دیے گئے ہین نمونہ کے لئے الف کی ردیف کی ابتدا سے دو تین غزلون کی تفصیل لکھتا ہون۔

نقش فریادی ہی کس کی شوخی تحریر کا
کاغذی ہو پیرہن ہر پیکر تصویر کا

یہ پہلی ہی غزل ہی جس مین مطبوعہ پانچ شعر ہین مگر پانچ ہی غیر مطبوعہ ہین۔

اس غزل مین ؎

شمار سبحہ مرغوب بت مشکل پسند آیا
تماشائے بیک کف بردن صد دل پسند آیا

مین مطبوعہ اشعار چار ہین مگر غیر مطبوعہ پانچ شعر زائد ہین۔

اس غزل مین ؎

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد
سرگشتہ خمار رسوم و قیود تھا

چھ شعر ملتے ہین مگر چھ غیر مطبوعہ بھی ہین۔ غرضکہ بہت سی غزلون مین یہی صورت ہی۔ وہ غیر مطبوعہ اشعار بھی بہت سے ہین جو بالکل نئے ہین ان کا نقل کرنا اس لئے فضول ہی کہ جب یہ بتا دیا گیا کہ بہت سی سالم غزلین غیر مطبوعہ ہین تو پھر اب ایسے اشعار کے شمار کرانے کی کیا ضرورت باقی رہی۔ ہان وہ اشعار جو مروجہ بہت سے شعرون کے نقش اول ہین لکھنے کی ضرورت ہے وہ بھی کثیر تعداد مین ہین مگر مین نمونتاً چند شعرون پر اکتفا کرتا ہون۔ یہ شعر

بسکہ ہون غالب اسیری مین بھی آتش زیر پا — موے آتش دیدہ ہی حلقہ مری زنجیر کا

پہلے یون تھا۔

آتشین پا ہون گداز وحشت زندان نہ پوچھ
موے آتش دیدہ ہی ہر حلقہ یان زنجیر کا

یا یہ شعر

بوے گل۔ نالۂ دل۔ دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا

اس کا پہلا مصرع پہلے یون تہا۔

عشرت ایجاد چہ بوے گل وکو دود چراغ
جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

یہ تو ہی اُن اشعار کا حال جن مین کہین کہین پورے پورے مصرعون کو بدل دیا ہی اور کہین اس سے بھی زیادہ تصرف کیا ہی مگر اس سے بھی زیادہ وہ اشعار ہین جن مین صرف ایک ایک دو دو لفظ بدلے ہین اور باقی جیسے پہلے تھے ویسے ہی مروجہ دیوان مین ہین۔ اُن کی مثال کے لئے کہان تک اشعار پیش کئے جائین بہت سے ایسے گروہ اشعار جن کے خط و خال بھی نہین پہچانے جاتے کم ہین۔ اور نہ پہچانے جانے کی خاص وجہ یہ ہے کہ اُن مین الفاظ کا تغیر معمولی نہین ہی بلکہ لفظ بھی بدل دیے ہین زمین شعر بھی بدل دی ہی کہین بحر بھی بدل دی ہی اور تہوڑا بہت خیال مین بھی تصرف کیا ہی مثال کے طور پر اس شعر کو لیجیے ؎

نہین ذریعہ راحت جراحت پیکان
وہ زخم تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیے

پہلے یہ خیال اس صورت مین تہا۔

جس قدر جگر خون ہو کوچہ دادن دل ہی
زخم تیغ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا

یا یہ شعر ؎

پرتو خور سے ہی شبنم کو فنا کی تعلیم
ہم بھی ہین ایک عنایت کی نظر ہونے تک

پہلے ایک جگہ اسی مضمون کو یون کہا تھا ؎

خور شبنم آشنا نہ ہوا ورنہ مین اسد
سرتاپا گزارش ذوق سجود تھا

یا یہ دو شعر ؎

ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق　　　لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر

ہاتھ دہو دل سے یہی گرمی گر اندیشے مین ہو　　　آبگینہ تندیٔ صہبا سے پگھلا جائے ہے

پہلے شعر مین صرف لرزشِ موج کا خیال ہو اور دوسرے مین آبگینۂ صہبا گداز کا بیان ہو. مگر دونون کو ایک شعر مین پہلے یون کہا تھا۔

ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزے ہے
کہ شیشہ نازک و صہبائے آبگینہ گداز

بعض ایسے شعر بھی ہین جو کہے گئے ہین ایک دوسرے کی مدد سے اور یکے بعد دیگرے ہین مگر وہ دونون انتخاب ہو کر مطبوعہ دیوان مین آگئے ہین جیسے یہ شعر ؎

مری تعمیر مین مضمر ہو اک صورت خرابی کی　　　ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہو خونِ گرم دہقان کا

کارگاہِ ہستی مین لالہ داغ سامان ہے　　　برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقان ہو

یا یہ شعر ؎

بیان کیا کیجئے بیدادِ کاوش ہائے مژگان کا　　　کہ ہر اک قطرۂ خون دانہ ہے تسبیحِ مرجان کا

ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگان ہون　　　نگین نامِ دلبر ہے مرا ہر قطرہ خون تن مین

دونون شعر ظاہرا شاید کسیکو جدا معلوم ہون مگر معترض خون کے قطرون کی تشبیہ کو دیکھے گا تو اچھی طرح سمجھے گا کہ کاوشِ مژہ نے ایک کو نگین بنایا ہے اور ایک کو مرجان اور نگین و مرجان مین کچھ بڑا فرق نہین ہے۔ رہے وہ شعر جو سہل ہین اور ان کی شرح کی ضرورت نہین ہے ان کی مثال مین یہ اشعار پیش کئے جا سکتے ہین مگر اس قسم کے شعر صرف برائے نام ہین۔

ظلم کرنا گدائے عاشق پر　　　نہین شاہانِ حسن کا دستور

دوستو مجھ ستم رسیدہ سے　　　دشمنی ہے وصال کا مذکور

شیخ جی کعبہ کا جانا معلوم　　　آپ مسجد مین گدھا باندھتے ہین

پھر بجائے نامہ لگائی بر لبِ پیک نامہ رسان
قاتلِ تمکین سنج نے یون خاموشی کا پیغام کیا

اسی طرح ان اشعار کی تعداد بھی بہت کم سمجھنا چاہئے جو بے حد سہل ہین مثلاً

نہ پوچھ حال شب و روز ہجر کا غالبؔ — خیالِ زلف و رُخ دوست صبح و شام ہا
لگے ہے ترنگ سر پہ یار کے بست نگارین سے — بجائے زخمِ گل اگر گوشۂ دستار ہویدا

جاتا ہون جدھر سب کی اُٹھے ہے اُدھر انگشت
یکدست جہان مجھ سے پھرا ہی مگر انگشت

بعید الفہم اشعار سے تو دیوان ہی بھرا ہوا ہے اُن کا گنانا نہ گنانا سب برابر ہے اُنہین سے اس قسم کے اشعار پیش کرنا بھی بے سود ہے جو کسی طرح سمجھ مین نہین آتے کیونکہ میرا عذر نافہمی اپنی کوتاہی اوراک کے مطابق ہوگا۔ یا اُن لوگون کے موافق کہ جن سے مین نے بعض اشعار کے معنی مین مشورہ کیا۔ سو اس کے لئے یہ تو ضروری ہی نہین کہ تمام دنیا مجھی سی ہو جائے ممکن ہے کہ اور لوگ سمجھ لین اور ان کی قوت اوراک وہان تک پہنچ سکے جہان تک مین نہین پہونچا۔

معنوی حیثیت سے دیکھئے تو غیر مطبوعہ دیوان غالب مین بقول مصنف کے ایسے اشعار بہت زیادہ ہین جن کی بنیادین خیالی مضامین پر رکھی ہوئی ہین اور جو واقعات سے کوسون دور ہین مثال کے طور پر بعض اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

کہنا یہ ہے کہ لالہ کا پھول ایک مسافر ہے جس کو بہار فرصت ہستی کی کمی کا راز معلوم ہوا اور وہ دنیا کی بے بقائی کو خوب جانتا ہے اسواسطے وہ راہ مین کسی جگہ فروکش ہونا اور قیام کرنا بالکل بیکار اور غیر ضروری سمجھتا ہے۔ اور عیش و سرور کو صرف اتنا ہی مدنظر رکھتا ہو کہ محمل کے اوپر ہی ایک جام بادہ پی لیتا ہے اور رخصت ہو جاتا ہے محمل وہی شاخ ہے جسپر پھول کھلتا ہے اور جام بادہ پھول کے لئے خود اس کا وجود ہے۔ اس مضمون کو اس طرح کہا ہے۔

ہوئی جس کو بہار فرصت ہستی سے آگاہی
برنگ لالہ جام بادہ بر محمل پسند آیا

یا وہی شعر جسکی شرح مین پہلے لکھ چکا ہون۔

خاکبازی امید کارخانۂ طفلی
یاس کو دو عالم سے لب بخندہ وا پایا

راہ خوابیدہ یعنی وہ راستہ جو کم چلتا ہے ایک درس آگاہی کے لئے گرونکش تھی مگر

میرا نقش قدم زمین کے لئے ایک سیلی استاد کا کام دے گیا۔

رہ خوابیدہ تھی گردنکش یک درس آگاہی

زمیں کو سیلی اُستاد ہے نقش قدم میرا

فصل بہار کی تاثیر سے آتش کا رنگ بدل گیا ہو لہذا شمع اپنے پاؤن کا کانٹا چراغ گل لیکر ڈھونڈھ رہی ہے۔ چراغ گل اسی شعلہ کو کہا ہے جو شمع مین موجود ہوتا ہی۔

زبس آتش نے فصل رنگ مین رنگ دگر پایا

چراغ گل سے ڈھونڈے ہو چمن مین شمع خار پا

ہوائے صبح گل کی گریباں چاکی کے سبب سے پریشان ہو لہذا اگر تجکو بھی غمخواری کرکے میرا حال دریافت کرنا ہے تو دہان زخم پیدا کرکے مجھ سے حال دریافت کر اسکے بغیر میرا دریافت حال ناممکن ہو کہتے ہین کہ

ہوائے صبح یک عالم گریبان چاکی گل ہو

دہان زخم پیدا کر اگر کہاتا ہے خم میرا

اسی قسم کے سیکڑون اشعار ہین جنکی بنا صرف خیال پر ہے انہین مین بعض شعر واقعاتی بھی شامل ہین مگر استعارے اور تشبیہین اتنی بھری ہوئی ہین کہ انہون نے ہر شعر کو الجھا دیا ہے اسی استعارہ در استعارہ اور تشبیہ در تشبیہ کا یہ عالم ہو کہ شعر کے سلجھانے اور سمجھنے مین پوری پوری قوت صرف کرنا پڑتی ہے اسپر بھی جہان نامانوس ترکیبون کا جال بچھا دیا ہے وہان تو شارح کا دماغ صید رم خوردہ بن جاتا ہے یا حلقون مین پھنس کر رہ جاتا ہو اور گھنٹون اس فکر مین رہنا پڑتا ہو کہ کس طرح اس دام خم بخم سے اپنے آپ کو نجات دی جاے۔ اور کیونکر ان اُلجھے ہوے پھندون سے نکلا جائے۔

بعض ترکیبین ایسی بھی ہین جو حرف مشدد کا کام دے رہی ہین ادہر بھی انکے معنی لگتے ہین اور اُدہر بھی۔ یون بھی معنی پیدا ہوتے ہین اور یون بھی وہان بھی عجیب وغریب کشمکش کا عالم پیدا ہو جاتا ہے اور شارح کے واسطے مشکلات کے سیکڑون دروازے کھل جاتے ہین۔ جہت ترجیح کو معین کرنا تو کجا معنی لکھنا اور کسی مطلب کا بیان کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ مثلاً

نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا
کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا

اسکے دو معنی پیدا ہوتے ہین یا میرا اضطراب دم شماری کبھی اپنے انتظار کو بھول نہ سکا یا میرا انتظار اضطراب دم شماری کو نہین بھولا - یا

بت پرستی ہے بہار نقشبندیہائے دہر
ہر صریر خامہ مین یک نالۂ ناقوس تھا

اس مین بھی دو صورتین ہین - بہار نقشبندیہائے دہر بت پرستی ہے یا بت پرستی سے بہار نقشبندی دہر پیدا ہوتی ہی - اس شعر مین اگرچہ مصرع ثانی ایک جہت معنی کو مرجح قرار دیدیتا ہی مگر ہر شعر اور ہر مصرع مین یہ صورت نہین ہی اور انتخاب کی زحمت کی جلے تو اس قسم کے اشعار کی تعداد بہت زیادہ ہی -

یہ مشکلین تھین جو مرزا کے اس کلام غیر مطبوعہ کی شرح مین حایل تھین - مگر پھر بھی - ع

شوق در ہر دل کہ باشد رہبرش در کار نیست

مین برابر اس کی تگ و دو مین لگا رہا - اور مدتون تک گاہ وبیگاہ اس سلسلہ کو جاری رکھا پھر بھی کوئی خاص ارادہ اس کے طبع کرنے کا نہ تھا مگر ع

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

اتفاق وقت کہ میری لکھی ہوئی شرح دیوان غالب جو صدیق بکڈپو مین طبع ہوئی ہی ختم ہوگئی اور ارادہ ہوا کہ اس کو دوبارہ طبع کیا جاے - مولانا محمد صدیق صاحب مالک صدیق بکڈپو نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اس مین اگر غالب کے وہ اشعار بھی شامل کردیے جائین - جو اگرچہ طبع ہوگئے ہین مگر مطبوعہ دیوان مین شامل نہ ہونے کی وجہ سے اب تک منظر عام پر نہین آے ہین تو شرح مکمل ہوجاے - مین نے بھی اس راے مین کوئی خرابی نہ دیکھتے ہوے قبول کرلیا اور ارادہ کیا کہ بعض ایسے اشعار کا شرح مین اضافہ کردیا جاے جو اس دیوان کے اشعار سے ملتے جلتے ہون - اور جو بے تکلف کھپ جائین - ارادہ ابھی معرض التوا مین تھا اور دماغ ہنوز اس فکر مین سرگرم کار تھا کہ مولانا کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر

عظمت الٰہی سلونوی اڈیٹر اخبار قیامت کے پاس ایک بیاض ہے جو انکو بالکل غیر متوقع طور پر کسی جگہ سے ہاتھ لگ گئی ہے۔ اس مین پندرہ بیس غزلین ایسی ہین جو اس دیوان مین بھی نہیں ہین جو حمیدیہ نسخہ کے نام سے موسوم ہے مولانا نے نہایت عجلت کے ساتھ ڈاکٹر صاحب سے مل کر اس بات کو معلوم کر لیا کہ جو کچھ سنا ہے وہ صحیح ہے مین نے خود بھی اس بیاض کو ڈاکٹر صاحب کے پاس دیکھا تھا مگر کبھی اس کے حاصل کرنے کا اس واسطے خیال نہین آیا تھا کہ وہ خود اس کے طبع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اور اس کا کبھی کبھی مجھ سے ذکر بھی کیا تھا۔ مگر مولانا صدیق صاحب نے کوشش بلیغ کر کے اس بیاض کو حاصل کر لیا۔ اور اب مین نے اپنے پہلے ارادہ کو بدل کر یہ ارادہ کیا کہ اس کلام غیر مطبوعہ کے ساتھ اس بیاض کی غزلون کو بھی شریک کر دیا جاے گا تو اُن کی شرح کی ایک خاصی ضخیم کتاب ہو جاے گی۔ اسی خیال پر کاربند ہو کر خدا کا نام لیکر مین نے شرح لکھنا شروع کر دی۔

شرح کس انداز پر لکھی ہے اس کی توضیح تو آخر مضمون مین لکھون گا پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بیاض کے متعلق مفصل طریق پر کچھ لکھ دیا جاوے۔

یہ بیاض مکمل نہین معلوم ہوتی اس لئے کہ اس مین صرف ایک جزو ہی اسی سے پتہ چلتا ہو کہ یہ کسی ضخیم بیاض سے کسی صورت سے جدا ہو گیا ہے۔ اس کی دوسری دلیل یہ بھی ہو کہ یہ جزو جزو اول ہو۔ بلکہ یہ ایک کشکول کا ابتدائی حصہ ہو کیونکہ اس مین غالب کے اشعار کے علاوہ دوسرے اساتذہ کے بھی بعض شعر ہین اور آخر مین کچھ نسخے کچھ تعویذ وغیرہ بھی ہین غزلون کی ترتیب بھی اس صورت سے ہے کہ اول مین مرزا کی غزلین ہین اور آخر مین دوسرے لوگون کی اُن مین بھی بعض غزلین ملی جلی ہین۔

یہ بیاض قدیم زمانہ کی روش کے مطابق تمام وکمال ایک ہی خط مین لکھی ہوئی ہو اور ایک ہی کاغذ و روشنائی ہے اسی وجہ سے یہ بات آسانی سے سمجھ مین آجاتی ہے کہ کسی دوسری جگہ سے اس بیاض پر غزلین وغیرہ نقل کی ہین

کلام نہین ہے پھر بھلا اس کوشش اور سعی کو نظر استحسان سے کون دیکھے گا۔ اور کہان سے اس کے قدردان پیدا ہون گے۔

مندرجہ بالا موانع کے باوجود بھی مین نے ہمت نہین ہاری اور اس شغل کو جاری رکھا۔ اُن شعرون کو پڑھتا رہا اور وقت بے وقت اپنے ضروری وقت کو معانی کی گتھیان سلجھانے مین صرف کرتا رہا جب جب ممکن ہوا کاغذ پر بھی کچھ نہ کچھ لکھتا رہا۔

غالب کے انداز بیان۔ اُلجھی ہوئی ترکیبون۔ نامانوس بندشون نے میرا کافی وقت صرف کیا۔ ہوا یہ کہ بیشتر اشعار کے ایک وقت مین کچھ معنی سمجھے دوسرے وقت کچھ سمجھے اہل نظر سے محاکمہ اور فیصلہ کا خواستگار ہوا۔ بہت سے فیصلے ہو گئے اور بہت سی جگہ رہنما اور رہبر بھی راہرو اور رہ نورد بنکر رہ گئے۔ اور ہان مین ہان ملانے کے سوائے نہ کوئی حتمی رائے دی اور نہ کوئی قطعی فیصلہ کیا ایسے شعرون مین مین نے یہ کیا کہ جو جو معنی میری سمجھ مین آئے وہ سب لکھدیے۔

اب مین مرزا کے اسی کلام پر مخصوص طور سے ایک دوسری نظر ڈالنا چاہتا ہون اور بتاتا ہون کہ اس مین کیا ہے اور اس کے ظاہری اجزائے ترکیبی مین کون کون سے عناصر کام کر رہے ہین۔

(۱) اگرچہ یہ کہنا کچھ کارآمد اور ضروری نہین ہو کہ ان کے اس کلام مین قریب قریب سبھی مروجہ بحور موجود ہین اور اس صورت سے عروض کی پوری پوری خانہ پُری ہو جاتی ہی۔ پھر بھی ان لوگون کی خاطر سے جن کو عروض و تقطیع کے جھگڑون اور لغزشون مین لطف آتا ہی یہ نہ بتانا ایک کمی کے طور پر محسوس کیا جائے گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا ہے کہ مرزا اُن شاعرون مین نہین تھے جو عروض دانی ہی کو کمال شاعری سمجھتے تھے انہون نے انہین بحرون کو اپنے دیوان مین جگہ دی جنکو لکھنے کے بعد بھی شاعر شاعر ہی معلوم ہوتا ہی وہ جانتے ہون یا نہ جانتے ہون اس سے بحث نہین ہی پھر بھی اس طرف ان کی توجہ منعطف نہین ہوئی ہی جن بحرون مین زحافون کی فراوانی نے آشوب مذاق برپا کر رکھا ہی۔

(۲) اُن کا یہ کلام بھی کئی حصون پر منقسم ہوتا ہے ایک وہ غزلین ہین جنمین کا

کوئی شعر مروجہ دیوان مین نہین ہو۔ اور وہ سر سے پاؤن تک انتخاب کے سیلاب مین غرق ہو گئی ہین دوسرے وہ اشعار ہین جو اسی موجودہ دیوان کی غزلون مین سے چنکر جدا کر دیے گئے ہین اس قسم کے اشعار کے دو حصے کیے جا سکتے ہین ایک وہ جو بالکل نئے شعر ہین ان مین خیال بھی نئے ہین باتین بھی جدا ہین دوسرے وہ اشعار ہین جو اسی دیوان کے اشعار کا نقش اول ہین اور کچھ الفاظ کے تغیر اور تبدل کے بعد ان کو متداول دیوان مین جگہ دیدی گئی ہے اور پھر ان مین بھی دو تقسیمین ہین ایک اس قسم کے شعر ہین جو اصلاح کے بعد ایسے بدل گئے ہین کہ پہچانے ہی نہین جاتے دوسرے وہ ہین جن کے خط و خال اب بھی نمایان ہین اور صرف چند الفاظ بدلے ہین باقی وہی ہین۔

(۲) بندش کی حیثیت سے بھی دو قسم کے شعر پائے جاتے ہین یا سہل ہین۔ یا بعید الفہم ترکیبون سے بریز پھر سہل مین بھی اگرچہ سہل ممتنع اشعار کا پتہ نہین مگر یہ بھی دو طرح کے ہین یا تو ایسے ہین کہ ان کی شرح کی ضرورت ہی نہین ہو۔ پڑھئے اور سمجھ لیجئے اور یا ایسے کہ سہل تو ہین مگر پھر بھی اُن کی شرح کی ضرورت ہو۔ بعید الفہم اشعار بھی دو قسمون پر تقسیم کر لیجئے یا وہ ہین جو کوشش کرنے کے بعد سمجھ مین آجاتے ہین اور کسی نہ کسی صورت سے شارح کی محنت ٹھکانے لگ جاتی ہے اور وہ اُن کے معانی پر کچھ نہ کچھ رائے زنی کر سکتا ہے یا ایسے ہین کہ ادراک کی قوت کو تھکا دیتے ہین ذہن کی رسائی کو عاجز کر دیتے ہین۔ واہمہ اگر خلاقی کر کے کچھ اچھے بُرے معنی پیدا بھی کرتا ہو تو دماغ اُن سے مطمئن نہین ہوتا۔ اور اپنے پُر کرنے کے لئے ہل من مزید کی صدا آخر تک بلند کرتا رہتا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین اس ترکیب صوری کی آسانی کے لئے کچھ مثالین پیش کر کے اپنے مذکورہ بالا دعوؤن کا ثبوت دیدون۔ پہلے اُن بحرون کو دیکھئے۔ جن کو بجنوری مرحوم نے ازروے اقلیدس خطوط منحنی اور دوائر سے مشابہ کر کے افقان وخیزان کے نام سے یاد کیا ہے۔

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا
دل کہان کہ گم کیجئے ہم نے مدعا پایا

اسی غزل مین اور بھی بہت سے اشعار غیر مطبوعہ ہین جن کا ایک شعر نقل کے لئے کافی ہے۔

ہے کہان تمنا کا دوسرا قدم یارب
ہمنے دشت امکان کو ایک نقش پا پایا

عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہین ہم آگے — کہ اپنے سایہ سے سر پاؤن سے ہے دو قدم آگے

اس غزل کا اور کوئی شعر اشعار غیر مطبوعہ مین نہین ہے مگر ایسی ہی اور کئی غزلین موجود ہین جن مین سے ایک یہ ہے۔

نظر بنقص گدایان کمال بے ادبی ہے
کہ خار خشک کو بھی دعوئ چمن نسبی ہے

دونون بحرون مین فرق بھی مگر اپنی خمیدگی کے لحاظ سے دونون برابر ہین اور لیجئے تیر کی مخصوص بحر ملاحظہ فرمایئے۔

وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردون کو کیا رام کیا
رشتۂ چاک جیب دریدہ صرف قماش دام کیا

یہ بھی پوری غزل موجود ہے اور اسی قسم کی اور غزلین بھی پائی جاتی ہین مگر ڈاکٹر بجنوری مرحوم کا یہ دعویٰ کسی صورت سے صحیح نہین ہے کہ "کوئی آسان سے آسان اور مشکل سے مشکل بحر ایسی نہین جس مین مرزا نے کلام موزون نہ کیا ہو۔" یہ ناواقفی فن کی دلیل ہے یا خوش عقیدگی کی اس کا کوئی ثبوت اُن کے دیوان سے نہین ملتا۔ اور ایک مرزا غالب ہی کے دیوان کو کیون پیش نظر رکھا جائے مجھے کسی اردو کہنے والے شاعر یا کسی فارسی کہنے والے کا دیوان اس معیار پر پورا اترتا نظر نہین آتا۔ میری نظر مین اس فرض کو فارسی گویون مین شمس تبریز رحمتہ اللہ علیہ کے کلیات مین پورا کیا گیا ہے مگر وہان بھی خدا معلوم کتنی کمی رہ گئی ہے۔

(۲) اُن غزلون کو لیجئے کہ جن کا کوئی شعر مروجہ دیوان مین نہین ہے تو وہ بہت کافی تعداد مین آپکو ملین گی۔ چنانچہ ان غزلون مین کا کوئی شعر دیوان مطبوعہ مین نہین ہے۔

شب کہ دل زخمی عرض دو جہان تیر آیا — نالہ بر خود غلط شوخی تاثیر آیا

سیر آنسوئے تماشا ہے طلبگار دن کا — خضر مشتاق ہے اس دشت کے آوارہ دن کا
عیادت سے زبس ٹوٹا ہی دل یاران غمگین کا — نظر آتا ہی مجھے شیشہ رشتہ شمع بالین کا

وردِ اسمِ حق سے دیدار صنم حاصل ہوا
رشتۂ تسبیح تار جادۂ منزل ہوا

اس قسم کی غزلین قریب قریب سبھی ردیفون مین ہین اور اچھی خاصی تعداد مین ہین۔

وہ اشعار بھی بہت سے ہین جو مطبوعہ دیوان کی غزلون مین سے چھنکر جدا کر دیے گئے ہین نمونہ کے لئے الف کی ردیف کی ابتدا سے دو تین غزلون کی تفصیل لکھتا ہون۔

نقش فریادی ہی کس کی شوخی تحریر کا
کاغذی ہی پیرہن ہر پیکر تصویر کا

یہ پہلی ہی غزل ہی جس مین مطبوعہ پانچ شعر ہین مگر پانچ ہی غیر مطبوعہ ہین۔

اس غزل مین ؎

شمار سبحہ مرغوب بت مشکل پسند آیا
تماشائے بیک کف بردن صد دل پسند آیا

مین مطبوعہ اشعار چار ہین مگر غیر مطبوعہ پانچ متفرق اور ہین۔

اس غزل مین ؎

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد
سرگشتۂ خمار رسوم و قیود تھا

چھ شعر ملتے ہین مگر چھ غیر مطبوعہ بھی ہین۔ غرضکہ بہت سی غزلون مین یہی صورت ہی۔ وہ غیر مطبوعہ اشعار بھی بہت سے ہین جو بالکل نئے ہین ان کا نقل کرنا اس لئے فضول ہی کہ جب یہ بتا دیا گیا کہ بہت سی سالم غزلین غیر مطبوعہ ہین تو پھر اب ایسے اشعار کے شمار کرانے کی کیا ضرورت باقی رہی۔ ہان وہ اشعار جو مروجہ بہت سے شعرون کے نقش اول ہین لکھنے کی ضرورت ہے وہ بھی کثیر تعداد مین ہین مگر مین نمونتاً چند شعرون پر اکتفا کرتا ہون۔ یہ شعر

بسکہ ہون غالب اسیری مین بھی آتش زیر پا — موئے آتش دیدہ ہی حلقہ مری زنجیر کا

پہلے یون تھا۔

آتشین پا ہون گداز وحشت زندان نہ پوچھ
موے آتش دیدہ ہی ہر حلقہ یان زنجیر کا

یا یہ شعر

بوے گل۔ نالۂ دل۔ دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا

اس کا پہلا مصرع پہلے یون تہا۔

عشرت ایجاد چہ بوے گل و کو دود چراغ
جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

یہ تو ہی اُن اشعار کا حال جن مین کہین کہین پورے مصرعون کو بدل دیا ہی اور کہین اس سے بھی زیادہ تصرف کیا ہی مگر اس سے بھی زیادہ وہ اشعار ہین جن مین صرف ایک ایک دو دو لفظ بدلے ہین اور باقی جیسے پہلے تھے ویسے ہی مروجہ دیوان مین ہین۔ اُن کی مثال کے لئے کہان تک اشعار پیش کئے جائین بہت سے ہین مگر وہ اشعار جن کے خط و خال بھی نہین پہچانے جاتے کم ہین۔ اور نہ پہچانے جانے کی خاص وجہ یہ ہے کہ اُن مین الفاظ کا تغیر معمولی نہین ہو بلکہ لفظ بھی بدل دیے ہین زمین شعر بھی بدل دی ہو کہین بحر بھی بدل دی ہو اور تھوڑا بہت خیال مین بھی تصرف کیا ہو مثال کے طور پر اس شعر کو لیجیے ؎

نہین ذریعہ راحت جراحت پیکان
وہ زخم تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیے

پہلے یہ خیال اس صورت مین تھا۔

جس قدر جگر خون ہو کوچہ دادن دل ہی
زخم تیغ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا

یا یہ شعر ؎

پرتو خور سے ہی شبنم کو فنا کی تعلیم
ہم بھی ہین ایک عنایت کی نظر ہونے تک

پہلے ایک جگہ اسی مضمون کو یون کہا تھا ؎

خور شبنم آشنا نہ ہوا ورنہ مین اسد
سرتاپا گزارش ذوق سجود تھا

یا یہ دو شعر ؎

ثابت ہوا ہے گردن مینا پہ خون خلق
لرزے ہے موج مے تری رفتار دیکھ کر

ہاتھ دھو دل سے یہی گرمی گر اندیشے مین ہے
آبگینہ تندئ صہبا سے پگھلا جائے ہے

پہلے شعر مین صرف لرزش موج کا خیال ہے اور دوسرے مین آبگینۂ صہبا گداز کا بیان ہے مگر دونون کو ایک شعر مین پہلے یون کہا تھا۔

ہجوم فکر سے دل مثل موج لرزے ہے
کہ شیشہ نازک و صہبائے آبگینہ گداز

بعض ایسے شعر بھی ہین جو کہے گئے ہین ایک دوسرے کی مدد سے اور یکے بعد دیگرے ہین مگر وہ دونون انتخاب ہو کر مطبوعہ دیوان مین آگئے ہین جیسے یہ شعر ؎

مری تعمیر مین مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولیٰ برق خرمن کا ہے خون گرم دہقان کا

کارگاہ ہستی مین لالہ داغ ساماں ہے
برق خرمن راحت خون گرم دہقان ہے

یا یہ شعر ؎

بیان کیا کیجئے بیداد کاوشہائے مژگان کا
کہ ہر اک قطرۂ خون دانہ ہے تسبیح مرجان کا

ودیعت خانۂ بیداد کاوش ہائے مژگان ہون
نگین نام دلبر ہے مرا ہر قطرہ خون تن مین

دونون شعر ظاہرا شاید کسیکو جدا معلوم ہون مگر معترض خون کے قطرون کی تشبیہ کو دیکھے گا تو اچھی طرح سمجھے گا کہ کاوش مژہ نے ایک کو نگین بنایا ہے اور ایک کو مرجان اور نگین و مرجان مین کچھ بڑا فرق نہین ہے۔ رہے وہ شعر جو سہل ہین اور ان کی شرح کی ضرورت نہین ہے ان کی مثال مین یہ اشعار پیش کئے جا سکتے ہین مگر اس قسم کے شعر صرف برائے نام ہین۔

ظلم کرنا گدائے عاشق پر
نہین شاہان حسن کا دستور

دوستو مجھ ستم رسیدہ سے
دشمنی ہے وصال کا مذکور

شیخ جی کعبہ کا جانا معلوم
آپ مسجد مین گدھا باندھتے ہین

پھر بجائے نامہ لگائی بر لب پیک نامہ رسان
قاتل تمکین سنج نے یون خاموشی کا پیغام کیا

اسی طرح ان اشعار کی تعداد بھی بہت کم سمجھنا چاہئے جو بے حد سہل ہین شاذا

نہ پوچھ حال شب و روز ہجر کا غالبؔ
خیال زلف و رخ دوست صبح و شام رہا

لگے ہے ترشنگ سر پر یار کے دست نگارین سے
بجائے زخم گل بر گوشۂ دستار ہویدا

جاتا ہون جدھر سب کی اُٹھے ہے اُدھر انگشت
یکدست جہان مجھ سے پھرا ہی مگر انگشت

بعینہٖ الفہم اشعار سے تو دیوان ہی بھرا ہوا ہے اُن کا گنتا نہ گنتا اب برابر ہے انھین سے اس قسم کے اشعار پیش کرنا بھی بے سود ہے جو کسی طرح سمجھ مین نہین آتے کیونکہ میرا عذر نا فہمی اپنی کوتاہی ادراک کے مطابق ہوگا۔ یا اُن لوگون کے موافق کہ جن سے مین نے بعض اشعار کے معنی مین مشورہ کیا۔ سو اس کے لئے یہ تو ضروری ہی نہین کہ تمام دنیا مجھی سی ہو جائے ممکن ہے کہ اور لوگ سمجھ لین اور ان کی قوت ادراک وہان تک پہنچ سکے جہان تک مین نہین پہونچا۔

معنوی حیثیت سے دیکھئے تو غیر مطبوعہ دیوان غالب مین بقول مصنف کے ایسے اشعار بہت زیادہ ہین جن کی بنیادین خیالی مضامین پر رکھی ہوئی ہین اور جو واقعات سے کوسون دور ہین مثال کے طور پر بعض اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

کہنا یہ ہو کہ لالہ کا پھول ایک مسافر ہے جس کو بہار فرصت ہستی کی کمی کا راز معلوم ہو اور وہ دنیا کی بے بقائی کو خوب جانتا ہے اسواسطے وہ راہ مین کسی جگہ فروکش ہونا، ور قیام کرنا بالکل بیکار اور غیر ضروری سمجھتا ہے۔ اور عیش و سرور کو صرف اتنا ہی مدنظر رکھتا ہو کہ محمل کے اوپر ہی ایک جام بادہ پی لیتا ہے اور رخصت ہو جاتا ہے محمل وہی شاخ ہے جسپر پھول کھلتا ہے اور جام بادہ پھول کے لئے خود اس کا وجود ہے۔ اس مضمون کو اس طرح کہا ہے۔

ہوئی جس کو بہار فرصت ہستی سے آگاہی
برنگ لالہ جام بادہ برمحمل پسند آیا

یا وہی شعر جسکی شرح مین پہلے لکھ چکا ہون۔

خاکبازی امید کارخانۂ طفلی
یاس کو دو عالم سے لب بخندہ وا پایا

راہ خوابیدہ یعنی وہ راستہ جو کم چلتا ہے ایک درس آگاہی کے لئے گرہ نکش تھی مگر

میرا نقش قدم زمین کے لئے ایک سیلی استاد کا کام دے گیا۔

رہ خوابیدہ تھی گردنکش یک درس آگاہی
زمین کو سیلی اُستاد ہے نقش قدم میرا

فصل بہار کی تاثیر سے آتش کا رنگ بدل گیا ہو لہذا شمع اپنے پاؤن کا کانٹا چراغ گل لیکر ڈھونڈھ رہی ہے۔ چراغ گل اسی شعلہ کو کہا ہے جو شمع مین موجود ہوتا ہو۔

زبس آتش نے فصل رنگ مین رنگ دگر پایا
چراغ گل سے ڈھونڈے ہو چمن مین شمع خار پا

ہوائے صبح گل کی گریبان چاکی کے سبب سے پریشان ہو لہذا اگر تجکو بھی غمخواری کر کے میرا حال دریافت کرنا ہے تو دہان زخم پیدا کر کے مجھ سے حال دریافت کر اسکے بغیر میرا دریافت حال ناممکن ہو کہتے ہین کہ

ہوائے صبح یک عالم گریبان چاکی گل ہو
دہان زخم پیدا کر اگر کھاتا ہے غم میرا

اسی قسم کے سیکڑون اشعار ہین جنکی بنا صرف خیال پر ہے انہین مین بعض شعر واقعاتی بھی شامل ہین مگر استعارے اور تشبیہین اتنی بھری ہوئی ہین کہ انھون نے ہر شعر کو الجھا دیا ہے اسی استعارہ در استعارہ اور تشبیہ در تشبیہ کا یہ عالم ہو کہ شعر کے سلجھانے اور سمجھنے مین پوری پوری قوت صرف کرنا پڑتی ہے اسپر بھی جہان نامانوس ترکیبون کا جال بچھا دیا ہے وہان تو شارح کا دماغ صید رم خوردہ بن جاتا ہے یا حلقون مین پھنس کر رہ جاتا ہو اور گھنٹون اس فکر مین رہنا پڑتا ہو کہ کس طرح اس دام خم بخم سے اپنے آپ کو نجات دی جائے۔ اور کیونکر ان اُلجھے ہوئے پھندون سے نکلا جائے۔

بعض ترکیبین ایسی بھی ہین جو حرف مشدد کا کام دے رہی ہین ادہر بھی انکے معنی لگتے ہین اور اُدہر بھی۔ یون بھی معنی پیدا ہوتے ہین اور یون بھی وہان بھی عجیب وغریب کشمکش کا عالم پیدا ہو جاتا ہے اور شارح کے واسطے مشکلات کے سیکڑون دروازے کھل جاتے ہین۔ جہت ترجیح کو معین کرنا تو کجا معنی لکھنا اور کسی مطلب کا بیان کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ مثلاً

نہ بھولا اضطراب دم شماری انتظار اپنا
کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا

اسکے دو معنی پیدا ہوتے ہین یا میرا اضطراب دم شماری کبھی اپنے انتظار کو بھول نہ سکا یا میرا انتظار اضطراب دم شماری کو نہین بھولا - یا

بت پرستی ہے بہار نقشبندیہاے دہر
ہر صریر خامہ مین یک نالۂ ناقوس تہا

اس مین بھی دو صورتین ہین - بہار نقشبندیہاے دہر بت پرستی ہے یا بت پرستی سے بہار نقشبندی دہر پیدا ہوتی ہے - اس شعر مین اگرچہ مصرع ثانی ایک جہت معنی کو مرجح قرار دیدیتا ہے مگر ہر شعر اور ہر مصرع مین یہ صورت نہین ہے اور انتخاب کی زحمت کی جلے تو اس قسم کے اشعار کی تعداد بہت زیادہ ہے -

یہ مشکلین تہین جو مرزا کے اس کلام غیر مطبوعہ کی شرح مین حایل تھین - مگر پھر بھی - ع

شوق در ہر دل کہ باشد رہبرش در کار نیست

مین برابر اس کی تگ و دو مین لگا رہا - اور مدتون تک گاہ و بیگاہ اس سلسلہ کو جاری رکھا پھر بھی کوئی خاص ارادہ اس کے طبع کرنے کا نہ تہا مگر ع

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

اتفاق وقت کہ میری لکھی ہوئی شرح دیوان غالب جو صدیق بکڈپو مین طبع ہوئی ہے ختم ہوگئی اور ارادہ ہوا کہ اس کو دوبارہ طبع کیا جاے - مولانا محمد صدیق صاحب مالک صدیق بکڈپو نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اس مین اگر غالب کے وہ اشعار بھی شامل کردیے جائین جو اگرچہ طبع ہوگئے ہین مگر مطبوعہ دیوان مین شامل نہ ہونے کی وجہ سے اب تک منظر عام پر نہین آے ہین تو شرح مکمل ہوجاے - مین نے بھی اس راے مین کوئی خرابی نہ دیکھتے ہوے قبول کرلیا اور ارادہ کیا کہ بعض ایسے اشعار کا شرح مین اضافہ کردیا جاے جو اس دیوان کے اشعار سے ملتے جلتے ہون - اور جو بے تکلف کھپ جائین - ارادہ ابھی معرض التوا مین تہا اور دماغ ہنوز اس فکر مین سرگرم کار تہا کہ مولانا کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر

عظمت الٰہی سلونوی اڈیٹر اخبار قیامت کے پاس ایک بیاض ہے جو انکو بالکل
غیر متوقع طور پر کسی جگہ سے ہاتھ لگ گئی ہے۔ اس مین پندرہ بیس غزلین
ایسی ہین جو اس دیوان مین بھی نہین ہین جو حمیدیہ نسخہ کے نام سے موسوم ہے
مولانا نے نہایت عجلت کے ساتھ ڈاکٹر صاحب سے مل کر اس بات کو معلوم
کر لیا کہ جو کچھ سنا ہے وہ صحیح ہے مین نے خود بھی اس بیاض کو ڈاکٹر صاحب
کے پاس دیکھا تھا مگر کبھی اس کے حاصل کرنے کا اس واسطے خیال نہین
آیا تھا کہ وہ خود اس کے طبع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اور اس کا کبھی کبھی
مجھ سے ذکر بھی کیا تھا۔ مگر مولانا صدیق صاحب نے کوشش بلیغ کر کے
اس بیاض کو حاصل کر لیا۔ اور اب مین نے اپنے پہلے ارادہ کو بدل کر یہ
ارادہ کیا کہ اس کلام غیر مطبوعہ کے ساتھ اس بیاض کی غزلون کو بھی شریک
کر دیا جائے گا تو اُن کی شرح کی ایک خاصی ضخیم کتاب ہو جائے گی۔
اسی خیال پر کاربند ہو کر خدا کا نام لیکر مین نے شرح لکھنا شروع کر دی۔
شرح کس انداز پر لکھی ہے اس کی توضیح تو آخر مضمون مین لکھون
گا پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بیاض کے متعلق مفصل طریقے پر
کچھ لکھ دیا جاوے۔

یہ بیاض مکمل نہین معلوم ہوتی اس لئے کہ اس مین صرف ایک جزو ہے
اسی سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کسی ضخیم بیاض سے کسی صورت سے جدا ہو گیا ہے۔
اس کی دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ یہ جزو جزو اول ہے۔ بلکہ یہ ایک کشکول کا
ابتدائی حصہ ہے کیونکہ اس مین غالب کے اشعار کے علاوہ دوسرے اساتذہ
کے بھی بعض شعر ہین اور آخر مین کچھ نسخے کچھ تعویذ وغیرہ بھی ہین غزلون
کی ترتیب بھی اس صورت سے ہے کہ اول مین مرزا کی غزلین ہین اور آخر
مین دوسرے لوگون کی اُن مین بھی بعض غزلین ملی جلی ہین۔

یہ بیاض قدیم زمانہ کی روش کے مطابق تمام وکمال ایک ہی خط مین
لکھی ہوئی ہے اور ایک ہی کاغذ و روشنائی ہے اسی وجہ سے یہ بات آسانی سے
سمجھ مین آجاتی ہے کہ کسی دوسری جگہ سے اس بیاض پر غزلین وغیرہ نقل کی ہین

میرے خیال مین کم از کم ساٹھ ستر برس ادہر کی نہین تو چالیس پچاس برس ادہر کی لکھی ہوئی ضرور ہو اس کا کاغذ وہی قدیم ہے - طرز تحریر جدید نہین تمام تر قدیم وضع پر ہین -

آب رسیدہ ہو اور اسی وجہ سے بعض جگہ سیاہی پھیل گئی ہے اور بعض مصرعے نہین پڑہے جاتے بوسیدہ تو نہین ہے مگر کرم خوردہ ہو - کہین کہین زمانہ کے امتداد کی وجہ سے اتنی فرسودہ ہوگئی ہو کہ بعض مصرعے غائب ہین یا نہین پڑھے جاتے - حاشیہ پر چوہون کے دانتون کی دست درازیان بھی ہوئی ہین - اور اُن سے بھی اچھا خاصہ ایک گلکاری کا منظر پیش ہو گیا ہے -

اس کے پہلے صفحہ پر ایک عبارت درج ہے - جو بجنسہ دوسری جگہ آپ ملاحظہ فرمائین گے - اس مین درج ہے کہ کوئی صاحب شاکر تھے ان کو مرزا نے وقت بے وقت رام پور مین یہ غزلین لکھوائین اور وہ ان کے پاس رہین ان کا خیال تھا کہ جب دیوان طبع ہوگا تو یہ غزلین بھی اس مین شریک کردی جاوین گی مگر نہ معلوم کیا اسباب پیش آئے کہ یہ ارادہ پورا نہ ہوسکا اور وہ غزلین شریک دیوان نہ ہوئین -

تعجب اس بات کا ہے کہ مرزا کے دوستون مین ایک شخص مولوی عبدالرزاق شاکر ضرور تھے مگر اور کوئی شاکر بظاہر ان کے دوست نہ تھے اور ان شاکر کا یہانتک آنا ذرا دشوار تھا - مگر یہ صرف میرا خیال ہے ممکن ہے کہ وہی شاکر کبھی رام پور آئے ہون کیونکہ لکھنے والے صاحب رام پوری نہین ہین بلکہ شاہجہان آبادی ہین - بہرصورت زمانہ کے امتداد نے اب اس بات پر ایک پردہ ڈال دیا ہو اور یہ معلوم ہونا دشوار معلوم ہوتا ہے کہ بیاض کے جمع کرنے والے کون صاحب تھے - مگر جہان تک میرا خیال ہے یہ بیاض اس اصلی بیاض کی نقل ہو اصل نہین ہو -

اس بیاض مین اٹھائیس غزلین مرزا کی ہین اُن اٹھائیس مین دو غزلین وہ ہین جو مطبوعہ موجود ہین ایک یہ کہ

بہت سہی غم گیتی شراب کم کیا ہے
غلام ساقی کوثر ہون مجکو غم کیا ہے

گر یہ مطلع نہین ہے بلکہ دوسرا یہ مطلع ہے ؎

رقیب پر ہو اگر لطف تو ستم کیا ہے
تمھاری طرز روش جانتے ہین ہم کیا ہے

یہ غزل دیوان مطبوعہ مین موجود ہے دوسری غزل یہ ہو ؎

مین ہون مشتاق جفا مجھپہ جفا اور سہی
تم ہو بیداد سے خوش اس سے سوا اور سہی

یہ غزل مطبوعہ دیوان غالب مین تو نہین ہے مگر اردوے معلی مین موجود ہے اور نواب علاءالدین خان علائی تخلص کے لئے لکھی ہے۔چنانچہ مقطع مین لکھتے ہین ؎

مجھ سے غالب یہ علائی نے غزل لکھوائی
ایک بیداد گر رنج فزا اور سہی

اس کے علاوہ چکنی ڈلی کی تعریف مین یہ قطعہ جو مرزا نے کسی دوست کی فرمایش سے کلکتہ مین لکھا تھا بھی موجود ہے۔

ہے جو صاحب کے کف دست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہے اسے جسقدر اچھا کہیے

یہ وہ غزلین ہین جو نسخہ مطبوعہ موجود ہین اور اس بیاض مین بھی پائی جاتی ہین۔ یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ ان غزلون کے اس بیاض مین موجود ہونے کی کوئی خاص وجہ نہین ہے مگر اس خیال سے ایک قسم کی تسکین ہو جاتی ہے کہ ممکن ہو مرزا نے یادداشت کے طور پر لکھا دی ہون اور یہی سبب ہو کہ جس وجہ سے یہ اصل دیوان مین بھی موجود نہین ہین۔ ایک غزل کا ایک مطلع صرف بیاض مین ہے اور ایک نہین۔کم کیا ہے اور ہم کیا ہے والی غزل کا یہ پہلا مطلع

بہت سہی غم گیتی شراب کم کیا ہے
غلام ساقی کوثر ہون مجکو غم کیا ہے

ممکن ہے کہ یہ غزل مرزا کو یاد ہو اور انھون نے اپنی یاد کی بنا پر مطبوعہ دیوان مین لکھوا کر ایک مطلع اور زیادہ کہہ لیا ہو۔

باقی تمام غزلیں وہ ہیں کہ جن کا کوئی شعر نہ مطبوعہ دیوان غالب میں ہے اور نہ غیر مطبوعہ میں اور اس کے متعلق کہیں سے کوئی پتہ چلتا ہے۔ البتہ شرح لکھتے وقت بعض اشعار کی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ یہ ہم نے پہلے بھی سُنے تھے۔

میں نے اس بیاض کو بعض ادیبوں کو دکھا کر چاہا کہ اُن کی رائے بھی حاصل کر لی جائے اور اس لئے سب سے پہلے اپنے معزز اور معتمد دوست مولانا نیاز فتحپوری کی خدمت میں یہ بیاض پیش کی جس میں سے انہوں نے اکثر غزلوں کو بطور انتخاب چن لیا اور رسالہ نگار ماہ فروری ۱۹۴۳ء میں اُس پر اپنی رائے کا اس طرح اظہار فرما کر وہ انتخاب شائع کیا۔

"اس وقت غالب کے اُردو کلام کے دو مجموعے ملک میں نظر آتے ہیں ایک وہ عام اور متداول نسخہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مولانا فضل حق خیرآبادی کے مشورے سے غالب نے مرتب کیا تھا اور جس میں سے زیادہ ثقیل اور دشوار اشعار نکال دیئے تھے۔ دوسرا وہ جو نسخۂ حمیدیہ کے نام سے معروف ہے اور جس کو ڈاکٹر بجنوری مرحوم نے کتب خانہ بھوپال کے ایک قدیم نسخے کے موافق مرتب کیا اور انجمن ترقی اردو نے شائع کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نسخہ میں تمام وہ اشعار موجود ہیں جنکے حذف کرنے کے بعد متداول نسخہ مرتب کیا گیا تھا۔

چونکہ کتب خانہ بھوپال کا نسخہ جس کے مطابق نسخۂ حمیدیہ شائع کیا گیا ہے وہ ہے جسے خود غالب نے نواب بھوپال کے پاس خدمت و اصلاح کے بعد روانہ کیا تھا۔ اس لئے خیال کیا جاتا تھا کہ اب کوئی حصہ کلام غالب کا ایسا نہیں ہے جو شائع ہونے سے رہ گیا ہو لیکن حال ہی میں ایک قلمی بیاض صدیق بکڈپو لکھنؤ کو ایسی دستیاب ہوئی ہے جس میں متعدد غزلیں غالب کی ایسی درج ہیں جو نہ متداول نسخے میں پائی جاتی ہیں نہ نسخۂ حمیدیہ میں۔ اب یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں ایک یہ کہ یہ غزلیں واقعی غالب کی ہیں یا نہیں اور دوسرا

یہ کہ اگر غالب ہی کی ہین تو اس نسخے مین کیون نہین پائی جاتین جو بھوپال بھیجا گیا تھا۔ امراد ل کے متعلق گفتگو فضول ہو کیونکہ غالب کا رنگ سخن ایسا نہین جو چھپا رہے اور جسپر دورائین قائم ہوسکین رہ گیا امر ثانی سو یہ ہوسکتا ہے کہ بھوپال والے نسخہ کی ترتیب کے بعد غالب نے اور غزلین کہی ہون اور اُن مین سے بعض کسی نے اس بیاض مین نقل کرلی ہون۔ یا پھر یہ وہ غزلین ہون جو مختلف اوقات مین غالب نے بغیر مسودہ رکھے ہوے کسی کو سنائی ہون اور اُسنے محفوظ کرلیا ہو۔

بہرحال بیاض زیر بحث مین جتنی غزلین پائی جاتی ہین وہ یقیناً غالب کی ہین جیسا کہ اقتباس ذیل سے ظاہر ہوگا۔ معلوم ہوا ہے کہ صدیق بکڈپو ان کو معہ انکی شرح کے علیحدہ یا دیوان غالب کے ساتھ ہی شایع کرانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

نیاز

اسی طرح اپنے قابل دوست اور فاضل نقاد مولانا احمد صدیق صاحب مجنون گورکھپوری اڈیٹر ایوان کو بھی یہ بیاض مین نے دکھائی۔ انھون نے بھی بعض غزلون کا انتخاب شائع کرکے یہ راے دی ہے۔ وہ رسالہ ایوان جنوری ۳۱ء مین تحریر فرماتے ہین۔

غالب کا غیر مطبوعہ کلام

ابھی کچھ بہت عرصہ نہین گزرا جب کہ چند گنی ہوئی غزلونکو دیوان غالب کا نام دیا جاتا تھا اور غالب کے پوجنے والے اُنھین کو غنیمت سمجھ رہے تھے اس کے بعد نسخہ حمیدیہ شائع ہوا اور لوگون نے دیکھ لیا کہ یہ الہامی کتاب دراصل کتنی ضخیم اور کتنی ادق ہے۔ خیال کیا یقین تھا کہ غالب کا سارا سرمایہ سخن اب اس سے زیادہ نہوگا۔ مین نے بھی یہی سمجھ کر نسخہ حمیدیہ کا مطالعہ کیا تھا۔ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی

جبکہ مین ابھی پچھلے ہفتہ لکھنؤ گیا اور اپنے مکرم دوست جناب مولانا عبدالباری آسی کے پاس ایک قلمی بیاض دیکھی جس مین علاوہ اور شعرا کے غالب کی بھی چند غزلین ہین - اُن مین ایک یا دو تو ایسی ہین جو نسخہ حمیدیہ اور دیوان غالب متداولہ دونون مین موجود ہین باقی سب غیر مطبوعہ ہین - بیاض یقیناً اب سے چالیس پچاس سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے - کوئی شاکر شاہجہان آبادی تھے جو غالب کے ہمعصر تھے - اور جس زمانہ مین غالب رام پور مین مقیم تھے یہ بھی وہین موجود تھے - یہ بیاض انھین شاکر شاہجہان آبادی کی بیاض کی نقل ہو - غالب نے وقتاً فوقتاً شاکر کو یہ غزلین لکھوائی تھین طے یہ تھا کہ جب غالب ان غزلون کو طلب کرین گے تو شاکر ان کو بھیجدین گے اور وہ دیوان مین شامل کرلی جاوین گی - لیکن معلوم ہوتا ہو کہ اس کی نوبت نہین آئی - اور یہ غزلین کسی نسخہ مین درج نہو سکین -

یہ غزلین واقعی غالب کی ہین یا نہین اس کا ثبوت یون تو ایک یہ بھی ہو کہ ان مین ایک یا دو غزلین ایسی بھی ہین جو غالب کے مطبوعہ دیوان مین موجود ہین لیکن اگر اس دلیل سے برطرف ہوکر صرف رنگ کلام کو دیکھا جاے تو بھی کہنا پڑتا ہو کہ یہ غزلین غالب کی ہین - وہی بندش الفاظ وہی اختصار و بلاغت وہی دقت نظر وہی شاعرانہ جلال جس نے غالب کو غالب بنا دیا ہے - ان غزلون کی امتیازی شان ہو -

یہ غزلین قطعاً غالب کے درمیانی دور کی ہین - جب کہ انہین توازن اور اعتدال آچکا تھا - اور جبکہ اُن کے بھٹکنے مین دوسرون کو بھی مزا آنے لگا تھا - یعنی جبکہ اُن کی پیچیدہ خیالی اور مشکل بیانی مین سلاست اور شستگی رونما ہو چلی تھی - چار غزلین یہان درج کی جاتی ہین جن مین سے ایک مومن کی اُس غزل کے ساتھ کی ہو

جس کا ایک مشہور شعر یہ ہے ؎

ایک ہم ہین کہ ہوے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے

کچھ عرصہ سے نکتہ چین اور عیب بین نگاہین غالب کو طرح طرح بے نقاب کرتی رہی ہین اور غالب کا بُت توڑنے کی مسلسل کوشش ہوتی رہی ہے لیکن غالب ابھی غالب ہو۔ اور اُس کا بُت اپنی جگہ اسی طرح قائم ہے اور پوجنے والے اُس کو اسی طرح پوجتے ہین امید ہو یہ غزلین بھی تبرکات غالب سمجھی جا دین گی اور اُس کی قدر کی جائے گی۔

مجنون گورکھپوری
۲۲ جنوری ۱۹۳۱ء

ان دونون موقر اور با اثر ہستیون کی راے سے قطع نظر کرکے ان غزلون کو جب غالب کے رنگ خاص کی روشنی مین لایا جاتا ہے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ غالب کے سوا کسی اور دماغ سے نکل ہی نہین سکتین۔ امتیاز کے لئے چند شعر ملاحظہ فرمایئے ؎

مستقل مرکز غم پر بھی نہین تھے ورنہ
ہم کو اندازۂ آئین وفا ہو جاتا

عشق کی کشاکش ایک مستقل کشاکش ہے اس کے غم و مسرت کا کوئی اعتبار ہی نہین۔ امید کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے اور وہ دل مین لاکھون ارمانون ہزارون تمناؤن کے انبار لگا دیتی ہے اور اس کے بعد ہی یاس کا سیلاب آتا ہو وہ اُن تمام ارمانون کو خس و خاشاک ساحل کی طرح بہائے جاتا ہے اور پھر نہ معلوم کس کس طرح منتشر کر دیتا ہے۔ اسی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوے شاعر نے کہا ہے کہ اگر ہم ہمیشہ غم ہی کے مرکز پر رہتے تب بھی اتنا غم نہ تھا۔ ہم کو کم سے کم اس سے یہ فائدہ ہوتا کہ ہم سمجھ لیتے کہ اس قدر غم اٹھانا ہین اور اتنی وفا کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر ستم یہ ہوا کہ ہم غم مین بھی ایک حالت پر نہین رہے کبھی وہ

غم کم ہوا اور کبھی زیادہ ہوا اور اس سے ہم کو یہ نقصان پہونچا کہ آئین وفا کا پورا پورا اندازہ نہ کر سکے۔ اللہ اکبر ذرا اس مایوسی آمیز تمنا کو دیکھیے کیا کوئی شخص غالب کے سوا ایسے شعر کہہ سکتا ہے۔

دشت وحشت مین نہ پایا کسی صورت سے سراغ

گرد جولان جنون تک نے پکارا ہم کو

یہ نازک خیالی ممکن ہی نہین کہ غالب کے سوا اور کسی کے یہان پائی جائے۔ ۶

گرد جولان جنون تک نے پکارا ہم کو

ایک ایسا مصرع ہی جس کو کڑی کمان کا تیر کہہ سکتے ہین جس پر سیکڑون مضمون آفرینیان اور شوکت الفاظ قربان ہین۔

قاعدہ ہے کہ گرد جولان جنون ساتھ ساتھ ہی رہتی ہے مگر اس جنون کے حدود کو دیکھئے جس مین وحشی کا پتہ گرد جولان جنون کو بھی نہ ملے۔

سایہ ساں افتادگی تھی عجز بسمل کی دلیل

اے اسد زور آزما بازوے قاتل کیا ہوا

قاتل بے رحم نے جو تکلیف گوارا کی کہ ایک بسمل کے قتل کے لئے زور آزمائی کی یہ زیادتی اور فضول کام تھا اس کی افتادگی کو دیکھنا چاہئے تھا۔ اور اسی سے اس کے عجز کا پتہ چلانا چاہئے تھا۔ تاکہ اس کو اس زحمت بیجا کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

چونکہ شرح کرنے مین ایک تطویل لاطائل کا اندیشہ ہے اس لئے مین صرف ان اشعار کا انتخاب پیش کر کے اپنے اور ناظرین کے وقت کو بچانا چاہتا ہون۔ مگر اتنا ضرور ہو کہ مین اس مین یہ خیال رکھون گا کہ ہر قسم کے کلام کا نمونہ علیحدہ علیحدہ پیش کرون۔

ہر طرح جو نازش سرمایۂ کونین تھا

کیا بتاؤن ہم نوا تجھ سے کہ وہ دل کیا ہوا

نسیم مصر جب کنعان مین بوے پیرہن لائی
پئے یعقوب ساتھ اپنے نوید جان و تن لائی
وفار ماتم شب زندہ دار ہجر رکھنا تھا
سپیدی صبح غم کی دوش پر رکھ کر کفن لائی
وفا دامن کش پیرایۂ ہستی ہے اے غالب
کہ پھر نزہت گہ غربت سے تا حد وطن لائی

وہ رنگ ملاحظہ فرمایئے جو غالب کے لئے سرمایۂ نازش ہے۔

نمایش پردہ دار طرز بیداد تغافل ہو
تسلی جان بلبل کے لئے خندیدن گل ہو
نمود عالم اسباب کیا ہے لفظ بے معنی
کہ ہستی کی طرح مجکو عدم مین بھی تامل ہو

اس شعر مین وہی پیش افتادہ بات ہے۔ جو دیکھنے والون نے ہزارون شعرون مین دیکھی ہو گی۔ دنیا کی بے ثباتی کا ایک فلسفہ عام ہے جسے سب جانتے ہین مگر مرزا نے اپنا استدلال منطقی پیش کرکے اُسے بالکل الگ کرلیا ہو مطلب یہ ہو۔ دنیا کی نمایش ایسی ہے جیسے ایک لفظ ہو جس کے کوئی معنی نہین ہین۔ پھر جب کوئی معنی نہین ہین تو معلوم ہوا کہ وہ ایک لفظ بے معنی ہے پھر جب بے معنی ہو تو اصل مین کچھ بھی نہ رہا ایک نمایش ہی نمایش رہ گئی۔ پھر جب ایک چیز اصل ہی مین کچھ نہین ہے اور جب اس کی ہستی ہی نہین ہو تو پھر عدم کا جھگڑا کیا اب سمجھئے ؎

کہ ہستی کی طرح مجکو عدم مین بھی تامل ہے

پہلے شعر مین خندۂ گل کو چراغ سے تشبیہ دیتے ہین اور اس صفائی سے تشبیہ دیتے ہین کہ ہر معمولی غور کرنے والا بھی یہ سمجھنے لگا کہ یہ غالب ہی کا رنگ ہو۔

بد تر از ویرانہ ہے فصل خزان مین صحن باغ خانۂ بلبل بغیر از خندۂ گل بے چراغ

یا یہ شعر ؎

ہان بغیر از خواب مرگ آسودگی ممکن نہین
رخت ہستی باندھ تا حاصل ہو دنیا سے فراغ
شور طوفان بلا ہی خندۂ بے اختیار
کیا ہی گل کی بے زبانی کیا ہی یہ لالہ کا داغ

صاف رنگ دیکھئے اور فیصلہ کیجئے کہ غالب کے سہل ممتنع اشعار سے انکا درجہ کیا کم ہے ؎

درد ہو دل مین تو دوا کیجئے
دل ہی جب درد ہو تو کیا کیجئے
ہم کو فریاد کرنی آتی ہے
آپ سنتے نہین تو کیا کیجئے
دشمنی ہو چکی بقدر وفا
اب حق دوستی ادا کیجئے

بعض غزلین اس مین اُن زمینون مین بھی ہین جو مرزا کے معاصرین کے یہان پائی جاتی ہین۔ چنانچہ حکیم مومن خان صاحب کی یہ مشہور و معروف غزل ؎

ناوک انداز جدہر دیدۂ جانان ہونگے
نیم بسمل کئی ہون گے کئی بیجان ہونگے

حقیقت یہ ہے کہ مومن نے اس غزل مین بعض بعض شعر ہمت شکن کہے ہین چنانچہ ان کا یہ مقطع ؎

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

ایسا ہے کہ اس کا جواب ہونا دشوار ہے مگر مرزا نے بھی مقطع اپنے خاص انداز مین کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے ؎

موت پھر زیست نہو جاے یہ ڈر ہی غالب
وہ مری قبر پہ انگشت بدندان ہونگے

اور ایک شعر اپنے رنگ خاص مین کہا ہے ؎

حسن بے پروا گرفتار خود آرائی نہ ہو
گر کمین گاہ نظر مین دل تماشائی نہو

اس قدر اشعار نمونہ کلام کے لئے کم نہین ہین کہ اور زیادہ زحمت کی جاے پوری کتاب ہر اُس مین تمام غزلین معہ شرح کے ہین۔ دیکھنے والے آپ ہی دیکھین گے اور اندازہ کرین گے مگر غالباً اس قدر کاوش کے بعد مجھے یہ کہنے کا حق ہے کہ یہ غزلین یقیناً مرزا ہی کی ہین۔ جو ان کی اس زمانہ کی کاوش فکر کا نتیجہ ہین۔ جب وہ بیدل اور شوکت و جلال و اسیر کے رنگ کو چھوڑ چکے تھے اور ان کی قوت فکر سیدھی راہ پر آگئی تھی۔ جب اُن کو خیالی مضامین کی جگہ واقعاتی اور جذباتی رنگ سے زیادہ لگاؤ ہو چلا تھا۔

یہ بات اب بھی رہی جاتی ہو کہ یہ غزلین کہاں اور کیونکر ہم پہونچی ہین سو اس کے بارے مین جو کچھ مین پہلے لکھ چکا ہون وہ کافی ہے اور اصل تو یہ ہو کہ جب ہم سمجھ چکے ہین کہ یہ کلام مرزا کے کلام کے سوا اور کسی کا ہو ہی نہین سکتا تو پھر کسی اور کاوش کی ضرورت ہی کیا ہو کہین سے ہم پہونچا ہو اور کسی طرح پہونچا ہو۔ بہر صورت کلام اُن کا ہے۔ شاگرد اُن کے دوست مولوی عبد الرزاق تھے۔ خدا معلوم یہ وہی ہین یا اور کوئی۔

اُن کی دو غزلین۔ ایک یہ کہ ؎

بتائین ہم تمھارے عارض و کاکل کو کیا سمجھے

اور ایک یہ کہ ع

یا مجھے شبنم گریان ہی بنایا ہوتا
ورنہ یارب گل خندان ہی بنایا ہوتا

اس بیاض مین پائی جاتی ہین مگر ان مین سے دوسری غزل نواب الٰہی بخش خان معروف کے نام سے بھی ملتی ہے اور پہلی غزل غالب کے نام سے کسی

یا یہ شعر ؎

ہان بغیر از خواب مرگ آسودگی ممکن نہین
رخت ہستی باندھ تا حاصل ہو دنیا سے فراغ
شور طوفان بلا ہی خندۂ بے اختیار
کیا ہی گل کی بے زبانی کیا ہی یہ لالہ کا داغ

صاف رنگ دیکھئے اور فیصلہ کیجئے کہ غالب کے سہل ممتنع اشعار سے انکا درجہ کیا کم ہے ؎

درد ہو دل مین تو دوا کیجیے
دل ہی جب درد ہو تو کیا کیجیے
ہم کو فسریاد کرنی آتی ہے
آپ سنتے نہین تو کیا کیجیے
دشمنی ہو چکی بقدر وفا
اب حق دوستی ادا کیجیے

بعض غزلین اس مین اُن زمینون مین بھی ہین جو مرزا کے معاصرین کے یہان پائی جاتی ہین۔ چنانچہ حکیم مومن خان صاحب کی یہ مشہور و معروف غزل ؎

ناوک انداز جدہر دیدۂ جانان ہونگے
نیم بسمل کئی ہون گے کئی بیجان ہونگے

حقیقت یہ ہے کہ مومن نے اس غزل مین بعض بعض شعر ہمت شکن کہے ہین چنانچہ ان کا یہ مقطع ؎

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

ایسا ہے کہ اس کا جواب ہونا دشوار ہی مگر مرزا نے بھی مقطع اپنے خاص انداز مین کہا ہی اور کیا خوب کہا ہے ؎

موت پھر زیست نہو جائے یہ ڈر ہی غالب
وہ مری قبر پہ انگشت بدندان ہونگے

اور ایک شعر اپنے رنگ خاص مین کہا ہے ؎

حسن بے پروا گرفتار خود آرائی نہ ہو
گر کمین گاہ نظر مین دل تماشائی نہو

اس قدر اشعار نمونہ کلام کے لئے کم نہیں ہین کہ اور زیادہ زحمت کی جائے پوری کتاب ہی اُس مین تمام غزلین معہ شرح کے ہین۔ دیکھنے والے آپ ہی دیکھین گے اور اندازہ کرین گے مگر غالباً اس قدر کاوش کے بعد مجھے یہ کہنے کا حق ہے کہ یہ غزلین یقیناً مرزا ہی کی ہین۔ جو ان کی اس زمانہ کی کاوش فکر کا نتیجہ ہین۔ جب وہ بیدل اور شوکت و جلال و اسیر کے رنگ کو چھوڑ چکے تھے اور ان کی قوت فکر سیدھی راہ پر آ گئی تھی۔ جب اُن کو خیالی مضامین کی جگہ واقعاتی اور جذباتی رنگ سے زیادہ لگاؤ ہو چلا تھا۔

یہ بات اب بھی رہی جاتی ہو کہ یہ غزلین کہان سے اور کیونکر بہم پہونچی ہین سو اس کے بارے مین جو کچھ مین پہلے لکھ چکا ہون وہ کافی ہے اور اصل تو یہ ہو کہ جب ہم سمجھ چکے ہین کہ یہ کلام مرزا کے کلام کے سوا اور کسی کا ہو ہی نہین سکتا تو پھر کسی اور کاوش کی ضرورت ہی کیا ہو کہین سے بہم پہونچا ہو اور کسی طرح پہونچا ہو۔ بہر صورت کلام اُن کا ہے۔ شاگرد اُن کے دوست مولوی عبدالرزاق تھے۔ خدا معلوم یہ وہی ہین یا اور کوئی۔

اُن کی دو غزلین۔ ایک یہ کہ ؎

بتائین ہم تمھارے عارض و کاکل کو کیا سمجھے

اور ایک یہ کہ ؏

یا مجھے شبنم گریان ہی بنایا ہوتا
ورنہ یا رب گل خندان ہی بنایا ہوتا

اس بیاض مین پائی جاتی ہین مگر ان مین سے دوسری غزل نواب الٰہی بخش خان معروف کے نام سے بھی ملتی ہے اور پہلی غزل غالب کے نام سے کسی

رسالے مین شائع ہو چکی ہے۔ دوسری غزل کو مین کبھی درج نہ کرتا اگر وہ مجھے ایک اور بیاض مین بھی غالب کے نام سے نہ ملتی اگرچہ اس مین بھی آخر مین تخلص معروف ہی کا ہے مگر پیشانی پر مرزا کا نام ہے۔ اس مین بہادر شاہ کی غزل بھی ہو۔ ممکن ہو کہ مرزا نے اُسی رنگ مین یہ غزل کہی ہو۔ اور دانستہ دیوان مین نہ لکھی ہو۔ بہر حال یہ مرزا کے رنگ کے خلاف ہے۔ پہلی غزل ذوق کی نکالی ہوئی زمین مین ہو جو یہ ہو ؎

ترے کوچہ کو ہم بیمارِ غم دارالشفا سمجھے

اگرچہ اس مین بھی مرزا کا رنگ نہین ہو مگر بہت ممکن ہو کہ مرزا نے ذوق کے رنگ مین کہہ کر ضائع کر دی ہو۔ اس مین صرف تشبیہات ہین اور کچھ نہین۔

میرے پاس جو دوسری بیاض ہو اور جس مین علاوہ ان دو غزلون کے دو غزلین اور بھی اس بیاض کی ملتی ہین وہ بیاض ساٹھ پینسٹھ برس کی لکھی ہوئی ہے۔ اور اس مین جا بجا تاریخین بھی ہین۔ اس مین غالب کے علاوہ دوسرے اساتذہ کی غزلین بھی ہین۔ متفرق لوگون نے اس کو لکھا ہو اور جا بجا تاریخہائے تحریر بھی اس مین درج ہین۔ مگر اس کے اصل جامع منشی عبدالغفار متخلص بہ اخگر الدنی ہین۔ جن کے اخلاف اب بھی قصبہ الدن مین موجود ہین۔ یہ بیاض بہت ہی قدیم ہے۔ دو غزلین مرزا کی ایسی اس مین اور بھی پائی جاتی ہین۔ جو اس بیاض مین بھی موجود ہین۔

مین نے ترتیب شرح مین کوئی خاص تفریق دونون کلامون مین نہین کی ہو۔ صرف یہ کافی سمجھا ہے کہ اس بیاض کی ہر غزل کے اول مین لفظ غیر مطبوعہ لکھ دیا ہے اور اسی پر اکتفا کی ہے۔

شرح کے بارے مین مجھے یہ عرض کرنا باقی رہ گیا ہے کہ اُن دقتون کو جو مین اسی مقدمہ مین لکھ آیا ہون نظر انداز کرنے کے بعد بھی غالب کی غزلین ایسی نہین رہ جاتین کہ آسانی سے اُن پر خامہ فرسائی کی کسی کو ہمت ہو،

انہین بھی غور و فکر کی سخت ضرورت ہی اور مین نے کافی محنت کے بعد معنی بیان کئے ہین۔ ہان دو باتین ضرور مد نظر رہی ہین۔ ایک یہ کہ بیکار کا طول نہو اور جو کچھ لکھنا ہے وہی لکھون معانی کو سعدان بن لندہور کی داستان بنا کر داستان گویوں کا پیرو نہ بنون۔ دوسرے اکثر ترکیبون کو اصلی صورت سے شرح مین اس لئے لے آیا ہون کہ اُن کا ترجمہ کرنا اصل مطلب سے دور ہو جاتا ہے لہٰذا اس کا اظہار صرف اس غرض سے ضروری ہے کہ معترضین حضرات یہ فرمانے کی زحمت گوارا نہ فرمائین کہ نہایت اختصار سے کام لیا ہے۔

مین نے اپنی سمجھ کے موافق اور اپنے ادراک کے مطابق معانی بیان کئے ہین، مگر مین جانتا ہون کہ میرے کسی فیصلے سے نقادون کی مطالب آفرین ذہنیت پر مہر خاموشی نہین لگ سکتی اور دوسرے معانی بیان کرنے کی گنجایش رہ جاتی ہی کیونکہ اس کلام سے نسبتاً کہی گنا وہ کلام آسان ہی جو مطبوعہ دیوان غالب مین ہی۔ جب آج تک اُن کے معنی اور مطلب سے اہل ادب مطمئن نہین ہوے اور روز نئی نئی کاوشین جدید شرحون کی تیاری مین پیش کی جا رہی ہین تو پھر اس کے مقابلہ پر یہ کلام تو سنگلاخ سے بھی زیادہ ہی اس سے کیونکر دنیا مطمئن ہو گی اور کیونکر صبر کے ساتھ اُن کو سُنے گی۔ کسی جدید تصنیف کا انعام اس زمانہ مین یہی ہے کہ لوگ اُسپر جی کھول کر اعتراض کرین اور غریب مصنف دم نہ مارے۔ پھر خلاف قانون قدرت میری شرح اور مین کیونکر ایسے اعتراضات سے بچ سکتے ہین۔ لہٰذا پہلے ہی اس کا شکریہ ادا کر کے اعتراضون کو تسلیم کئے لیتا ہون مگر گستاخی کی معافی چاہ کر اتنی گزارش ہی کہ اعتراض فرماتے وقت میری محنت پر نظر کرتے ہوے ایک مرتبہ اور صرف ایک مرتبہ از راہ انصاف اُن مطالب کو بھی غور سے دیکھ لیا جائے جو مین نے عرض کئے ہین تو بعید از بندہ نوازی نہو گا۔ اس سے زیادہ کسی صلے کی تمنا نہین اسی لئے مین چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ ترکیب کے ساتھ پھر اپنی شرح کا طریقہ تشریح اہل نظر کو سمجھا دون اس کے بعد اس مقدمہ کو ختم کر دون۔

(۱) کسی ایسی جگہ جہاں مجھے معانی کے بیان کرنے اور شعر کے سمجھنے مین دقت واقع ہوئی ہے وہان مین نے اہل نظر سے اس کی تحقیق کی ہو۔ اس مین دو صورتین پیدا ہوئی ہین۔ یا اہل نظر حضرات میرے موافق ہوے ہین اور یا مخالف۔ اگر موافق ہوے ہین تو پھر کوئی جھگڑا ہی نہین رہا ہو۔ مین نے وہ معنی لکھدیے ہین اور جہان مخالف ہوے ہین وہان دو صورتین مدنظر رہی ہین۔ کہین کہین اپنے خیال کے لکھنے کے بعد اُن حضرات کا خیال بھی ظاہر کر دیا ہے اور دونون معنی اس صورت سے بیان کر دیے ہین کہ یہ معنی بھی ہوتے ہین اور یہ بھی۔ بعض جگہ اُن کے خیال پر اور بعض جگہ اپنے خیال پر جہت ترجیح کو معین کر دیا ہو مگر اس اشارہ سے اول سے آخر شرح تک احتراز کیا ہے کہ یہ معنی میرے ہین اور یہ فلان صاحب کے۔

(۲) جو معنی باوجود تحقیق و تفتیش کے بھی سمجھ مین نہین آئے وہان صاف صاف لکھدیا ہے کہ یہ معنی کچھ اچھی طرح سے ذہن نشین نہین ہوتے یا شعر کا کچھ حاصل سمجھ مین نہین آتا۔

(۳) مرزا کے غیر مطبوعہ کل کلام کو اس شرح مین نہین لیا گیا ہو بلکہ انھین سے اشعار منتخب کر لئے گئے ہین۔ کل کلام کی شرح نہ لکھنے کی وجہ خاص مین دو یا تین پیش کی جا سکتی ہین۔ بعض اشعار کی پیچیدگی ترکیب اور ژولیدگی بیان نے اُن کے حل کرنے کی ہمت ہی نہ بندھنے دی لہذا ان کو نظر انداز کر دیا۔ اور بعض اشعار ایسے تھے جنپر بار بار نگاہین ڈالین اور آخر مین حل ہو جانے کے بعد ان سے کوئی نتیجہ خاص برآمد نہین ہوا۔ اور اُن کو شرح مین شامل کرنے کے لائق نہین سمجھا گیا بعض اشعار حل بھی ہوے اور اکثر ان مین سے ایسے بھی تھے کہ وہ داخل شرح کئے جاتے مگر معلوم ہوا کہ بالکل وہی شعر فارسی مین ہین یا ان مین فارسی اتنی شامل ہو کر اردو مین لانے کی گنجایش ہی نہین ہو۔

(۴) قصائد غیر مطبوعہ کو جو بہت ہی کم تعداد مین ہین بالکل نہین لیا گیا اور انکی جانب توجہ کرنے کی خاص وجہ یہ تھی کہ ان مین بیشتر وہی رنگ ہو جو قابل شمول نہین ہو اور اگر اتفاقیہ طور پر کچھ شعر ایسے ہین بھی جنپر اعتنا کی جا سکے تو وہ یون بیکار تھے

کہ شرح میں دو چار قصیدے بھی نہیں کہ ان کے ساتھ یہ شعر بھی سمجھ جائیں بہرحال وہ نہیں لئے گئے۔

(۵) باوجود اس کے کہ دو ایک غزلیں ایسی ہیں جنھیں میں جانتا ہوں کہ یہ دوسرے لوگوں کے نام سے بھی ملتی ہیں اور ان میں غالب مرحوم کا رنگ بھی نہیں ہے پھر بھی چونکہ قدیمی اور قلمی دو بیاضوں میں ان کو غالب ہی کے نام سے دیکھا گیا اس لئے خوش عقیدگی ان کے نظرانداز کرنے پر رضامند نہیں ہوئی۔ اور بمجبوری ان کو بھی لکھ دیا گیا۔ اور یہ سمجھ لیا گیا کہ ممکن ہے یہ غزلیں مرزا نے اپنی زندگی میں ان لوگوں کو لکھ دی ہوں۔ ان کی زندگی تک اُن کی رہیں اب وہ پھر بمصداق حق بحق دار رسید مرزا کی طرف پلٹ آئیں۔

دو تین غزلیں ایسی ہیں جو رقعات میں شامل ہیں دیوان میں نہیں ہیں اور جہاں تک میرا قیاس ہے مرزا صاحب نے اپنے شکوہ کلام سے ان کو علیحدہ سمجھ کر داخل دیوان نہیں کیا۔ مگر مرزا کی نظر اور تھی اور میرا خیال اور۔ وہ مصنف تھے میں شارح ہوں میرا تو یہ فرض تھا کہ اگر ایسا کلام جو مغلق بھی نہ ہو۔ نظرانداز ہونے کے قابل بھی نہ ہو۔ اس میں اگر عیب ہے تو بس اتنا ہے کہ وہ سادہ ہے اُتنی معانی آفرینی نہ ہو۔ اگر اور کہیں سے تھوڑا بہت بھی دستیاب ہو جائے تو میں شامل شرح کر دوں۔

(۶) اکثر اشعار کی شرح میں یہ کوشش کی ہے کہ وہی الفاظ باقی رہیں جو مرزا نے شعر میں رکھے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ان الفاظ کے معنی بیان کئے جاتے ہیں تو شعر بالکل پھیکا ہو کر رہ جاتا ہے اور اُسی ایک لفظ کے معنی بیان کرنے سے ہرگز ہرگز شعر میں وہ جان نہیں رہتی جو اُس لفظ کے ہونے میں ہے۔ مجبوراً اسی لفظ یا اسی ترکیب کو رکھنا پڑا ہے اور ایک ہی دائرے میں رہ کر معنی سمجھا دیے ہیں اور جہاں تشریح کی ہے وہاں سیکڑوں دشواریوں کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مرزا کو الفاظ کے چننے اور ان کو برمحل صرف کرنے میں ایسا زبردست ملکہ قدرت کی طرف سے عطا ہوا تھا کہ وہ جس ایک لفظ کو چن کر رکھ دیتے ہیں اس پر گویا پوری عمارت شعر کی بنا ڈال دیتے ہیں اگر اس کو نکال دیا جائے تو پورا شعر زیر و زبر ہو کر رہ جاتا ہے

اور باوجود تشریح کے شعر اور الجھ جاتا ہے۔ اس قسم کے اشعار مین ہر پھر کر وہی لفظ رکھے ہین اور شرح مین بھی لوٹ پھیر کر انھین لفظون کو لایا گیا ہے۔ ناواقف اسپر عدم اعتنا کا الزام دے سکتے ہین مگر جاننے والے سمجھ لین گے کہ اس مین غریب شارح کا قصور نہین ہے۔

(۷) جو شعر پہلے دیوان کی مطبوعہ غزلون کے ہین اُن مین یہ بتانے کی ضرورت نہین سمجھی گئی ہو کہ یہ فلان غزل کے شعر ہین اس لئے کہ جو لوگ دیوان کے مطالعہ سے پورے طور پر بہرہ ور ہو چکے ہین وہ خود ہی سمجھ لین گے اور جو نہین جانتے اُن کو یہ بتانا ہی فضول اور بیکار تھا۔ وہ لاکھ تشریحون کے بعد بھی نہین سمجھ سکتے۔

(۸) بادی النظر مین بعض شعرون کی شرح الجھی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر اُن پر یہ حکم لگا دینا سراسر جلد بازی اور سراسر خلاف انصاف ہے کہ یہ غلط ہے یا یہ مہمل ہے۔ ٹھنڈے دل سے اسپر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مجھے اختصار منظور تھا اس لئے صفحے کے صفحے رنگنے کے بجاے چند الفاظ مین اُن کے حل کرنے کی کوشش کی ہو۔

یہ اور اسی قسم کی بعض باتین شرح مین ہین جن پر غور و انصاف کی سخت ضرورت ہے۔ ورنہ مہمل اور غلط کا حکم لگا دینا تو ہمیشہ آسان رہا ہے اور رہے گا۔

عبد الباری آسی

۵ مارچ ۱۹۳۱ء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشعار غیر مطبوعہ دیوان غالب

از غزل
نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا

لذت ایجاد ناز افسون عرض ذوق قتل — نعل آتش مین ہے تیغ یار سے نخچیر کا

یار کے ایجاد ناز کی لذت۔ لذت نہین بلکہ وہ ایک افسون ہے جس کی خاصیت سے ہر عاشق عرض ذوق قتل پر مجبور ہو جاتا ہے۔ نعل در آتش بودن ایک فارسی کا محاورہ ہے، جس کے معنی بے قرار ہونے کے ہین اس لئے مصرع ثانی کے یہ معنی ہوے کہ تیغ یار کو دیکھکر نخچیر (شکار) جان دینے کے لئے بے قرار ہو رہا ہے۔ غالباً اسی شعر کو سلجھا کر یون کہا گیا ہے ؎

جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے

سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

خشت پشت دست عجز و قالب آغوش وداع — پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا

ہر خشت ایک دست عجز کی پشت بنی ہوئی ہے۔ دست عجز وہ ہاتھ جو عاجز ہو جائے یا جو جنگ سے عاجز ہو کر روک لیا جائے اور قالب خشت معلوم ہوتا ہے کہ ایک آغوش وداع ہے یہ حالت دیکھکر حیرت سے پوچھتا ہے کہ کس تعمیر کو سیل نے برباد کر دیا ہے کہ ہر لازمۂ تعمیر کا غم

سے یہ عالم ہے۔

وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ جو مژہ جوہر نہیں آئینہ تعبیر کا

ہر مژۂ چشم کو جوہر آئینہ تعبیر کا ہونا چاہیئے۔ جو مژہ (پلک) یہ صفت نہیں رکھتی وہ مژہ مژہ نہیں ہے۔ بلکہ خوابِ عدم کے لئے وحشت ہے اور تماشا کے لئے شور ہے یا یہ کہ شورِ تماشا خوابِ عدم کے لئے وحشت بنگیا ہے یہی سبب ہے کہ مژہ جوہر آئینۂ تعبیر نہیں ہے۔

تغافل بدگمانی بلکہ میری سخت جانی سے نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا

تغافل کی وجہ سے۔ بدگمانی کی وجہ سے نہیں نہیں ان سب کی وجہ سے نہیں بلکہ میری سخت جانی کی وجہ سے اس کی نگاہ بے حجاب ناز کو کسی نقصان پہونچنے کا اندیشہ پیدا ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مجھ تک نہ پہونچ سکی۔ بیم کو اس میں بہ تذکیر استعمال کیا ہے۔

فضائے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا

خندۂ گل کی فضا تنگ ہے اور عیش کا ذوق بے پروا ہے لہذا ان سب کا اثر یہ ہوا کہ مجھے آغوش وداع دل پسند آگیا ہے۔ اور یہ بھی معنی ہوسکتے ہیں کہ فضائے خندۂ گل تنگ ہے اور عیش کا ذوق کچھ اس کی پروا بھی نہیں کرتا۔ اس کو گل سے اگر کوئی بات پسند ہے تو یہ کہ وہ یعنی پھول آغوش وداع دل کی فراغت گاہ میں آپہونچا ہے۔ پھول کی صورت موجودہ کو آغوش وداع دل کہا ہے اور دل وداع شدہ وہ صورت گل جو حالت غنچگی میں تھی۔

ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی برنگِ لالہ جامِ بادہ بر محمل پسند آیا

جس کو ہستی (زندگی) کی بہار فرصت کا وقوف ہو گیا۔ یعنی جس نے یہ سمجھ لیا کہ بہار زندگی کی پائداری کتنی ہے تو عیش دنیا کو حالت رواروی میں تمام کر دیا۔ جیسے کہ لالہ جام بادہ محمل پر پی لیتا ہے۔ لالہ کے پھول کو جام بادہ سے اور شاخ گل لالہ کو محمل سے استعارہ کیا ہے لالہ کا محمل پر جام پینا بہت ہی نادر مضمون اور خیال ہے۔

سوادِ چشمِ بسمل منتخب نقطہ آرائی   خرامِ نازِ بے پروائی قاتل پسند آیا

بسمل کی آنکھ کی سیاہ پتلی نقطہ آرائی کا انتخاب ہے یعنی وہ نقطہ ہے جو انتخاب مین لگا دیا کرتے ہین اور یہ انتخاب کا نقطہ اس لئے ہے کہ وہ قاتل کی بے پروائی کو پسند کرتا ہے۔

رسم ہے کہ کتاب کے دیکھنے مین جو شعر یا عبارت وغیرہ پسند آتی ہو اسپر ایک نقطہ لگا دیتے ہین اور اس کو نقطہ انتخاب کہتے ہین۔ ایک جگہ یون کہا ہو ؎

روانی ہاے موج خون بسمل سے ٹپکتا ہے
کہ لطف بے تحاشا رفتن قاتل پسند آیا

اسد ہر جا سخن نے طرح باغ تازہ ڈالی ہے   مجھے رنگ بہار ایجادیٔ بیدل پسند آیا

اے اسد ہر جگہ اس کی سخنوری نے ایک ہرا بھرا باغ لگا دیا ہے مجکو بیدل کی بہار ایجادی کا رنگ پسند آگیا ہے۔ یہ غزل بھی غالباً اُس وقت کی ہو جب مرزا غالب بیدل اعلی سہرندی وغیرہ کا اتباع کرتے تھے۔

عالم جہان بعرض بساط وجود تھا   جون صبح چاک جیب مجھے تار و پود تھا

دنیا بھر جس جگہ اپنے بساط وجود کو پیش کر رہی تھی یعنی روز ازل مین جب دنیا و اہل دنیا وجود مین آنے والے تھے میرا چاک گریبان اس وقت بھی صبح کی طرح تار تار تھا۔ یعنی جب کہ دنیا کا وجود بھی نہ تھا مین اُس وقت بھی دیوانہ تھا۔

بازی خور فریب ہے اہل نظر کا ذوق   ہنگامہ گرم حیرت بود و نبود تھا

اہل نظر کے ذوق نے دنیا مین فریب سے بازی کھائی ہے کیونکہ ہنگامۂ دنیا گرم ہی اس لئے تھا کہ بود و نبود کی فکر مین ذوق اہل نظر مبتلا ہو رہا تھا۔ یعنی اپنی ہستی یا دنیا کی ہستی کو سوچ رہے تھے کہ آیا ہم ہین یا نہیین۔ ایسا ہی کچھ ہے کہ ؎

ہان کھائیو مت فریب ہستی   ہر چند کہیں کہ ہے نہیین ہے

تنگیِ رفیقِ رہ تھی عدم یا وجود تھا   میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا

خواہ مین راہ وجود کو طے کر رہا تھا - اور خواہ راہ عدم کو دونون حالتون مین تنگی - تنگدلی - میری رفیق راہ تھی اور میرے سفر کی ہر حالت مین چشم حسود کی سی صورت تھی کہ تنگی اُن کی ہر صورت مین رفیق ہے - حاسدون کی تنگ چشمی مشہور مضمون ہے خود مرزا ایک جگہ کہتے ہین ؎

حسد سے دل اگر فسردہ ہی گرم تماشا ہو
کہ چشم تنگ شاید کثرت نظارہ سے وا ہو

تو یک جہان قماشِ ہوس جمع کر کہ مین   حیرت متاعِ عالمِ نقصان و سود تھا

ہوس کا اسباب تو ہی جمع کر یہ تجھی کو مبارک رہے - کیونکہ مین جب سے عالم مین آیا حیرت مجھ پر مسلط رہی اسی لئے نقصان و سود کی فکر مین حیران و سرگردان رہا - اور مجھ سے کچھ بھی نہ ہو سکا -

گردش محیطِ ظلم رہا جس قدر فلک   مین پایمالِ غمزۂ چشمِ کبود تھا

یعنی جب تک کہ آسمان ظلم کی گردش کا احاطہ کئے رہا اس وقت تک مین برابر چشم کبود کے غمزون کا پامال رہا - چشم کبود سے پایمالی بہ لحاظ گردش فلک ہے -

پوچھا تھا گرچہ یار نے احوالِ دل مگر   کسکو دماغِ منتِ گفت و شنود تھا

اگرچہ یار نے دل کا حال پوچھا تھا مگر ہم کو گفت و شنید کا دماغ ہی نہین تھا کہ حال بیان کرتے اور گفت و شنید کا احسان اٹھاتے -

خور شبنم آشنا نہ ہوا ورنہ مین اسد   سرتا پا گزارشِ ذوقِ سجود تھا

کیا کیا جائے آفتاب نے کبھی شبنم کی طرف توجہ ہی نہ کی - ورنہ اے اسد مین سرتا پا ذوق سجود کی گزارش کے لئے آمادہ اور مستعد تھا - کہتے ہین کہ شبنم آفتاب سے پیدا ہوتی ہے اور آفتاب ہی

اس کو جذب کرتا ہے۔ ایک یہ شعر بھی ایسا ہی کچھ ہے ؎

پرتو خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم
ہم بھی ہیں ایک عنایت کی نظر ہونے تک

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب ہمنے دشت امکان کو ایک نقش پا پایا

یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ تمنا یہاں آئی تھی اور اس جنگل سے گزری تھی۔ مگر اے میرے خدا تمنا کا دوسرا قدم کہاں پڑا۔ کیونکہ یہ دشت امکان ایک نقش قدم ہے (دشت امکان کو نقش قدم سے تشبیہ دی ہے) یعنی یہ عالم تمنا کے قیام کی جگہ نہیں ہو۔ تمنا یہاں کی حالت سے گھبرا کر اتنی جلد یہاں سے گزر گئی کہ اس کا ایک قدم تو یہاں پڑا جو دشت امکان کی صورت میں ہے دوسرے قدم کا پتہ نہیں پایہ کہ ہماری تمنا کا ایک نقش قدم ہے پوری دشت امکان کو گھیر لیا دوسرا قدم خدا معلوم کہاں

بے دماغ خجلت ہوں رشک امتحان تا کے ایک بیکسی تجھکو عالم آشنا پایا

خجلت اور شرمندگی نے مجھے بیدماغ بنا دیا ہے کہاں تک امتحان کے رشک کو گوارا کرون اے بیکسی مین نے بارہا آزمایا۔ اور ایک تیری ذات کو دنیا کا آشنا پایا۔

خاکبازئی اُمید۔ کارخانۂ طفلی یاس کو دو عالم سے لب بخندہ وا پایا

دنیا مین کوئی امید کرنا گویا ایک خاکبازی اور خاک سے کھیلنا ہے اور یہ سب بچون کے گھروندے سے مشابہ ہے۔ کیونکہ یاس اہل امید دن پر ہنس رہی ہے اور دونو عالم مین اگر کسی کے دونوں ہونٹ ہنسی سے کھلے ہوئے ہیں تو وہ یاس کے لب ہیں۔

کیون نہ وحشت غالب باج خواہ تسکین ہو کشتۂ تغافل کو خصم خونبہا پایا

غالب کی وحشت کیون نہ تسکین کا خراج وصول کرے۔ کیونکہ وہ شخص جسے تغافل نے مار ڈالا ہے وہ خونبہا کا دشمن ہے۔

فکر نالہ مین گویا حلقہ ہون ز سر تا پا عضو عضو جون زنجیر یکدل صدا پایا

مین فکر نالہ مین گویا کہ سراپا حلقہ بن گیا ہون اور زنجیر کی طرح میرا ایک ایک عضو صدا دینے کے واسطے یکدل اور یک زبان ہے۔

شب نظارہ پرور تھا خواب مین خیال اسکا — صبح موجۂ گل کو نقش بوریا پایا

رات مین نے اس کو خواب مین دیکھا اور اس نے میری نظارہ پروری کی۔ صبح اسکا یہ اثر تھا کہ میرا بوریا موج گل بن گیا تھا۔

جسقدر جگر خون ہو کوچہ دادنِ دل ہے — زخم تیغ قاتل کو طرفہ دل کشا پایا

یعنی جس قدر جگر خون ہو۔ وہ گویا دل کا راہ دینا اور دل کا راہین پیدا کرنا ہے واقعہ یہ ہے کہ تیغ قاتل بڑی ہی دل کشا ہے۔

تیغ قاتل کو دل کشا کہنا۔ یا زخم قاتل کو دل کشا باندھنا مرزا کا ایک اختراعی مضمون ہے جسکا انھون نے اپنے ایک رقعہ مین ذکر کیا ہے۔ یہی مضمون اردو مین اور یہی فارسی مین اور جگہ بھی کہا ہے جیسے کہ ؎

نہین ذریعہ راحت جراحت پیکان
وہ زخم تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیئے

کارخانہ سے جنون کے بھی مین عُریان نکلا — میری قسمت کا نہ اک آدھ گریبان نکلا

مین کارخانہ جنون سے ناکام واپس آیا اور اس کارخانہ مین بھی میری قسمت کا کوئی گریبان نہ نکلا۔ کارخانہ جنون مین بہت سے گریبانون کا ہونا لازمی تھا۔

کچھ کھٹکتا تھا مرے سینہ مین لیکن آخر — جسکو دل کہتے تھے سو تیر کا پیکان نکلا

یہ تو مجھے معلوم تھا کہ میرے سینہ مین کچھ کھٹک رہا ہے مگر مین سمجھا تھا کہ شاید یہ دل ہے اب آ کر معلوم ہوا ہے کہ دل نہین بلکہ وہ تیر کا پیکان ہے۔

ساغر جلوہ سرشار ہے ہر ذرہ خاک — شوق دیدار بلا آئینہ سامان نکلا

خاک کا ہر ذرہ ایک ساغر جلوہ سرشار معلوم ہوتا ہے میرا شوق دیدار بھی بلا کا آئینہ سامان ہے یعنی دنیا کے ہر ذرہ کو اس نے آئینہ جمال دلبر بنا دیا ہے -

کسقدر خاک ہوا ہے دل مجنون یارب نقش ہر ذرہ سویدائے بیابان نکلا

اے میرے اللہ آخر دل مجنون کس قدر خاک ہوا ہے کتنا خاک مین ملا ہے کہ ہر ذرہ کا نقش سویدائے دل بیابان بن گیا ہو اور یہی نشان ہے خاک ہونے کا -

شور رسوائی دل دیکھ کہ اک نالۂ شوق لاکھ پردہ مین چھپا پھر وہی عُریان نکلا

دل کی رسوائی کے شوق کو دیکھئے کہ ایک نالۂ شوق لاکھ پردون مین چھپا اور مستور رہا۔ مگر پھر بھی اُس کی عریانی ظاہر ہو کر رہی اور جب نکلا تو عریان ہی نکلا-

شوخیٔ رنگ حنا خون وفا سے کبتک آخر اے عہد شکن تو بھی پشیمان نکلا

رنگ حنا کی شوخی خون وفا سے کہان تک قائم رہتی- آخرکار اے بدعہد تجھے بھی پشیمان ہونا پڑا-

مین بھی معذور جنون ہون اسد خانہ خراب پیشوا لینے مجھے گھر سے بیابان نکلا

اے اسد خانہ خراب مین جنون سے معذور ہون میرا جنون از خود نہین ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ بیابان میرے استقبال کے لئے اپنے گھر سے آیا- ایک شعر اسی رنگ کا دوسرے مضمون مین کہا ہے ؎

مابنودیم بدین مرتبہ راضی غالب
شعر خود خواہش آن کرد کہ گردد فن ما

نہوئی ہم سے رقم حیرت خط رُخ یار صفحہ آئینہ ہوا آئینۂ طوطی نہ ہوا

خط رخ یار کی حیرت ہم سے کسی طرح نہ لکھی جا سکی- صفحہ حیرت کی وجہ سے آئینہ بنگیا مگر آئینہ طوطی نہو سکا- یعنی ہم جو حیران تھے کوئی بیان خط رخ کا نہ کر سکے-

وسعت رحمت حق دیکھ کہ بخشا جاوے	مجھ سا کافر کہ جو ممنون معاصی نہوا

ذرا اُس کریم کی رحمت کی وسعت تو دیکھو کہ اُس نے مجھ ایسے کافر کو بخش دیا کہ جو ازلی کافر تھا۔ صرف گناہون کے احسان سے کافر نہ ہوا تھا۔ یعنی ایسا کافر نہ تھا کہ گناہون نے اُسے کافر کیا ہو۔ نہین بلکہ ازلی اور فطری کافر تھا۔

شب اختر قدح عیش نے محمل باندھا	بار یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا

تارون بھری رات مین قدح عیش نے محمل سفر تیار کیا یعنی دور جام چلا اور ایک قافلۂ آبلہ کے بار کو اپنی منزل سمجھا تو گویا قدح ایک ایسا مسافر ہے جو شب اختر مین اپنی منزل پر پہونچا ہے۔ اس طرح سے اس کی منزل شب اختر ہوئی۔ اور شب اختر جس مین ہزارون چمکتے تارے ہین یک قافلہ آبلہ سے مشابہ ہے۔ تو اس صورت مین قدح عیش نے بار یک قافلہ کو یعنی منزل سمجھا۔ باندھا دوسرے معنی مین سمجھا۔ یا فرض کیا کے معنی مین مستعمل ہے۔

حیف اے ننگ تمنا کہ پے عرض حیا	یک عرق آئینہ بر جبہہ سائل باندھا

اے ننگ تمنا بڑے افسوس کی بات ہو کہ تو نے حیا کے ظاہر کرنے کے لئے سایل کی پیشانی پر عرق شرم ظاہر کر کے گویا اک آئینہ لگا دیا ہے جس سے اس کی حالت شرم کا اظہار ہو رہا ہے۔ ننگ تمنا مخاطب ہے۔

دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغان کس نے	خلوت ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا

آنکھ سے لیکر دل تک یہ کیفیت ہو رہی ہے کہ جیسے آئینہ مین چراغان کا جلوہ ہوتا ہو نہین معلوم یہ کس نے خلوت ناز کو (یعنی دیدہ و دل کو) لباس محفل سے آراستہ کر دیا ہو۔ یعنی نہین معلوم کہ کس نے خلوت کو جلوت بنا دیا ہے۔

ناامیدی نے بتقریب مضامین خمار	کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا

میری یاس نے خمار کی مضمون کو لکھتی ہوئی موج کی گوجہ کو سمجھا کہ یہ ساحل کا خمیازہ ہی گوجہ میں خود موج ہے میرے نزدیک مرزا نے پہلے یہ شعر کہا ہو اس کے بعد چونکہ اس میں گنجلک تھی اس کو مختلف صورتوں سے کہا ہے۔ دو یہ ہیں ؎

یار نے تشنگی شوق کے مضمون چاہے
ہم نے دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا

نہ بندھے تشنگی ذوق کے مضمون غالب
گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا

مطرب دل نے مرے تار نفس سے غالب
ساز پر رشتہ پے نغمۂ بیدل باندھا

اے غالب میرے دل کے مطرب نے میرے تار نفس سے ساز نغمۂ بیدل کے لئے رشتہ باندھا یعنی میرے دل نے رنگ بیدل میں نغمہ سرائی شروع کی۔

شب کہ ذوق گفتگو سے تیرے دل بیتاب تھا
شوخی وحشت سے افسانہ فسون خواب تھا

رات کو تیرے ذوق گفتگو کی وجہ سے دل بیتاب ہو رہا تھا تو یہ حالت تھی کہ فسون خواب شوخی وحشت کی سبب سے افسانہ بن گیا تھا۔ فسون خواب جسکا کام نیند لانا ہے وہ بھی ایک سراسر لاطائل اور بے اثر تھا یعنی فسون خواب سے بھی نیند نہ آسکتی تھی۔

لے زمیں سے آسمان تک فرش تھیں بیتابیاں
شوخی بارش سے مہ فوارۂ سیلاب تھا

بیتابیاں زمین سے لیکر آسمان تک فرش تھیں اور چاند کی نور باری کی وجہ سے اس کی کرنیں فوارۂ سیلاب معلوم ہو رہی تھیں یعنی چاند بیتابیوں کا برسانے والا فوارہ معلوم ہوتا تھا

واں ہجوم نغمہ ہائے ساز عشرت تھا اسد
ناخن غم یاں سر تار نفس مضراب تھا

بزم معشوق کی یہ حالت تھی کہ ساز عشرت سے نغمہ گوناگوں نکل رہے تھے اور یہاں ہم ناخن غم کو مضراب بنا کر اپنے نفس پر زخمہ زنی کر رہے تھے یعنی یہاں غم ہمارا کام تمام کیے دیتا تھا

دیکھتے تھے ہم بچشم خود وہ طوفان بلا
آسمان سفلہ جس میں یک کف سیلاب تھا

ہم اپنی آنکھ سے وہ طوفان بلا اُٹھتے دیکھ رہے تھے کہ آسمان بھی اُس مین ایک کف سیلاب معلوم ہوتا تھا۔ غالباً اسی شعر کو ترمیم کرنے کے بعد مرزا نے یہ شعر کہا ہے جو اس قطعے کا مقطع ہے ؎

مین نے روکا رات غالب کو وگرنہ دیکھتے
اسکے سیل گریہ مین گردون کف سیلاب تھا

موج سے پیدا ہوئے پیراہن دریا مین خار　　گریہ وحشت بیقرار جلوہ مہتاب تھا

میرے گریے سے دریا بنا اور اُس مین موج پیدا ہوئی جو ہم صورت خار اور نشان بیقراری تھی اس لئے کہ میرا گریہ جسے وحشت نے بے قرار کر رکھا تھا وہ جلوہ مہتاب یعنی چاند کے لئے بیتاب تھا اس کا یہ اثر ہوا کہ پیراہن دریا مین خار پیدا ہو گئے۔ یہ ظاہر ہے کہ چاندنی سے دریا مین تموج ہوا کرتا ہے۔ اور دیوانہ کو چاندکی وجہ سے وحشت ہوتی ہے۔

بیخبر مت کہہ ہمین بیدرد خود بینی سے پوچھ　　قلزم ذوق نظر مین آئینہ پایاب تھا

او بیدرد تو ہم کو بیخبر کیون کہتا ہے ذرا اپنی خود بینی سے ہمارا حال پوچھ کیونکہ جب تو آئینہ دیکھ رہا تھا اُس وقت ہمارے قلزم ذوق نظر کے سامنے آئینہ کوئی حقیقت نہین رکھتا تھا اور ہم تیری خود بینی کو دیکھ رہے تھے۔

بیدلی ہاے اسد افسردگی آہنگ تر　　یاد ایامے کہ ذوق صحبت احباب تھا

اسد کی بیدلی کا اب یہ عالم ہے کہ افسردگی کا اور زیادہ ارادہ رکھتی ہے۔ ہائے وہ بھی کیا زمانہ تھا جبکہ اُسے احباب کی صحبت اور ہم نشینی کا شوق تھا۔

نہ بھولا اضطراب دم شماری انتظار اپنا　　کہ آخر شیشہ ساعت کے کام آیا غبار اپنا

میرا انتظار اپنے اضطراب دم شماری کو فنا کے بعد بھی نہ بھولا۔ کیونکہ مین غبار ہو گیا تب بھی میرا غبار شیشہ ساعت کے کام آیا۔ شیشہ ساعت پہلے زمانہ مین مروج تھا وہ ایک شیشہ کا ظرف ہوتا تھا کہ اس کے پیندے مین ایک ہلکا سا سوراخ کر دیتے تھے اور اس مین

باریک بالو بھرتے تھے پھر وہ بالو رفتہ رفتہ ایک وقت معینہ تک اس سوراخ سے نکلتا اور ظرف خالی ہو جاتا تھا۔ اسی سے وقت کا حساب ہوتا تھا۔

زبسکہ آتش نے فصل رنگ میں رنگ دگر پایا	چراغ گل سے ڈھونڈے ہے چمن میں شمع خار اپنا

فصل گل میں آتش کی صورت اور ہو گئی ہے اور رنگ بدل گیا ہے۔ گل دراصل گل نہیں بلکہ شمع چراغ گل لیکر اپنے خار کو ڈھونڈھ رہی ہے۔ خار شمع رشتہ شمع سے مراد ہے یا یہ کہ شمع اپنے پاؤں کا کانٹا چراغ گل لیکر ڈھونڈھ رہی ہے۔

اسیر بے زباں ہوں کاشکے صیاد بے پروا	بدام جوہر آئینہ ہو جائے شکار اپنا

میں ایک بے زبان قیدی ہوں کاش کہ میرا بے پروا صیاد کبھی جوہر آئینہ کے جال میں پھنس کر میرا شکار ہو جائے یعنی وہ کبھی آئینہ دیکھے اور میں اس کو دیکھ سکوں۔ یعنی میں ایک ایسا اسیر ہوں۔ جو جوہر آئینہ کے مانند اسیر بھی ہے بے زبان بھی ہے کاش وہ کبھی آئینہ دیکھے کہ میرا شکار ہو۔

دریغ اے ناتوانی ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے	طلسم رنگ میں باندھا تھا عہد استوار اپنا

ہم ضبط کے خوگر ہیں اور ہم نے عہد کر لیا تھا کہ اپنا حال نہ کھلنے دیں گے اور اسی سے ہم اپنے رنگ کو برقرار رکھتے تھے اور یہ گویا ایک طلسم تھا۔ جس میں ہمارا عہد استوار بندھا ہوا تھا مگر اے ناتوانی افسوس ہے کہ تو نے اس طلسم کو توڑ دیا۔ یعنی ناتوانی کی وجہ سے رنگ اڑ گیا۔ اور دنیا پر حال کھل گیا۔

اگر آسودگی ہے مدعائے رنج بیتابی	نثار گردش پیمانۂ مے روزگار اپنا

اگر رنج بیتابی کا مدعا آسودگی ہے تو ہم باز آئے ہم گردش پیمانہ مے پر اپنی زندگی نثار کرتے ہیں۔ ایسی آسودگی ہم نہیں چاہتے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہیں اور میرے نزدیک یہ پہلے معانی سے زیادہ اچھے ہیں کہ پیمانہ کی گردش اور رنج بیتابی کا نتیجہ آسودگی ہے تو ہم اس کے قربان۔

رہ خوابیدہ تھی گردن کش یک درسِ آگاہی زمیں کو سیلیٔ استاد ہے نقشِ قدم میرا

رہ خوابیدہ۔ راہ خوابیدہ۔ راہ خفتہ۔ سب راہ دور و دراز کے معنی میں آتے ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ راہ دور و دراز ایک درس آگاہی سے بہت مغرور تھی مگر میرے نقش قدم نے اس کے اس غرور کو توڑ دیا اور سیلیٔ استاد کا کام دیکر اس کو بیدار کر دیا۔

سُراغ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں پرافشاں ہے غبار آنسوے صحراے عدم میرا

میں سراغ کے لئے آوارہ ہوا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اپنا وہ شور محشر جسے دونوں جہان کا شور محشر کہہ سکتے ہیں عرض کروں اس لئے میرا غبار آنسوئے صحراے عدم پرافشاں ہو رہا ہے یعنی اُڑتا پھر رہا ہے۔

نہ ہو وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی میں گردِ راہ ہوں بے مدعا ہے پیچ و خم میرا

سطر آگاہی در اصل ایک سراب ہے اس کے درس کے لئے کیوں وحشی بنا جاتا ہے اس فکر کو چھوڑ مجھے گرد راہ سمجھ میرے پیچ و خم کے کوئی معنی نہ نکال اس کے کوئی معنی نہیں ہیں اور اس پیچ و خم کا کوئی مدعا نہیں ہے۔ میں گرد راہ ہوں مجھے ادعا کیا ہو سکتا ہے۔

ہواے صبح یک عالم گریباں چاکیٔ گل ہے دہان زخم پیدا کر اگر کھاتا ہے غم میرا

صبح کی ہوا گویا گل کے واسطے یک عالم گریبان چاکی کا سامان ہے لہٰذا اس ہوا خواہی سے میرا بھی کوئی کام نہیں نکل سکتا۔ اگر تجھے میرا غم کھانا ہے تو دہان زخم پیدا کر۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ صبح عالم ہوا خواہیٔ گل سے اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ گل اپنا گریبان چاک کر لیتا ہے۔ میری ہوا خواہی کا ارادہ ہے تو پہلے دہان زخم پیدا کر لو۔

دہان زخم پیدا کرنے کا مضمون مرزا نے ایک جگہ یوں کہا ہے ؎

جب تک دہان زخم نہ پیدا کرے کوئی
مشکل کہ تجھ سے راہ سخن وا کرے کوئی

اسد وحشت پرست گوشۂ تنہائی دل ہی　　برنگ موج مے خمیازۂ ساغر ہی رم میرا

اس شعر کے مصرعہ اول مین ۔ ہی ۔ جو آخر مصرعہ مین واقع ہی ۔ کی بجاے ۔ ہون زیادہ مناسب ہی جس کے معنی یہ ہون گے کہ اے اسد مین گوشہ تنہائی کا وحشت پرست ہون موج مے کی طرح خمیازۂ ساغر تک ہی میرا رم ختم ہو جاتا ہی ۔ یا خمیازۂ ساغر ہی میرا رم ہی ۔ یعنی مین حالت وحشت مین بھی گوشہ تنہائی دل سے باہر نہین جاتا ۔

بعجز آباد وہم مدعا تسلیم شوخی ہے　　تغافل کو نہ کر مصروف تمکین آزمائی کا

عجز آباد (وہ جگہ جہان عاجزی ہی عاجزی ہو) مین کسی شوخی کا تسلیم کر لینا ہی وہم مدعا ہی ۔ لہٰذا تو جو بربنائے شوخی ہم سے تغافل کر رہا ہے اس کو چھوڑ دے کیونکہ ہم کو حصول مدعا کا اس سے وہم ہوتا ہے جو تیرے مقصد کے خلاف ہے ۔ یون سمجھی کہ مرزا نے اس شعر کی شرح مین یہ شعر کہا ہو ؎

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالین گے
بے نیازی تری عادت سہی

ہوس گستاخی آئینہ تکلیف نظربازی　　بجیب آرزو پنہان ہی حاصل دلربائی کا

اے ہوس گستاخی آئینہ (ہوس گستاخی ترکیب مقلوب یعنی گستاخی ہوس آئینہ) اے تکلیف نظربازی جیب آرزو مین حاصل دلربائی پوشیدہ ہی ۔ یعنی وہ آئینہ دیکھے گا ۔ اور یہی آئینہ دیکھنا اس کی دلربائی کا خلاصہ ہی ۔ یا یہ کہ اے ہوس گستاخی آئینہ اُسے نظربازی کی تکلیف نہ دے ۔ کیونکہ ابھی اس کا حاصل دلربائی جیب آرزو مین پوشیدہ ہی

جہان مٹ جائے سعی دید خضر آباد آسایش　　بجیب ہر نگہ پنہان ہے حاصل رہنمائی کا

منزل عشق مین جس جگہ سالک کو خضر آباد آسایش کے دیکھنے کی تمنا باقی نہ رہے اور یہ آرزو فنا ہو جاے اُس جگہ وہ اس مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے کہ اس کی ہر نگاہ مین حاصل رہنمائی پوشیدہ ہوتا ہے ۔ یعنی ہر نگاہ رہنما بن جاتی ہے ۔

نظر بازی طلسم وحشت آباد پرستان ہے — رہا بیگانہ تاثیر افسون آشنائی کا

نظر بازی کا مطلب یہان تلاش اور نظر دوڑانا لیا جاوے گا۔ کہتا ہے کہ نظر بازی ایک طلسم ہے جو پرستان کے وحشت آباد مین بنا ہوا ہو۔ یعنی نظر بازی محض بیکار اور فضول ہو آجکل افسون آشنائی مین کوئی تاثیر نہین کتنا ہی تلاش کرو آشنا نہین ملتا بلکہ نظر بازی الٹا طلسم وحشت آباد پرستان کا کام کرتی ہے۔

نہ پایا دردمند دوری یاران یکدل نے — سواد خط پیشانی سے نسخہ مومیائی کا

وہ شخص جو یاران یکدل کی دوری سے دردمند تھا اُس نے اپنے خط پیشانی کے سواد سے کوئی مومیائی کا نسخہ نہ پایا۔ یعنی ہر چند تلاش کیا مگر تقدیر کے نوشتہ نے اس کا درد دور نہ ہونے دیا۔

اسد یہ عجز و بے سامانی فرعون توام ہے — جسے تو بندگی کہتا ہو دعویٰ ہو خدائی کا

اے اسد یہ عجز جسے تو عجز کہتا ہے یہ بے سامانی فرعون کا مرادف ہے۔ تیری بندگی بندگی نہین بلکہ حقیقتاً خدائی کا دعویٰ ہو ؎

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی مین مرا بھلا نہ ہوا

اسد کا قصہ طولانی ہی لیکن مختصر یہ ہو — کہ حسرت کش رہا عرض ستمہائے جدائی کا

اسد کا قصہ تو بہت طول طویل ہو مگر اب کون اس کو دُہراے مختصر سی بات یہ ہو کہ اسکو ستمہاے جدائی کے بیان کرنے کی بڑی حسرت ہو۔ یہ شعر گویا اس کے صاف کرنے کے لئے کہا ہے ؎

نہ دے نامے کو اتنا طول غالب مختصر لکھدے
کہ حسرت سنج ہون عرض ستمہائے جدائی کا

ہم نے وحشت کدۂ بزم جہان مین جون شمع ۔۔۔ شعلۂ عشق کو اپنا سر و سامان سمجھا

ہم نے دنیا کے وحشت کدہ کی محفل مین ہمیشہ شمع کی طرح اپنا سر و سامان شعلۂ عشق کو خیال کیا ہی۔ یعنی ہمارا سر و سامان شعلہ تھا اور اسی سے اندازہ کیجیے کہ کتنا بدنصیب ہی وہ شخص جس کا سر و سامان صرف شعلہ ہو جو بناے بربادی ہے -

کس کا خیال آئینہ انتظار تھا ۔۔۔ ہر برگ گل کے پردے مین دل بیقرار تھا

گل کے لئے کس کا خیال آئینہ انتظار بنا ہوا تھا کہ ہر برگ گل کے پردے مین ایک دل بیقرار کا پتہ چلتا تھا۔ جنبش برگ گل کو دل بے قرار کہا گیا ہے۔ نہایت لطیف شعر ہے۔

کس کا جنون دید تمنا شکار تھا ۔۔۔ آئینہ خانہ وادی جوہر غبار تھا

له یہ آخر کس کا جنون دید تھا کہ تمنا کو شکار کر رہا تھا جس کی وجہ سے آئینہ خانہ ایک ایسا وادی معلوم ہوتا تھا کہ جس مین جوہر کا غبار اڑ رہا تھا۔

جون غنچہ و گل آفت فال نظر نہ پوچھ ۔۔۔ پیکان سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا

ہماری فال نظر کی آفت کچھ ہم سے نہ پوچھ جیسے ہی تیرے پیکان کی طرف دیکھا ہی خوف پیدا ہو گیا ہی کہ زخم کھائین گے کیونکہ غنچۂ گل کی طرح تیرے پیکان سے بھی جلوۂ زخم آشکارا ہو رہا تھا۔ یا یہ کہ جیسے غنچۂ و گل پر فال نظر سے آفت آئی اسی طرح ہمین خوف ہے کہ ہم بھی کہین زخمی نہون -

دیکھی وفاے فرصت رنج و نشاط دہر ۔۔۔ خمیازہ یک درازی عمر خمار تھا

دنیا کے رنج و راحت کی فرصت اور مدت ہم نے دیکھ رکھی ہے۔ خمیازہ گویا ایک خمار کی درازی عمر تھا یعنی نہ یہان کے رنج کو قیام ہو نہ راحت کو -

صبح قیامت ایک دم گرگ تھی اسد ۔۔۔ جس دشت مین وہ شوخ دو عالم شکار تھا

له وادی کو مونث بھی لکھتے ہین مگر میری زبان پر مذکر ہے۔ شارح

وہ شوخ جو دو عالم کو شکار کرنے والا تھا جس جنگل میں گیا وہان صبح قیامت بھی دُم گرگ (صبح کاذب) بن گئی۔ دُم گرگ محض رعایت لفظی کے لیے لایا گیا ہے ورنہ اصل معنی صبح کاذب کے ہین جس سے یہان کوئی عمدہ حاصل پیدا نہین ہوتا۔

زبس خون گشتہ رشک وفا تھا وہم بسمل کا ‏ ‏ چرایا زخمہاے دل نے پانی تیغ قاتل کا

چونکہ بسمل کا وہم خون گشتۂ رشک وفا تھا اس لئے دل کے زخمون نے تیغ قاتل کا پانی چرالیا۔ ظاہرا سوائے مناسبت الفاظ کے کوئی حاصل اس شعر کا معلوم نہین ہوتا۔

نگاہ چشم حاسد وام لے اے ذوق خود بینی ‏ ‏ تماشائی ہون وحدت خانہ آئینہ دل کا

اے میرے خود بینی کے ذوق تو کسی حاسد کی نگاہ قرض لے کیونکہ حاسد بجز اپنے اور کسیکو دیکھ ہی نہین سکتا۔ اس سے میرا ذوق خود بینی مکمل ہو جائے گا کیونکہ مین آجکل آئینہ دل کے وحدت خانہ کی سیر کر رہا ہون۔

سراسر تاختن کو شش جہت یک عرصہ جولان تھا ‏ ‏ ہوا واماندگی سے رہروان کی فرق منزل کا

سراسر تاختن۔ یعنی متواتر دوڑنے کے لئے شش جہت صرف ایک میدان جولان تھا۔ مگر چونکہ لوگ تھک کر رہ گئے اس واسطے فرق منزل نمایان ہو گیا۔

مجھے راہ سخن مین خوف گمراہی نہین غالب ‏ ‏ عصائے خضر صحرائے سخن ہی خامہ بیدل کا

اے غالب مجھے راہ سخن مین گمراہی کا خوف نہین ہی کیونکہ مین تابع بیدل ہون اور میرے لئے خامہ بیدل صحرائے سخن کے لئے عصا کا کام دیتا ہے۔

لب خشک در تشنگی مردگان کا ‏ ‏ زیارت کدہ ہون دل آزردگان کا

مین اُن لوگون کا لب خشک ہون جو پیاسے مرگئے ہین مین ان لوگون کی زیارت گاہ ہون جو دل آزردہ ہوگئے ہین۔

شگفتن کمین دار تقریب جوئی　　　تصور ہون بموجب آزردگان کا

شگفتگی برابر تقریب جوئی کی گھات مین لگی رہتی ہے کہ کسی تقریب سے مجھ تک پہونچ سکے مگر وہ کوئی تقریب نہین پاتی کیونکہ مین اُن لوگون کا تصور ہون جو بے سبب اور بلا وجہ رنجیدہ ہین۔

غریب بدرجستہ بازگشتن　　　سخن ہون بر لب آوردگان کا

مین ایک مسافر ہون مگر ایسا مسافر جو واپس آنے کی حدود سے نکل گیا ہے گویا مین بات کہنے والون کی وہ بات ہون جو لب تک آچکی ہے اور ظاہر ہے کہ لب تک آئی ہوئی بات واپس نہین ہوسکتی۔

سراپا یک آئینہ دار شکستن　　　ارادہ ہون یک عالم افسردگان کا

سر سے پاؤن تک شکستگی کا آئینہ دار ہون۔ گویا مین ان لوگون کا ارادہ ہون جو یک عالم افسردہ اور آزردہ ہین۔

ہمہ ناامیدی ہمہ بدگمانی　　　مین دل ہون فریب وفا خوردگان کا

مین سراپا ناامیدی اور سراپا بدگمانی بنا ہون یا گویا ان لوگون کا دل ہون جو فریب وفا کھائے ہوے ہین۔

بصورت تکلف بمعنی تاسف　　　اسد مین تبسم ہون پژمردگان کا

ظاہراً پُر تکلف ہون لیکن دراصل مین مجسم تاسف ہون۔ مین پژمردہ لوگون کا تبسم ہون کہ وہ اگر تکلفاً کبھی ہنستے ہین تو اس ہنسی مین بھی ایک جہان درد پوشیدہ ہوتا ہے۔

ضعف جنون کو وقت تپش در بھی دور تھا　　　اک گھر مین مختصر سا بیابان ضرور تھا

میرے جنون کے ضعف کو تپش کے وقت در بھی دور معلوم ہوتا تھا اسلئے لازم تھا کہ

گھر کے اندر ایک بیابان بھی ہوتا۔

اے وائے غفلت نگہ شوق ورنہ یان ہر پارہ سنگ لخت دل کوہ طور تھا

نگاہ شوق نے غفلت کی جس کا افسوس ہو ورنہ حقیقت یہ ہو کہ دنیا کا ہر سنگریزہ دل کوہ طور کا ٹکڑا تھا یعنی ہر ذرہ مین نور معرفت چمک رہا تھا۔

درس تپش ہی برق کو اب اُسکے نام سے وہ دل ہی یہ کہ جس کا تخلص صبور تھا

بجلی اب اس کے نام سے تعلیم تپش حاصل کرتی ہے ہاے یہ میرا دل وہی دل ہی جس کو مین صبور کہتا تھا۔ یا وہ زمانہ تھا یا یہ عالم ہی۔

شاید کہ مرگیا ترے رخسار دیکھکر پیمانہ رات ماہ کا لبریز نور تھا

معلوم ہوتا ہی کہ تیرے رخسار دیکھ کر رات ماہ نے جان دیدی اس لئے کہ اس کا پیمانہ نور سے لبریز معلوم ہوتا تھا۔ پیمانہ لبریز ہونا موت سے کنایہ ہے۔

جنت ہی تیرے تیغ کے کشتون کی منتظر جوہر سواد جلوۂ مژگان حور تھا

معلوم ہوتا ہے کہ جنت تیرے تلوار کے قتیلون کا انتظار کر رہی ہی اس لئے کہ جوہر تیغ مین جلوہ مژگان حور کا سواد نظر آرہا تھا۔ اسی سے جنت کے انتظار کا اندازہ ہوتا ہی۔

ہر رنگ مین جلا اسد فتنہ انتظار پروانۂ تجلی شمع ظہور تھا

اسدوہ اسد جسے فتنۂ انتظار نے تباہ کردیا تھا ہر رنگ مین جلا کیونکہ وہ پروانہ تجلی شمع ظہور تھا۔ ایک جگہ صرف شمع کو کہا ہے ؎

غم ہستی کا اسدکس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ مین جلتی ہی سحر ہونے تک

بہار رنگ خون گل ہی ساماں اشکباری کا جنون برق نشتر ہی رگ ابر بہاری کا

خون گل سے جو رنگ کی بہار پیدا ہوئی ہے وہ اشکباری کا سامان ہی جون برق ابر بہار کے لئے نشتر ہے یعنی برق جو بہار رنگ کو دیکھ کر مجنون ہو گئی ہے اور تڑپ رہی ہی وہ جون رنگ ابر کے لئے نشتر کا کام دے گا اور اب جلد سے جلد برق کے حال پر وہ اشک بہانے لگے گی۔

برائے حل مشکل ہون زپا افتادہ حسرت — بندھا ہی عقدہ خاطر سے پیمان خاکساری کا

مین مشکل کے آسان ہونے کے واسطے پڑا ہون اور میری حسرت نے مجھے گرا دیا ہے اب نہ مشکل حل ہوتی ہے اور نہ مین اٹھتا ہون۔ گویا میرے عقدہ خاطر سے میری خاکساری کا عہد ہو گیا ہے کہ نہ یہ عقدہ کبھی حل ہو اور نہ مین خاکساری چھوڑ دون۔

طاؤس در رکاب ہی ہر ذرہ آہ کا — یارب نفس غبار ہی کس جلوہ گاہ کا

میری آہ کا ہر ذرہ اپنے جلو مین ایک طاؤس لئے ہوے ہے یعنی ہر آہ مین رنگینیان ہین اے میرے خدا آخر میرا نفس میری سانس کس جلوہ گاہ کا غبار ہی جس سے آہون مین بھی یہ رنگینی پیدا ہو گئی ہی۔

ہر گام آبلے سے ہے دل در تہ قدم — کیا بیم اہل درد کو سختی راہ کا

پاے پر آبلہ کی حالت مین اہل درد سفر کر رہے ہین اور اس حالت مین ہر قدم گویا آبلون کی وجہ سے دل کے اوپر پڑ رہا ہے بس یہ خوف ہو کہ دلون کو روندنا پڑتا ہے ورنہ اہل درد کو سختی راہ کا کیا خوف ہو سکتا ہے۔ اس مین ہر آبلہ کو دل فرض کیا گیا ہے۔

عزلت گزین بزم ہین واماندگان دید — مینائے مے ہے آبلہ پاے نگاہ کا

جو لوگ بزم مین عزلت گزین ہو گئے وہ واماندگان دید یعنی محروم دید ہین اس لئے کہ ان کے پاے نگاہ مین مینائے مے سے آبلے پڑے ہین۔ یعنی وہ انھین کہین نہین جانے دیتا

جیب نیاز عشق نشان دار ناز ہے — آئینہ ہون شکستن طرف کلاہ کا

عشق کے گریبان نیاز سے حسن کے ناز کا پتہ چلتا ہے مین اس کی شکستگی گوشہ کلاہ کا آئینہ بن گیا ہون یعنی میری حالت نیاز سے اس کی ناز حسن کا پتہ ملتا ہے اور میرے حال تباہ سے اس کی بیرحمی کا اندازہ ہوتا ہے۔

خودپرستی سے رہے باہم دگر نا آشنا　　　بیکسی میری شریک آئینہ تیرا آشنا

ہم دونون خودپرستی کی وجہ سے ایک دوسرے کے آشنا نہ ہو سکے میرے حال کی شریک بے کسی رہی اس واسطے مین خود پرست رہا اور تو آئینہ پر جان دیتا رہا اس واسطے تو خود بین رہا۔ غرضکہ خودبینی نے یہ تفرقہ ڈالا۔

بے دماغی تشکوہ سنج رشک ہمدیگر نہین　　　یار تیرا جام مے خمیازہ میرا آشنا

بد دماغی ایک دوسرے کے رشک کی شکوہ سنج نہین ہوتی۔ تمھارا رفیق جام مے ہے اور خمیازہ یعنی انتظار شراب مین انگڑائیان لینا میرا انیس ہے۔ بس چلئے دونون برابر ہوگئے۔ نہ تمھین فرصت نہ ہمین۔

جوہر آئینہ جز رمز سر مژگان نہین　　　آشنا کے ہمدگر سمجھے ہے ایما آشنا

جوہر آئینہ کوئی چیز نہین ہو یہ میرے معشوق کے سر مژگان کے رموز ہین۔ آشنا کے اشارے آشنا ہی خوب سمجھتا ہو وہ آئینہ آشنا ہو لہذا اس کی مژگان کے اشارے آشنا خوب سمجھ رہا ہے۔

ربط یک شیرازۂ وحشت ہین اجزاے بہار　　　سبزہ بیگانہ صبا آوارہ گل نا آشنا

بہار اجزاے وحشت کے شیرازہ کا ربط ہے۔ یعنی بہار کی وجہ سے چند اجزاے وحشت جمع ہوگئے ہین۔ کیونکہ سبزہ بیگانہ ہے۔ صبا آوارہ ہے۔ گل نا آشنا ہے۔ بقول سعدی رح ؎

چار طبع مخالف و سرکش
چند روزے بوند باہم خوش

سبزہ بیگانہ سبزہ خودرو کو کہتے ہین۔ صبا کو آوارہ مضطرب لکھتے ہین۔ پھول نا آشنا ہے۔

نشہ میں گم کردہ راہ آیا وہ مست فتنہ خو آج رنگ رفتہ دور گردش ساغر ہوا

وہ مست فتنہ خو راہ بھول کر نشہ میں آج میری بزم میں آگیا اور اسی کی وجہ سے میرا وہ رنگ جو مدتوں سے اڑ گیا تھا آج دور گردش ساغر بن گیا یعنی دور ساغر میں ایک رنگ پیدا ہو گیا۔

زہد گردیدن ہی گرد خانہ ہاے منعمان دانہ تسبیح سے مین مہرہ در ششدر ہوا

زہد کے معنی صرف یہ ہین کہ چند منعمون کے گھرون کے گرد گھوما کریں۔ جب سے مین نے تسبیح سنبھالی ہے اس وقت سے وہ مہرہ بن گیا ہون جو ششدر مین پھنس جاتا ہی۔ واضح ہو کہ مہرہ جب ششدر مین پھنس جاتا ہے تو رہائی غیر ممکن ہو جاتی ہو اور وہ پھر نکل نہیں سکتا ہے مگر اس وقت کہ حریف خود اس کو نکال دے۔

اے بہ ضبط حال نا افسردگان جوش جنون نشہ مے ہو اگر یک پردہ نازک تر ہوا

اے وہ شخص کہ تو ہم افسردہ لوگون کا حال ضبط کر رہا ہی یعنی اس کو لکھ رہا ہو یا دیکھ رہا ہے تجھے کچھ معلوم بھی ہی جنون وہ چیز ہے کہ اگر ہلکا سا ہوا اور اس کا اک نازک پردہ پڑا ہو تو وہ نشہ مے ہے یعنی بہت لطیف اور عمدہ چیز ہو یا اس مین بھی وہ خواص موجود ہین جو نشے مین ہوا کرتے ہین۔

اس چمن مین ریشہ واری جس نے سر کھینچا اسد تر زبان لطف جام ساقی کوثر ہوا

اے اسد اس چمن مین یعنی دنیا مین یا باغ شعر مین جس نے ریشہ نخل کی طرح وسعت پیدا کی وہ ساقی کوثر کی تعریف پر ضرور آمادہ ہوا۔ یا ساقی کوثر کا فیض اس کو ضرور پہونچا۔

دود میرا سنبلستان سے کرے ہی ہمسری بسکہ شوق آتش گل سے سراپا جل گیا

چونکہ مجھے شوق آتش گل نے جلایا تھا اس واسطے میرا دھوان سنبلستان کی طرح نکلتا ہے اور یہ اثر ہے اسی جلنے کا۔

شمع رویان کے سر انگشت حنائی دیکھکر غنچہ گل پرفشان پروانہ آسا جل گیا

شمع رویوں (معشوقوں) کی مہندی لگی انگلیوں کی پور دیکھ کر غنچہ گل رشک سے پروانے کی طرح پروں کو پھڑپھڑاتا ہوا جل گیا۔ پروانہ کو غنچہ سے اس لحاظ سے تشبیہ دی گئی کہ دونوں میں تشبیہ کی وجہ پر موجود ہیں۔ غنچہ کے پر وہی اس کی پتیاں ہیں جو اس میں موجود ہیں۔

تا کجا افسوس گرمی ہائے صحبت اے خیال ‏ ‏ دل ز آتش خیزی داغ تمنا جل گیا

اے خیال تو اس گرمی صحبت کا کہاں تک افسوس کیا کرے گا میرا دل داغہائے تمنا کی آتش خیزی سے خاک ہو کر رہ گیا ہے۔

ہو اسد بیگانۂ افسردگی اے بیکسی ‏ ‏ دل ز انداز تپاک اہل دنیا جل گیا

اسد افسردگی سے بیگانہ ہو۔ یعنی اس میں افسردگی نہیں ہے۔ اے بیکسی اس کے دل کو تپاک اہل دنیا نے جلا دیا ہے۔ اسی شعر کو صاف کر کے یوں کہا گیا ہے لہذا جو اس کی شرح ہو وہی اس کی ہے

میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالب کہ دل
دیکھ کر طرز تپاک اہل دنیا جل گیا

جاں دادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے ‏ ‏ یاں عرصۂ تپیدن بسمل نہیں رہا

جو لوگ کہ جان دے رہے ہیں اُن کا حوصلہ یہی ہو کہ ان کے زمانہ فرصت کو فنا کر رہا ہے اسی لئے اس میدان میں تپیدن بسمل کا عرصہ نہیں رہا یعنی جو جاں دادہ ہیں اُن کے حوصلہ نے انھیں تڑپنے کی بھی مہلت نہیں دی اور دم بھر میں ختم کر دیا۔

اے آہ میری خاطر وابستہ کے سوا ‏ ‏ دنیا میں کوئی عقدہ مشکل نہیں رہا

اے آہ دنیا میں ایک میرا دل ہی ایسا ہے کہ اس میں کشادگی پیدا نہیں ہوئی ورنہ کوئی عقدہ ایسا نہیں جو حل نہ ہوا ہو اور جس میں کشادگی اور واشدگی کی صورت نہ پیدا ہوئی ہو۔

ہر چند میں ہوں طوطی شیریں سخن ولے ‏ ‏ آئینہ آہ میرے مقابل نہیں رہا

یعنی مین اگرچہ طوطی شیرین سخن ہون مگر وہ طوطی کہ اسکے سامنے کبھی آئینہ نہین رہا کہ وہ کچھ باتین کرتا مطلب یہ ہو کہ مین کامل ہون مگر مجھے اپنے کمالات دکھانے کا کبھی کوئی موقعہ نہین ملا۔

انداز نالہ یاد ہین سب مجکو پر اسد جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہین رہا

انداز نالہ سب مجکو یاد ہین مگر سب بیکار ہین اس واسطے کہ مجھے جس دل پر ناز تہا اب وہ دل ہی نہین۔

خلوت آبلۂ پا مین ہے جولان میرا خون ہو دل تنگی وحشت سے بیابان میرا

میرا جولان جنون خلوت آبلۂ پا کے لئے محدود ہو کر رہ گیا ہے اور گویا میرا بیابان میری تنگی وحشت سے خون ہوگیا ہو یعنی وہ بیابان جو میرے جولان وحشت کے لئے مخصوص تہا وہ اب آبلہ پا مین آگیا ہے۔ اور ظاہر ہو کہ آبلہ پا مین سوا ے خون کے اور کچھ بھی نہین ہے، یہ صرف ایک خیالی مضمون ہو۔

ذوق سرشار سے بے پردہ ہو طوفان میرا موج خمیازہ ہی ہر زخم نمایان میرا

اپنے ذوق سرشار یعنی تمام تر جوش سے میرے دل کا طوفان بالکل بے حجاب ہوگیا ہے اور میرا ہر زخم نمایان اس طوفان کی ایک موج خمیازہ ہو گویا طوفان دلی موج سے انگڑائیان لے رہا ہے اور اپنے ذوق سرشار کی وجہ سے بالکل عریان نظر آتا ہو۔

بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسد دے نے برباد کیا پیرہنستان میرا

گلزار سے مجھے اپنے یوسف کی بو آتی تھی مگر افسوس ہے کہ اے اسد خزان نے اس کو برباد کردیا۔ گلزار ایک پیرہنستان تھا اور یہ مشہور ہے کہ پیرہن یوسف کی حضرت یعقوب نے دور سے بو سونگھی تھی۔

بت پرستی ہی بہار نقشبند یہاے دہر ہر صریر خامہ مین اک نالۂ ناقوس تھا

زمانہ کی نقش بندی گویا کہ بت پرستی ہے اور حالت نقاشی مین گردش تعلیم سی جو آواز نکلتی ہے وہ گویا صداے ناقوس ہی۔

کل اسد کو ہم نے دیکھا گوشۂ میخانہ مین دست بر سر سر بزانوے دل مایوس تھا

ہم نے کل اسد کو اس حالت مین گوشۂ میخانہ مین دیکھا کہ افسوس اور تحسر سے دست بر سر اور سر بزانو تھا۔ یہ شعر ایک تصویر ہی نہ معلوم کیونکر انتخاب کی زد مین آگیا۔

نہین ہی باز گشت سیل غیر از جانب دریا ہمیشہ دیدہ گریان کو آب رفتہ در جو تھا

رو کی باز گشت ہمیشہ دریا کی طرف ہوا کرتی ہے اور اکثر دریا ہی سے سیلاب آتا بھی ہے اسی وجہ سے کہتا ہے میری چشم گریان گویا ایک دریا ہے جس سے ہمیشہ سیلاب اٹھتا ہے اور اسی کی طرف پلٹ جاتا ہی اور یہ سلسلہ جاری ہی۔

رہا نظارہ وقت بے نقابیہا بخود لرزان سر شک آگین مژہ سے دست از جان شستہ ابرو تھا

میرا نظارہ بحالت بے نقابی بھی لرزتا رہا اور اس کی طرف دیکھ نہ سکا گویا کہ سرشک آلودہ پلکون سے میرا ابرو دست از جان شستہ تھا۔

رکھا غفلت نے دور افتادۂ ذوق فنا ورنہ اشارت فہم کو ہر ناخن بریدہ ابرو تھا

ہماری غفلت نے ہم کو ذوق فنا سے دور رکھا ورنہ دنیا مین جو ناخن بریدہ تہا وہ اشارہ سمجھنے والے کے لئے ایک ابرو کا کام دے رہا تھا۔ جو فنا ہونے کے لئے اشارے کر رہا تھا۔

اسد خاک در میخانہ اب سر پر اڑاتا ہون گئے وہ دن کہ پانی جام مے کا تا بزانو تھا

اے اسد اب میخانہ کے دروازے کی خاک اڑاتا ہون یعنی بدنصیبی اور کربت کا زمانہ ہی وہ زمانہ گیا جبکہ جام مے کا پانی میرے زانو تک چڑھا ہوا تھا۔ یعنی وہ زمانہ رخصت ہو گیا جب عشرت و فراغت حاصل تھی۔

بحسرت گاہ ناز کشتۂ جان بخشئ خوبان خضر کو چشمۂ آب بقا سے تر جبین پایا

معشوقون کی جان بخشی کے کشتون کی حسرت گاہ ناز مین خضر کو چشمۂ آب بقا سے شرمندگی حاصل ہو رہی ہے یعنی وہ لوگ جو معشوقون کی انداز مسیحائی پر مرتے ہین اُن کی حسرت گاہ ناز اس چشمۂ آب حیات سے اچھی ہے جو حضرت خضر کو حاصل ہے

اسد کو پیچ و تاب طبع برق آہنگ مسکن سے   حصارِ شعلۂ جوالہ مین عزلت گزین پایا

اسد کو وہ پیچ و تاب طبع ہے کہ برق مین مسکن بنانے کا ارادہ رکھتا ہے اسی سبب سے وہ شعلۂ جوالہ کے قلعہ مین گوشہ نشین رہتا ہے یعنی اپنی طبیعت کے پیچ و تاب سے ہمیشہ سوز غم مین مبتلا رہتا ہے۔

کرے گر فکر تعمیر خرابی ہائے دل گردون   نہ نکلے خشت مثل استخوان بیرون قالب ہا

اگر آسمان کہین یہ ارادہ کرے کہ ویران دلون کو تعمیر کرے تو یقینی اینٹ اس طرح سانچے سے باہر نہ نکلے جس طرح کہ ہڈی قالب جسم سے علیحدہ نہین نکلتی۔

عیادت ہائے طعن آلود یاران زہر قاتل ہے   رفوئے زخم کرتی ہے بنوک نیش عقرب ہا

میرے احباب جو میری عیادت کے لئے آتے ہین اور مجھے مطعون کرتے ہین یا ان کی عیادت مین جو ایک قسم کی منافقت شامل ہے وہ زہر قاتل کا کام کرتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے وہ عیادت زخم کا رفو تو کرتی ہے مگر بچھو کے ڈنک کی نوک سے رفو کرتی ہے جو اور زیادہ باعث اذیت ہے

اسد کو بت پرستی سے غرض درد آشنائی ہے   نہان ہین نالۂ ناقوس مین در پردہ یارب ہا

اسد جو بت پرستی کرتا ہے اس بت پرستی سے اس کا مقصود یہ ہے کہ وہ درد آشنا ہو جائے اس کے نالۂ ناقوس مین شور یارب مخفی ہے۔ درد و غم مین اکثر یا رب یا اللہ وغیرہ اور اسی قسم کے کلمے منہ سے نکل جاتے ہین۔

بہ رہ مین شرم ہے باوصف شہرت اہتمام اس کا   نگین مین جون شرار سنگ ناپیدا ہے نام اس کا

اس کا اہتمام اُس کی غم خواری باوجود شہرت کے ہنوز پردۂ شرم مین ہے اور اس طرح اس کا نام نگینہ مین ناپید اور مخفی ہے جیسے کہ آگ پتھر مین ہوا کرتی ہے۔

سرِ کار تواضع تا خم گیسو رسانیدن بسانِ شانہ زینت ریز ہی دستِ سلام اسکا

اُس کی تواضع کا سروکار بس اتنا ہی ہے کہ وہ دیکھنے والے کو خم گیسو تک پہنچا دے بس اسی قدر اس کا کام ہے تو اس کے معنی یہ ہوے کہ وہ سلام کے لئے جب ہاتھ اٹھاتا ہے تو ہاتھ جو گیسو تک پہونچتا ہے وہ شانہ کی طرح زینت ریزی کرتا ہے یعنی خم گیسو کی اطلاع دیکر دنیا کو دلفریفتگی پر آمادہ کرتا ہے۔

مسی آلودہ ہی مہر نوازشنامہ پیدا ہے کہ داغ آرزوے بوسہ لایا ہی پیام اسکا

اس کے نوازشنامہ کی مہر مسی آلودہ ہو رہی ہے اور اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کا خط داغ آرزوے بوسہ کا پیغام لایا ہے۔ چونکہ مُہر بھی داغ سے مشابہ ہوتی ہے اس واسطے یہ اشارہ پیدا ہوتا ہے۔ مسی چونکہ ہونٹون پر لگائی جاتی ہے اس سے بوسہ کا اشارہ مفہوم ہوتا ہے گر صورت داغ مین۔

بہ امید نگاہ خاص ہون محمل کش حسرت مبادا ہو عنان گیر تغافل لطف عام اسکا

مین ایک نگاہ خاص کی امید پر محمل حسرت کھینچ رہا ہون یعنی حسرتین کر رہا ہون کہین ایسا نہو کہ اس کا لطف عام اس کو تغافل پر آمادہ کر دے یعنی وہ یہ سمجھے کہ سب مین یہ بھی شریک ہے پھر نگاہ خاص کی احتیاج کیا ہے۔ عنان گیر اور محمل کش حسرت دونون الفاظ مناسب ہین۔

لڑادے گر وہ بزم مےکشی مین قہر و شفقت کو بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اسکا

اگر شراب نوشی کی محفل مین وہ مہربانی اور قہر دونون کو لڑادے۔ یعنی دونون سے کام لے تو بلا شک اس کا ایک جام زندگی کے سو پیمانے بھردے۔ یعنی

اُس کی ایک مہربانی سو قہر پیدا کرے۔

اسدؔ سودائے سر سبزی سے ہے تسلیم رنگیں تر
کہ کشت خشک اس کا ابر بے پروا خرام اس کا

اے اسد سرسبزی کے خیال سے تسلیم کا شیوہ بہت بہتر ہے اور حصول مقصد کی تمنا سے ناامیدی اور ناکامی کا طریقہ اچھا ہے کیونکہ اس حالت مین دونون کا تقابل ہو جائے گا ادہر اس کا کھیت خشک ہوگا اور ادہر اس کا ابر بے پروا خرام ہوگا۔ نہ اس کو اس کی خواہش ہوگی اور نہ اس کو اس کی تمنا ہوگی۔

یاد روزے کہ نفس در گرد یارب تہا
نالۂ دل بکمر دامن قطع شب تہا

وہ بھی کیا دن تھے کہ جب ہماری ہر سانس پر یارب یارب کا ہنگامہ برپا رہتا تہا۔ یعنی غم سے ہر وقت یارب تو ہے یارب تو ہے کہا کرتے تھے اور ہمارے دل کا نالہ وہ دامن بنا ہوا تہا جو مسافر کمر سے باندھ لیتے ہین۔ گویا ہماری رات ہمارے لئے ایک ناپیدا کنار جنگل تھی اور ہم اُس کے قطع کرنے کے لئے نالہ کا دامن کمر سے باندھے ہوے تھے اور اس وسیع صحرا مین راہنوردی کر رہے تھے۔

بہ تحیر کدۂ فرصت آرایش وصل
دلِ شب آئینہ دار تپش کوکب تہا

آرایش وصل کی فرصت گویا ایک حیرت کدہ تھی جس مین رات کا دل تارون کے تڑپنے کا آئینہ دار تہا۔ تارون کی تڑپ وہی حالت جو ان مین ہر دیکھنے والے کو معلوم ہوا کرتی ہے۔

بہ تمنا کدۂ حسرت ذوق دیدار
دیدہ کو خون ہو تماشا بہ چمن مطلب تہا

حسرت ذوق دیدار کے تمنا خانہ مین آنکھ کو خون ہونا منظور تہا مگر مقصد یہی تہا کہ چمن کا تماشہ کرے۔ اس صورت مین چاہے کچھ بھی سر پر گزر جائے۔

پردۂ دردِ دل آئینۂ صد رنگ نشاط　　بخیۂ زخم جگر خندۂ زیر لب تھا

درد دل ایک پردہ تھا جو خوشی کے سو رنگون کا آئینہ دار بنا ہوا تھا اور زخم جگر کا بخیہ خندۂ زیر لبی کا کام دیتا تھا۔

نالہا حاصل اندیشہ کہ چون کشت سپند　　دل ناسوختہ آتش کدۂ صد تب تھا

میری فکر اور میرے اندیشہ کا ماحصل نالہ تھا۔ کیونکہ کالے دانے کے کھیت کی طرح میرا دل ناسوختہ سیکڑون تب و تاب کا مخزن تھا گویا وہ ایک آتش کدہ تھا۔

مطلب یہ ہو کہ میری ہر فکر کا حاصل نالہ ہے جیسے کہ سپند کا کھیت کہ گو وہ جلا نہین ہے۔ مگر اس کا حاصل یہی ہے کہ اس کا ہر دانہ جلایا جاے یہ ظاہر ہو کہ کالا دانہ دفع نظر بد کے لئے جلاتے ہین۔

عشق مین ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا　　ورنہ جو چاہئے اسباب تمناسب تھا

کچھ ہمین نے عشق مین ضد اور ابرام سے ہمیشہ پرہیز کیا ورنہ جو چاہئے وہ اسباب تمناسب موجود تھا اور کرتے تو ابرام کر سکتے تھے۔

آخر کار گرفتارِ سر زلف ہوا　　دل دیوانہ کہ وارستہ ہر مذہب تھا

صاف شعر ہو کہ میرا دل دیوانہ کسی مذہب اور ملت کی پروانہ کرتا تھا اور آزاد تھا مگر آخر کار اس کو گرفتار زلف ہونا پڑا۔

شوق سامانِ فضولی ہو وگرنہ غالب　　ہم مین سرمایۂ ایجاد تمنا کب تھا

شوق کی وجہ سے یہ تمام سامان فضول جمع ہوتے ہین اور یہ ہم کو پریشان کرتا ہے ورنہ اے غالب اصل واقعہ یہ ہے کہ ہم مین کبھی ایجاد تمنا کا مادہ تھا ہی نہین یہ جو کچھ فضولیات ہین سب شوق کی بدولت ظہور مین آئی ہین۔

شب کہ دل گرم خیال جلوہ جانانہ تھا　　رنگ روے شمع برق خرمن پروانہ تھا

کل رات کو جب دل جلوۂ معشوق کے خیال مین سرگرم تھا اس وقت شمع کا رنگ روٗ خرمن پروانہ کے لئے برق خرمن بنا ہوا تھا- اس سے دو مطلب نکل سکتے ہین ایک یہ کہ خیال جلوہ ایک برق خاطف تھا اور میرا دل خرمن پروانہ بنا ہوا تھا- دوسرے یہ کہ میرے اس خیال کا اثر سب پر محیط تھا اور اسیوجہ سے رنگ روے شمع خرمن پروانہ کے لئے برق بن گیا تھا-

شب کہ باندھا خواب مین آنیکا غافل نے حنا
وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا

رات جو اُس غافل نے خواب مین آنے کا عہد کیا تھا وہ ایک افسون تھا اور اُس نے میرے حق مین افسانے کا کام دیا تھا- یعنی اس کا وعدہ سنتے ہی مجھے نیند آگئی-

دود کو آج اسکے ماتم مین سیہ پوشی ہوئی
وہ دل سوزان کہ کل تک شمع ماتم خانہ تھا

آج دھوان اس دل کے ماتم مین سیہ پوش ہو رہا ہے جو دل سوزان کل تک شمع ماتم خانہ بنا ہوا تھا- یہ شعر گویا اس شعر کی شرح مین کہا گیا ہے ؎

شمع جلتی ہے تو اُس مین سے دُھوان اُٹھتا ہے
شعلۂ حُسن سیہ پوش ہوا میرے بعد

ساتھ جنبش کے بیک خاستن طے ہو گیا
تو کہے صحرا غبار دامن دیوانہ تھا

ادھر مین نے جنبش کی اور اٹھا اور ادھر صحراے زیست یا صحراے وحشت یا مطلق صحرا کی تمام مسافت طے ہو گئی گویا کہ صحرا صحرا نہ تھا بلکہ دامن دیوانہ کا ایک غبار تھا جو ایک ذراسی جنبش مین ختم اور طے ہو گیا ؎

یک قدم وحشت سے درس دفتر امکان کھُلا
جادہ اجزاے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا

دیکھ اُسکے ساعد سیمین و دست پُر نگار
شاخ گل جلتی تھی مثل شمع گل پروانہ تھا

اُس کے ساعد سیمین اور دست رنگین کو دیکھ کر رشک سے شاخ گل شمع کی مانند جل رہی

تھی اور گل شل پروانہ بنا ہوا تھا۔ جیسے ساعد سیمین کو شاخ گل سے اور دست نگارین کو گل سے تشبیہ دی ہے اسی طرح شاخ گل کو شمع اور گل کو پروانہ شمع سے تشبیہ دی گئی ہے شاخ گل میں وجہ شبہ درازی اور پھول میں جو شمع میں بھی موجود ہیں بوجہ شعلہ اور گل شمع کے پروانہ میں اور گل میں وجہ شبہ پتیاں ہیں چونکہ پروانہ میں پر اور پھولوں میں پتیاں ہیں اس لئے تشبیہ دی گئی ہے۔

بسکہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا　　چاک موجِ سیل تا پیراہنِ دیوانہ تھا

چونکہ دیوانہ کے جوش گریہ کی وجہ سے ویرانہ زیر و زبر ہو رہا تھا اس لئے سیلاب کی موج کا چاک گریبان دیوانہ کے پیراہن تک پہونچ گیا تھا۔ یعنی اس قدر رویا تھا کہ سیل اشک تا بہ زانو پہونچ گئی تھی۔

وصل میں بخت رسا نے سنبلستاں گل کیا　　رنگ شب تہ بندیِ دودِ چراغ خانہ تھا

شب وصل میں میرے بخت کی رسائی نے سنبلستان پیدا کر دیا تھا اسی کی وجہ سے رنگ چراغ خانہ کی تہ بندی معلوم ہوتا تھا گویا رنگ شب رنگ شب نہ تھا بلکہ وہ پھیلا ہوا دھواں تھا۔ جو شمع خانہ یا چراغ خانہ کی وجہ سے پریشان ہوا۔

موسم گل میں مے گلگوں حلال میکشاں　　عقدِ وصلِ دخترِ رز انگور کا ہر دانہ تھا

موسم گل میں مے گلگوں میکشوں کے لئے حلال ہو کیونکہ یہ حلال زادی ہے اسلئے انگور کا ہر دانہ گویا کہ دخترِ رز کا عقد تھا پھر جب عقد ہو گیا تھا تو اس سے جو چیز پیدا ہوئی وہ یقیناً حلال ہے۔ میر سوز کا ایک شعر ہے ؎

یہ دخترِ رز حرام زادی مُردار
مینا بازار کی ہے رہنے والی

انتظارِ جلوۂ کاکل میں ہر شمشادِ باغ　　صورتِ مژگانِ عاشق صرفِ شانہ تھا

اس جلوۂ کاکل کے انتظار میں باغ کا ہر شمشاد عاشق کے مژگان کی طرح شانہ بننے کی تمنا

مین محو تھا یعنی چاہتا تھا کہ شانہ بن جاؤن اور اُس کے جلوہ کاکل تک رسائی ہو۔

حیرت اپنی نالۂ بیدار سے غفلت بنی　　راہ خوابیدہ کو غوغائے جرس افسانہ تھا

میری حیرت میرے اس نالہ کی وجہ سے جس مین درد شامل نہ تھا غفلت کی صورت مین آ گئی یعنی اس کی گرانی بڑھ گئی گویا غوغاے جرس نے راہ خفتہ کے حق مین افسانہ کا کام دیا اور اس خواب کو اور سنگین بنا دیا مطلب یہ ہو کہ نالہ بھی مفید مطلب نہوا بلکہ الٹا ضد بن گیا۔

کو بہ وقت قتل حق آشنائی اے نگاہ　　خنجر زہراب دادہ سبزہ بیگانہ تھا

اے نگاہ تو نے جو مجھے قتل کیا یہ تو خوب کیا لیکن یہ تو بتا کہ وہ حق آشنائی کہان ہو جو مجھ مین اور تجھ مین تھا کیونکہ تو نے مجھے زہراب دادہ خنجر سے قتل کیا اور خنجر مشابہ تھا سبزۂ بیگانہ سے تو گویا از راہ بیگانگی قتل کیا لہذا مجھے یہ کہنے اور پوچھنے کا حق ہے کہ وہ حقوق آشنائی کیا ہوے۔

جوش بے کیفیتی ہو اضطراب آرا اسد　　ورنہ بسمل کا تڑپنا لغزش مستانہ تھا

چونکہ اس مین بے کیفیتی ہو یعنی اس مین کوئی کیفیت نہین ہو اس واسطے باعث اضطراب ہے ورنہ دراصل بسمل کا تڑپنا لغزش مستانہ ہوتا۔ یعنی اس مین اگر کوئی خاص کیفیت ہوتی تو یہ بڑی لطیف چیز تھی۔

شکوۂ یاران غبار دل مین پنہان کردیا　　غالب ایسے گنج کو شایان یہی ویرانہ تھا

یارون کا شکوہ دل کے غبار مین پوشیدہ کر لیا ہو۔ اے غالب واقعی یہ ایک خزانہ تھا اور دراصل اس کو ایسے ہی ویرانے کی ضرورت بھی تھی۔

اے اسد رویا جو دشت غم مین مین حیرت زدہ　　آئینہ خانہ ہجوم اشک سے ویرانہ تھا

اے اسد مین حیرت زدہ جو دشت غم مین رو دیا تو ہجوم اشک کی وجہ سے ویرانہ ایک آئینہ خانہ

بن گیا۔ پانی کی سطح کو آئینہ خانہ سے تشبیہ دی ہی اور یہ بہترین اور مکمل تشبیہ ہی۔

فسان تیغ ناز قاتلان سنگجراحت ہے   دل گرم تپش قاصد ہی پیغام تسلی کا

سنگ فسان وہ پتھر جسپر دھار رکھتے ہین۔ کہتے ہین کہ قاتلون کی تیغ ناز کا سنگ فسان عاشق کیلئے سنگجراحت کا کام دیتا ہی۔ سنگجراحت کی خاصیت ہے کہ وہ زخم کو خشک کرتا اور بھرتا ہی۔ اور دل گرم تپش گویا ایک قاصد ہی جو گرم روی سے چل رہا ہی اور پیغام تسکین لا رہا ہے۔

یکگام بیخودی سے لوٹین بہار صحرا   آغوش نقش پا مین کیجیے فشار صحرا

ایک قدم حالت بیخودی مین چل کر صحرا کی بہار لوٹین اور آغوش نقش پا مین پورے صحرا کو لیکر دبا دین۔

اے آبلہ کرم کر یان رنجہ اک قدم کر   اے نور چشم وحشت اے یادگار صحرا

اے آبلے اے نور چشم وحشت اے یادگار صحرا جنون آ میرے قدم مین آ اور قدم رنجہ کر کے مجھے ممنون منت کر۔

دیوانگی اسد کی حسرت کش طرب ہے   در سر ہوائے گلشن در دل غبار صحرا

اسد کی دیوانگی کو طرب اور خوشی کی حسرت اور تمنا ہے اس کے سر مین گلشن کی ہوا ہی اور دل مین صحرا کا غبار یعنی خواہش بھری ہوئی ہے یعنی وہ چاہتا ہے کہ آزادانہ صحرا گردی کرے جو اس کی عین خوشی اور مسرت ہی۔

وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردون کو کیا رام کیا
رشتۂ چاک جیب دریدہ صرف قماش دام کیا

ہمارا صیاد خود وحشی بنا اور اس نے ہم وحشیون کو اپنا مطیع بنا لیا۔ چونکہ وہ وحشی تھا لہذا اس نے گرفتار کرنے کی ترکیب بھی ایسی ہی سوچی کہ چاک جیب دریدہ کا رشتہ

پوشاک دام مین صرف کیا۔

عکس رُخ افروختہ تھا تصویر بہ پشت آئینہ

شوخ نے وقت حسُن طرازی تمکین سے آرام کیا

اُس کا دہکتا ہوا روشن رخسارہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پشت آئینہ پر تصویر معلوم ہوتی ہے گویا اس شوخ نے اپنی حسُن طرازی کے وقت تمکین کو چھوڑ دیا تھا۔

مُہر بجائے نامہ لگائی برلب پیک نامہ رسان

قاتل تمکین سنج نے یون خاموشی کا پیغام دیا

میرے قاصد کو اُس نے خط تو نہ دیا مگر اُس کے لب پر مُہر لگا دی قاتل تمکین سنج نے اس اشارے سے گویا کہ خاموش رہنے کا پیغام بھیجا ہی۔

شام فراق یار مین جوش خیرہ سری سے ہم نے اسد

ماہ کو در تسبیح کواکب جائے نشین امام کیا

اے اسد ہم شام فراق یار مین اختر شماری کرتے وقت اپنی خیرہ سری کے جوش مین یہ سمجھے کہ تسبیح پڑھ رہی ہین اور اس تسبیح مین چاند امام ہے باقی اور ستارے دانے ہین

عیادت سے اسد مین بیشتر بیمار رہتا ہون سبب ہے ناخن دخل عزیزان سینہ خستن کا

اے اسد مین اپنے اُن عزیزون سے جو میری عیادت کے لئے آتے رہتے ہین اور بھی زیادہ بیمار رہتا ہون گویا دخل عزیزان ایک ناخن ہے جو بہت زیادہ میری سینہ خراشی کرتا ہی۔

عشق تر سا بچہ و ناز شہادت مت پوچھ کہ کلہ گوشہ بہ پرواز پہ ترسر آیا

ایک ترسا بچہ کا عشق اور اُس پر شہادت کا ناز۔ کیا اس افتخار کی حالت پوچھتا ہے۔ یون سمجھ کہ گوشۂ کلاہ پرواز پر تیری بلندی پر جا پہونچا۔ یعنی انتہائی سربلندی حاصل ہوئی۔

اے خوشا ذوقِ تمنائے شہادت کہ اسدؔ بے تکلف پئے سجودِ خمِ شمشیر آیا

اے اسدؔ تمنائے جوشِ شہادت کا مجکو کتنا ذوق وشوق تہا کہ بے تکلف خمِ شمشیر کے سجدہ کرنے کے لئے آگیا۔

سیرِ آنسوئے تماشا ہے طلب گارون کا خضر مشتاق ہے اس دشت کے آوارون کا

تیرے طلب گارون کا مقام سیر وہ ہے جو آنسوئے تماشا آباد ہے۔ خضر اُس جنگل کے آوارون کی ملاقات کا مشتاق اور آرزومند ہے۔ سیرِ آنسوئے تماشا دیسی ہی ترکیب اور ویسی ہی تخئیل ہے جیسے کہ عدم سے پرے۔

دادخواہِ تپش و مہرِ خموشی بر لب کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیمارون کا

تپش کی دادخواہی کرنا چاہتے ہین اور حالت یہ ہے کہ خموشی کی مُہر لب پر لگی ہوئی ہے کچھ کہہ سکتے نہین ہین تو اس حالت مین اُن کا جامۂ کاغذی جو دادخواہی کا نشان ہے گویا کاغذِ سرمہ بن گیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سرمہ خاموش کر دیتا ہے۔

وحشتِ نالہ بہ واماندگیٔ وحشت ہے، جرسِ قافلہ یان دل ہے گرانبارون کا

چونکہ وحشت واماندہ ہوگئی ہے اس لئے اب نالہ کی وحشت اُس پر سوار ہے گویا گرانبارون کا دل جرسِ قافلہ ہے کہ وہ واماندگیٔ وحشتِ نالہ مین گرفتار ہوتے ہین۔

پھر وہ سوئے چمن آتا ہے خدا خیر کرے رنگ اُڑتا ہے گلستان کے ہوادارون کا

وہ ظالم پھر چمن کی طرف آرہا ہے۔ خدا معلوم اب کیا گل کھلائے گا۔ خیر خواہانِ گلشن کا رنگ اُڑا جاتا ہے کہ دیکھیے اب کیا ہوگا۔

جلوہ مایوس نہین دل نگرانی غافل چشمِ اُمید ہے روزن تری دیوارون کا

اے غافل دل نگرانی کی ضرورت ہے کہ وہ جلوہ ہے کچھ یا یوس نہین ہی کیونکہ تیری دیوار کا روزن تک چشم بینا کا کام کرتا ہے اس طرح سے میرا انتظار یا یوس جلوہ نہین ہے۔

اسد اے ہرزہ درا نالہ بہ غوغا تا چند — حوصلہ تنگ کر بے سبب آزاروں کا

اے ہرزہ درا (بیہودہ گو) اسد یہ نالہ کرکے تو کیون شور مچا رہا ہی اور کیون غوغا کرکے اُن لوگون کا جو بے سبب آزار ہین حوصلہ تنگ کئے دیتا ہے۔

عیادت سے زبس ٹوٹا ہی دل یاران غمگیں کا — نظر آتا ہی موئے شیشہ رشتہ شمع بالین کا

میری عیادت کرنے سے میرے یاران غمگین کا بچونکہ بہت زیادہ دل ٹوٹا اور دل شیشہ کی مانند ہوتا ہی تو اب شمع بالین کا رشتہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے شیشہ مین بال پڑ گیا ہو

بجائے غنچہ وگل ہی ہجوم خار و خس یا تنگ — کہ صرف بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچین کا

فی زمانا غنچہ وگل کی جگہ کوڑے کباڑ اور خار و خس کا ہجوم یہان تک ہی کہ گلچین کا خندہ بخیۂ دامن کے کام آ رہا ہے یعنی دامن مین گل و غنچہ کی جگہ اس کا خندہ ہی یعنی دامن خالی پر گلچین قہقہے لگا رہا ہے۔

نصیب آستین ہی حاصل روئے عرق آگین — چنی ہی کہکشان خرمن سے مہ کے خوشۂ پرین کا

اُس کے روئے عرق آگین کا عرق آستین کو نصیب ہوتا ہی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کہکشان خرمن ماہ سے پروین کے خوشے چن رہا ہو۔

اس شعر مین تین تشبیہین ہین۔ خرمن ماہ سے روئے یار کو اور کہکشان سے آستین اور پروین سے قطرہ ہائے عرق کو تشبیہ دی ہی۔ خرمن ماہ مسلمات شعرا سے ہے پروین ستارہ ہائے معروف جو گچھے کی صورت آسمان پر نمودار ہوتے ہین۔

اسد ارباب فطرت قدر دان لفظ و معنی ہین — سخن کا بندہ ہون لیکن نہین مشتاق تحسین کا

اے اسد اہل دنیا لفظ اور معنی کے قدر دان ہین شعر و شاعری کا تو دل سے غلام ہون مگر

تمکنت اور غرور کا مشتاق نہیں ہوں اور یہ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا — رشتہ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا

خدا کے نام کے ورد سے ہمکو بتوں کا دیدار حاصل ہو گیا اس ورد خوانی کے عالم میں جو تسبیح پڑھی اس کا تاگا ہمارے واسطے جادۂ منزل بن گیا۔

محتسب سے تنگ ہے از بسکہ کارِ میکشاں — زر زمین جو انگور نکلا عقدۂ مشکل ہوا

چونکہ محتسب کی ذات سے میکشوں کا کام بہت تنگ ہے اس لئے درخت انگور میں جو انگور پیدا ہوا وہ ایک عقدۂ مشکل بن کر رہ گیا یہ ظاہر ہے کہ انگور کو عقدۂ مشکل کہنا کسقدر لطیف ہے۔

وقت شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر — گوش نسرین عارضاں پروانۂ محفل ہوا

کل رات اس شمع رو کی آواز کے شعلہ پر اُن معشوقوں کا عارض جو نسرین کی طرح گوش رکھنے والے ہیں پروانۂ محفل بن گیا یعنی اس کی آواز سُن سُن کر بڑے بڑے حسین قربان ہو گئے۔

عیب کا دریافت کرنا ہے ہنرمندی اسدؔ — نقص پر اپنے ہوا جو مطلع کامل ہوا

اے اسدؔ عیب کا دریافت کر لینا بھی ہنر ہے یہ سمجھ لے کہ جو شخص اپنے نقص پر اور اپنے عیب پر مطلع ہو گیا۔ وہ شخص بڑا کامل ہو گیا۔

ہے تنگ ز واماندہ شدن حوصلۂ پا — جو اشک گرا خاک میں ہے آبلۂ پا

درماندگی اور کسل نے مجھ صحرا نورد کے حوصلۂ پا کو پست کر دیا ہے اور اب یہ حالت ہے کہ جو آنسو آنکھ سے گرتا ہے وہ پاؤں کا ایک آبلہ بن جاتا ہے اور برابر ہمت پست ہوتی چلی جاتی ہے۔

سر منزل ہستی سے ہے صحرا طلب دور — جو خط ہے کف پا پہ سو ہے سلسلۂ پا

ہستی کی منزل سے صحرائے طلب بہت دُور ہے یعنی سمجھ لو کہ کف پا کے اوپر جو خط ہے وہ پاؤن کے لئے ایک زنجیر ہے کہ چلنے سے روکتا ہے۔

دیدار طلب ہے دل واماندہ کہ آخر نوکِ سرِ مژگان سے رقم ہو گلۂ پا

میرے تھکے ہوئے اور واماندہ دل کو دیدار کی خواہش ہے مین چاہتا ہون کہ آخر کار میری شکستہ پائی کا گلہ میری نوکِ مژگان سے لکھا جائے تاکہ ادا فہم لوگ اس اشارے کو سمجھ لین اور معلوم کر سکین کہ میرے دل مین کیا حسرتین تھین۔ اس قسم کے شعر متقدمین بہت کہتے تھے چنانچہ مرزا ہی کے دو شعر یہ ہین ؎

مدفنِ عاشق سے اُگتی ہے جو کوسون تک حنا — کسقدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا

آنکھ کی تصویر سرنامہ پہ کھینچی ہے کہ تا — تجھپہ کھل جائے کہ مجھکو حسرتِ دیدار ہے

آیا نہ بیابانِ طلب کام و زبان تک تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا

میری طلب کا بیابان جو میرے دل مین پوشیدہ ہے وہ ہمیشہ دل ہی مین مستور اور منزوی رہتا ہے کبھی دل سے زبان تک نہین آتا یعنی اس کا گلہ یا بیان کبھی میری زبان تک نہین آتا جیسے کبھی پاؤن کا آبلہ تبخالۂ لب نہین بنتا ہے۔

فریاد سے پیدا ہے اسد گرمیٔ وحشت تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا

اے اسد میری گرمیٔ وحشت میری فریاد سے ظاہر ہو رہی ہے جس سے میرے لب پر چھالے پڑ گئے ہین گویا کہ میرے لبون کے چھالے آبلہ پا کے جرس ہین کہ ان سے ان کی گرمی کا حال کھلتا ہے۔

بسکہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہو گیا صفحۂ نامہ غلافِ بالشِ پر ہو گیا

چونکہ میرا کبوتر نامہ بر رسائی منزلِ مقصود سے عاجز ہو کر رہ گیا تو وہی خط کا کاغذ جو اس کے پاس تھا اس کے تکیہ پر کے لئے غلاف بن گیا۔ وہ اب کبوتر صرف ایک بالش پر کی صورت رکھتا ہے۔

صورتِ دیبا تپش سے میرے غرق خون ہے آج　　خارِ پیراہن رگِ نسترِ کو نشتر ہو گیا

صورت دیبا وہ صورتیں یا نقوش جو کپڑوں پر بناتے ہیں مطلب یہ ہے کہ میرے لباس کے کپڑوں پر جو پھول پتیاں بنی ہیں وہ میری تڑپ سے تمام خون میں ڈوبی ہوئی ہیں گویا کہ میرا خار پیراہن یعنی میری بیتابی رگ نسترن (چمیلی) کے لئے نشتر بن گئی ہیں۔

بسکہ آئینہ نے پایا گرمیٔ رخ سے گداز　　دامن تمثال مثل برگ گل تر ہو گیا

آئینہ میں محبوب کی تصویر تھی جس کی گرمیٔ رخسار نے آئینہ کو پگھلا دیا اور اس گداز سے تصویر کا دامن اس طرح بھیگ گیا جیسے پھول کی پتیاں تر ہو جاتی ہیں۔

شعلہ رخسارا تحیر سے تری رفتار کے　　خار شمع آئینہ آتش میں جوہر ہو گیا

اے شعلہ رخسار تیری رفتار کے تحیر سے خار شمع یعنی شمع کی بتی یا رشتہ شمع آئینہ آتش کے لئے جوہر بن گیا ہے گویا تیرے شعلۂ رخسار کا یہ اثر ہے کہ شمع کا خار آئینہ آتش۔ یعنی آتش میں جوہر بن گیا ہے۔

بسکہ وقت گریہ نکلا تیرہ کاری کا غبار　　دامن آلودۂ عصیان گران تر ہو گیا

ندامت عصیان سے گریہ کرنے کے وقت جو تیرہ کاری کا غبار دل سے نکلا اس سے اس دامن میں جو عصیان کی وجہ سے صرف تر تھا۔ اب اور بھی گرانی پیدا ہو گئی پہلے صرف تری اور نمی تھی اب گرانی بھی پیدا ہو گئی اور یہ شعر صادق ہو گیا ؎

رونے سے اور عشق میں بیباک ہو گئے
دھوئے گئے ہم ایسے کہ بس پاک ہو گئے

حیرت انداز رہبری عنانگیر اے اسدؔ　　نقش پائے خضر یاں سدِ سکندر ہو گیا

رہبر یا رہنما کے انداز کی حیرت میری عنانگیر ہے یعنی مجھے روک رہی ہے نقش پائے خضر میرے واسطے سد سکندر کا کام دے رہا ہے اور میں چلنے سے عاجز ہوں۔

گرفتاری مین فرمان خط تقدیر ہے پیدا کہ طوق قمری از ہر حلقہ زنجیر ہے پیدا

گرفتار ہونے کے بعد معلوم ہوتا ہو کہ یہ گرفتاری فرمان خط تقدیر سے ہوئی ہو اور ہر حلقۂ زنجیر سے قمری کے طوق کی تصویر نظر آتی ہو یعنی زنجیر کی خلقت اور آفرینش ہی اسبات پر مبنی تھی کہ قمری کو گرفتار کرے اور قمری کا طوق بنے۔

زمین کو صفحہ گلشن بنایا خون چکانی نے چمن بالیدنی ہا از رم نخچیر ہے پیدا

شکار زخم خوردہ جو رم کر رہا اور بھاگ رہا ہو اُس سے خون ٹپکتا جا رہا ہو اور یہی خون کے قطرے جو ٹپکتے جا رہے ہین وہ گل کی صورت مین ان سے زمین صفحۂ گلشن بنتی جاتی ہے تو گویا رم نخچیر نشو ونمائے چمن کا ترجمان ہو اور اُسی سے نشو ونمائے چمن کا حال معلوم ہوتا ہے۔

اگر وہ شوخ ہی طوفان طراز شوق خونریزی کہ در بحر کمان بالیدہ موج تیر ہے پیدا

شاید وہ شوخ خونریزی کے شوق کا طوفان اٹھا رہا ہے کہ کمان کے دریا مین موج تیر مین برابر تلاطم اور بالیدگی پیدا ہوتی جاتی ہو

نہین ہو کف لب نازک پہ فرط نشۂ مے سے لطافت ہا جوش حسن کا سر شیر ہے پیدا

اس کے لب نازک پر جوش نشۂ مے مین جو کف آ رہا ہو مین اُن کو کف نہ سمجھنا چاہئے بلکہ حسن کے جوش کی لطافت سے یہ بالائی کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔

عروج نا امیدی چشم زخم چرخ کیا جانے بہار بے خزان از آہ بے تاثیر ہے پیدا

چشم زخم چرخ کو نا امیدی کے عروج کا حال کیا معلوم۔ وہ کیا جانے کہ نا امیدی کا عروج کیونکر ہوتا ہو۔ اگر بہار بے خزان دیکھنا ہو تو ہماری آہ بے تاثیر کو دیکھے۔

اسد جس سے تق سے ذرپش فرسا ہون روز مین جراحت ہائے دل سے جوہر شمشیر ہے پیدا

اے اسد جس شوق سے ذرّے روزن میں تپان رہتے ہین بالکل اسی طرح میرے زخمون میں جوہر شمشیر تپان رہتا ہے۔

ہوا نہ مجھ سے بجز درد حاصلِ صیاد   بسانِ اشک گرفتارِ چشم دام رہا

صیاد نے مجھے گرفتار تو ضرور کیا مگر میری گرفتاری سے اس کو کچھ حاصل نہین ہوا بلکہ مین دام کی آنکھ (چشم دام۔حلقۂ دام) مین آنسو کی صورت سے رہا جس کا حاصل سوائے درد کے اور کچھ ہو ہی نہین سکتا۔

دل و جگر تفِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے   ولے ہنوز خیالِ وصال خام رہا

میرا دل اور میرا جگر فرقت کی آگ سے جل کر خاک ہو گئے مگر اب بھی خیال وصال جو ایک خیال خام تھا وہ اسی صورت سے آج بھی خیال خام ہے۔

دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا   کہ شب خیال مین بوسون کا اژدحام رہا

نہ معلوم مجھے کس کا دہان تنگ یاد آگیا تھا کہ رات خواب مین بوسون کا ہجوم میرے لبون پر رہا اور شب بھر بوسے لیا کیا۔

نہ پوچھ حال شب و روز ہجر کا غالب   خیالِ زلف و رخ دوست صبح و شام رہا

اے غالب کیا پوچھتا ہے کہ جدائی مین میرے شب و روز کیونکر گزرے سچ تو یہ ہے کہ اس کے زلف و رخسار کا خیال دن رات مجھے رہا کیا۔ رُخ کو صبح اور زلف کو شام سے تشبیہ دینا مسلمات سے ہے۔

سحر گر باغ مین وہ حیرت گلزار ہو پیدا   اُڑے رنگِ گل اور آئینہ دیوار ہو پیدا

صبح کے وقت اگر باغ مین وہ حیرت گلزار (معشوق) پہنچ جائے تو گل کا رنگ اُڑ کر ایک آئینہ دیوار بن جائے یعنی اُس کے جانے کا یہ اثر ہو کہ چمن مین حیرانی ہی حیرانی کا دور دورہ ہو۔

لگے گر سنگ سر پر یار کے دست نگارین سے　بجائے زخم گل بر گوشۂ دستار ہو پیدا

اگر یار کے دست نگارین سے سر پر پتھر لگے تو زخم کی بجائے گوشۂ دستار کے اوپر پھول پیدا ہونے لگے یعنی پتھر لگنے سے پیدا ہونا چاہئیے زخم مگر اس کے دست نگارین کا یہ اثر ہو کہ وہ زخم پھول کی صورت مین نمودار ہو۔

کرون گر عرض سنگینی کہسار اپنی بیتابی　رگ ہر سنگ سے نبض دل بیمار ہو پیدا

اگر کوہ کی سنگینی سے مین اپنی بیتابی کا اظہار کرون تو ہر پتھر سے ایک نبض دل بیمار پیدا ہو جائے۔ رگ سنگ سے مراد وہ لکیرین جو پتھر پر نمودار ہوتی ہین۔ نہایت ہی عمدہ شعر کہا ہے اگرچہ مراعات لفظی کا انبار ہے مگر مراعات اس حسن سے آجائین تو حسن شعر ہین ورنہ کچھ نہین۔

بہ سنگ شیشہ توڑون ساقیا پیمانۂ پیمان　اگر ابر سیہ مست از سوئے کہسار ہو پیدا

اے ساقی مین اپنے عہد و پیمان کا پیمانہ ابھی سنگ شیشہ سے (شیشہ سے کو سنگ کہا گیا) توڑتا ہون اگر ابر سیہ مست کہسار کی طرف سے رندان میخوار کی طرح جھومتا ہوا آئے۔

اسد مایوس مت ہو گرچہ رونے مین اثر کم ہے　کہ غالب ہے کہ بعد از زاری بسیار ہو پیدا

اے اسد نا امید نہو اگرچہ رونے مین اثر کم ہے کیونکہ بہت ممکن ہو کہ بہت سے رونے کے بعد اثر پیدا ہو جائے اس مین غالب کا لفظ گو معنی دے رہا ہے۔ مگر بھرتی ہے

آفت آہنگ ہے کچھ نالۂ بلبل ورنہ　پھول ہنس ہنس کے گلستان مین فنا ہو جاتا

آفت آہنگ۔ زہ نقصان رسیدہ چیز جس سے آفات و مصیبت عیان ہون مطلب یہ ہے کہ اپنی خیریت یا ہی کہ بلبل کے نالون سے کچھ آفت و مصیبت کے انداز ترشح ہوتے ہین اور گل اُن کو دیکھ کر یا سنکر کچھ نہ کچھ عبرت کرتا ہے ورنہ پھول کے انداز سے معلوم رہتا

کہ اگر اس کی خوشی پر نالۂ بلبل کے ملال کا اثر نہ پڑ جاتا تو وہ ہنس ہنس کر فنا ہو جاتا یعنی دنیا میں صرف خوشی ہی سے کام نہیں چلتا بلکہ ملال بھی ایک گونہ کام کرتا ہے۔

کاش ناقدر نہ ہوتا ترا انداز خرام　　　　میں غبار سر داماں فنا ہو جاتا

تیرا انداز خرام ناقدر ہے اور اگر کاش یہ ناقدر نہ ہوتا تو میں داماں فنا کا غبار ہو جاتا یعنی فنا ہو جاتا مطلب یہ کہ اگر اس بات کی امید ہوتی کہ تیرا خرام ناز کبھی میرے پامال کر دینے کی طرف راغب ہوگا تو میں فنا ہو جاتا۔ مگر یہ بھی امید نہیں ہے اس لئے میں ابتک خاک سر داماں فنا نہیں ہوا۔

یک شبہ فرصت ہستی ہے اک آئینۂ غم　　　　رنگ گل کاش گلستاں کی ہوا ہو جاتا

رنگ گل کو شاعر کے نزدیک صرف ایک شب کی فرصت ہے اور ایسا ہی اکثر ہوتا بھی ہے کہ پھول شام کو کھلتے اور صبح کو مرجھا جاتے ہیں اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ یہ یک شبہ ہستی کی فرصت فرصت نہیں ہے بلکہ غم کا ایک آئینہ ہے اس سے تو یہی اچھا تھا کہ رنگ گل گلستاں کی ہوا ہوتا۔ ہوا میں کچھ قیام تو ہے رنگ گل کو اتنا بھی قیام نہیں یا یہ کہ اگر رنگ گل ہوا ہوتا تو یہ اتنے افسوس کی صورت نہ تھی اس میں تو گویا قیام کی صورت ہی نہیں ہے اور یہ ایک شبیہ صورت قیام تو اور بھی باعث زحمت و تکلیف ہے۔

مستقل مرکز غم پر بھی نہیں تھے ورنہ　　　　ہم کو اندازۂ آئین وفا ہو جاتا

مصیبت یہ ہے کہ ہم ہمیشہ غم میں بھی مبتلا نہیں رہتے اگر ایسا ہوتا تو کم سے کم ہم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ آئین وفا کیا ہے اور کس قدر غم و رنج اس میں اٹھانا پڑتا ہے گر افسوس کہ ایسا بھی نہیں ہے۔

دست وحشت ہے مرا خشت یدیوار فنا　　　　گر فنا بھی میں نہ ہوتا تو فنا ہو جاتا

میرا دست وحشت فنا کی دیوار کی ایک اینٹ ہے یعنی میری تعمیر ہی فنا پر مبنی ہے لہذا اگر میں فنا بھی نہ ہوتا تب بھی فنا ہونا لازمی تھا۔ وہ چیز جس کی تعمیر ہی فنا کے سبب سے

ہو وہ اگر ظاہری طور پر فنا بھی نہ ہو تب بھی اس کو فنا ہی سمجھنا چاہیے۔

حسرت اندوزئی ارباب حقیقت مت پوچھ — جلوہ اک روز تو آئینہ نما ہو جاتا

جو لوگ اپنے آپ کو ارباب حقیقت کے نام سے موسوم کرتے ہین کیا اُن کی حسرت اندوزی کا حال پوچھتا ہے وہ لوگ بالکل محروم ہین کاش جلوہ حقیقت ایک روز تو دیکھ سکتے مگر افسوس کہ ان کو تو کبھی جلوہ دیکھنا نصیب ہوا ہی نہین ہے۔

غزل مندرجہ ذیل اگرچہ دو مختلف قدیم بیاضون مین مرزا غالب ہی کے نام سے ملتی ہے مگر جہان تک میرا خیال ہے یہ غزل مین نے کہین کسی اور کے نام سے بھی دیکھی ہو اور حقیقۃً یہ ایک عجیب و غریب بات ہے کہ اس مین مرزا غالب کا رنگ بالکل نہین ملتا۔ شاہ ظفر کے رنگ سے ملتی جلتی ہے جس کی ایک خوش عقیدہ یہی تعبیر کر سکتا ہے کہ شائد مرزا نے کبھی بادشاہ کی فرمایش سے یہ غزل لکھی ہو۔ اور وہ انھین کے پاس رہ گئی ہو اور انھین کے نام سے لوگون نے سنی ہو بہر حال غزل یہ ہے۔ اگر حقیقتاً یہ غزل مرزا غالب ہی کی ہے تو کمال ہے ان لوگون کو خصوصیت سے داد دینی چاہیے جو کہتے ہین کہ مرزا اس رنگ پر قادر نہین تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے دراصل اپنے واسطے ایک جداگانہ روش نکال لی تھی اور اسپر مضبوطی کے ساتھ قائم تھے۔

یا مجھے شبنم گریان ہی بنایا ہوتا — ورنہ یارب گل خندان ہی بنایا ہوتا

ایخدایا تو نے مجھے شبنم گریان بنایا ہوتا اور اگر ایسا نہین منظور تھا تو گل خندان بنایا ہوتا۔

بہر صورت میری یہ صورت جواب ہے کہ نہ گل خندان ہون اور نہ شبنم گریان ہون میرے لیے باعث زحمت ہے۔

داغ پر داغ اگر دیکے جلانا تھا مجھے — یک قلم سرچراغان ہی بنایا ہوتا

جیسے کہ مجھے اب ہو اغ پر داغ دیکر جلایا جارہا ہو اگر یہی صورت منظور تھی تو اس سے بہتر یہ تھا کہ مجھے سرو چراغان بنا دیتا۔ سرو چراغان پھر بھی ایک زینت کی چیز تو ہے اور مین تو کچھ بھی نہین۔

ان کو مطلب تھا اگر میری پریشانی سے　　سر بسر زلف پریشان ہی بنایا ہوتا

اگر اُن کو یہی منظور تھا کہ مین پریشان رہون تو کاش زلف پریشان بنادیتے کہ میری پریشانی کچھ اُن سے نسبت تو رکھتی۔

مجکو دنیا مین سیہ بخت اگر رکھنا تھا　　رنگ خال رخ خوبان ہی بنایا ہوتا

اگر مجکو سیہ بخت ہی رکھنا تھا تو معشوقون کے خال کا رنگ بنانا چاہیے تھا کہ کچھ فائدہ ہوتا۔ اور مین بھی محظوظ ہوتا یا میری قدر ہوتی۔

تھا جو حیران مجھے اس شکل سے رکھنا منظور　　صاف آئینہ حیران ہی بنایا ہوتا

اگر حیران ہی رکھنا تھا تو کیا ضرورت تھی کہ یون حیران رکھا گیا ایک آئینہ بنادیا ہوتا کہ کسی بزم عشرت مین پہونچتا یا معشوقون کے ہاتھون تک رسائی ہوتی۔

گر خوشی تیری یہی تھی کہ یہ نالان ہووے　　تو مجھے بلبل بستان ہی بنایا ہوتا

اگر تیری یہی خوشی تھی کہ مین نالان رہون تو مجھے بلبل چمن بنادیا ہوتا۔

ایک عالم کی جو آنکھون سے گرایا جون اشک　　کاشکے گوہر غلطان ہی بنایا ہوتا

اگر عالم کی نظر سے گرانا منظور تھا تو اشک نہ بناتا۔ اشک کی صورت کی دوسری چیز بھی ہوتی ہے یعنی گوہر غلطان بنادیا ہوتا۔ تاکہ حسینون تک رسائی ہوجاتی۔

چاک زخم گل سے ہے رنگ تبسم بھی عیان　　بلبلون کی سعی ناکارہ کا حاصل کیا ہوا

زخم گل کے چاک سے معشوق نے یہ سمجھتے ہین کہ بلبل کے جذب دل کا اثر ہوا ہے

اس لئے مطمئن ہین مگر کیا وہ لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ یہی چیز جسے چاک زخم سمجھا ہے یہ تبسم سے بھی ملتا ہے اور ممکن ہے کہ یہ سراسر تبسم ہی ہو۔ ایسی حالت مین کوئی بتائے کہ بلبلون کی سعی ناکارہ کا کیا فائدہ ہوا۔

عمر سب بتخانے مین نذر پرستش ہو گئی　　اب ہوا بھی تو خیال حق و باطل کیا ہوا

اس شعر کی شرح گویا حکیم مومن مرحوم نے کی ہے جو بہت مشہور و معروف ہے۔

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہون گے

گر مرزا صاحب یہ فرماتے ہین کہ تمام عمر تو بتخانے مین گزار دی اب اگر حق و باطل کا خیال کیا بھی تو کیا خیال کیا اور اس خیال سے فائدہ کیا ہوا۔

سایہ سان افتادگی تھی عجز بسمل کی دلیل　　اے اسد زور آزما بازوے قاتل کیا ہوا

بسمل کی سایہ کی مانند افتادگی اُس کی عاجزی کی دلیل تھی پھر آخر یہ کیا سبب ہے کہ اسیر بازوے قاتل نے بھی زور آزمائی کی بظاہر کوئی وجہ نہین تھی۔

نازش سرمایۂ عالم تھا نظرون مین ہی　　ہمنوا آخر مرے پہلو سے وہ دل کیا ہوا

تمام دنیا مین اگر میرے لئے باعث نازش اور وجہ افتخار کوئی چیز تھی تو وہ ایک میرا دل تھا جو اب میرے پاس نہین ہی اے ہمنشین لله مجھے بتا کہ آخر میرا دل کیا ہو گیا اسی مضمون کو دوسری مرتبہ صاف کر کے یون کہا ہے۔

ہر طرح جو نازش سرمایۂ کونین تھا　　کیا بتاؤن ہمنوا تجھ سے کہ وہ دل کیا ہوا

یعنی مجھے جس پر ہر طرح افتخار اور ناز تھا اب اے ہمنشین کیا بیان کرون کہ اُس دل خون شدہ کی کیا حالت ہوئی اور وہ کیا ہو گیا۔

شب کہ سرگرم فغان تھا دل نالان میرا　　جلتی تھی دیکھ کے غم شمع فروزان میرا

رات کہ مین حالت کرب و اضطراب مین نالے کر رہا تھا اور بیتاب تھا تو میرے نالون اور غمون کو دیکھ کر شمع فروزان بھی غمون سے جل رہی تھی۔ اس زمین مین مرزا کے معاصرین مین سے بھی بعض لوگون کی غزلین موجود ہین چنانچہ نواب مصطفےٰ خان شیفتہ کی غزل کا یہ مطلع ہے ؎

صبح ہوتے ہی گیا گھر مہ تابان میرا
پنجۂ خور نے کیا چاک گریبان میرا

وحشی سوختہ اختر ہون مرا حال نہ پوچھ دُور بھاگے ہے مجھے دیکھ بیابان میرا

مین ایک بدنصیب وحشی ہون میری حالت کیا پوچھتا ہے وحشی کا گھر بیابان مین ہوتا ہے مگر میری سوختہ اختری اور وحشت کی وجہ سے میرا بیابان بھی مجھے دیکھ کے دور بھاگتا ہے۔ اس سے زیادہ کیا تکلیف ہوسکتی ہے اور اس سے بڑھ کر وحشت کی اور کیا تاثیر ہوسکتی ہے۔

غیر تو اپنی جگہ ہین جو کبھی مین چاہون خود مجھے بھی نہو اندازہ حرمان میرا

غیر سے مراد کوئی دوسرا شخص کوئی دوسری ذات ہے کہتے ہین کہ بھلا غیرون کو میری حسرت و حرمان کا اندازہ کیا ہوسکتا ہے غیر تو غیر اب تو حرمان و بدنصیبی کا یہ عالم ہے کہ اگر مین چاہون تو مجھے بھی اندازۂ حرمان نہین ہوسکتا اور مین خود نہین معلوم کرسکتا کہ کسقدر بدنصیب ہون

چشم خونناب فشان آج نظر آتا ہے شفق صبح کے دامن مین گریبان میرا

اے چشم خونناب افشان آج مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا گریبان شفق صبح کے دامن مین ٹنکا ہوا ہے یعنی چشم خونناب افشان نے اس قدر خونناب افشانی کی ہے کہ گریبان رنگ خون مین ڈوب گیا ہے اور اس وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا گریبان شفق صبح کے دامن مین لگا ہے۔

فصل ادی نہ غم دے ہی یہان پر غالب نزہت باغ سے بہتر ہے گریبان میرا

نہ یہان بہار کا موسم اور منظر ہے اور نہ خزان کا غم ہے اے غالب میرا بیابان

یعنی جس بیابان میں میں ہوں وہ بہر صورت باغ کی تر و تازگی سے اچھا ہے اس واسطے کہ باغ میں تو بہار کے بعد ہمیشہ خزان کا خوف لگا رہتا ہے مگر یہاں بہار ہی نہیں ہے تو پھر کیوں خزان کا خوف ہوگا۔

ردیف بائے تازی

بسکہ ہی میخانہ ویران چون بیابان خراب   عکس چشم آہوے رم خوردہ ہی داغ شراب

چونکہ میخانہ بیابان غیر آباد کی طرح ویران ہو رہا ہی تو اب یہان اگر کوئی شراب کا داغ دکھائی دیتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی آہوے وحشی رم کرتا ہوا گیا ہے اور حالت رمیدگی مین اُس کی آنکھ کا یہ عکس پڑا ہے۔

تیرگی ظاہری ہی طبع موزون کا نشان   غافلان عکس سواد صفحہ ہے گرد کتاب

یہ ظاہر کی تاریکی اور تیرگی طبع موزون کا نشان ہے اے غافلو گرد کتاب گرد نہیں ہے بلکہ سواد صفحہ کا عکس ہے جو دلیل کمال ہے۔

یک نگاہ صاف صد آئینہ تاثیر ہے   ہر رگ یاقوت عکس خط جام آفتاب

ایک نگاہ صاف سو تاثیرون کا آئینہ بن جاتی ہے دیکھو رگ یاقوت یعنی وہ خط جو یاقوت پر ہین جام آفتاب کے خط عکس ہین یعنی جام آفتاب چونکہ نگاہ صاف رکھتا ہے لہذا اس کا اثر بھی یاقوت پر ویسا ہی پڑتا ہے یہ ظاہر ہے کہ معدنیات کی پرورش حرارت آفتاب سے ہوتی ہے۔

ہی عرق افشان مشی سے او ہم شکین یار   وقت شب اختر گنے ہی چشم بیدار رکاب

میرے دوست کا رہوار مشکی جو چلنے کی وجہ سے پسینہ میں ڈوبا ہوا ہے اُس سے عرق کے قطرے گر رہے ہین وہ گویا ستارے ہین اور اس میں رکاب حلقہ چشم ہین تو گویا یہ معلوم ہوتا ہو کہ چشم رکاب رات کے وقت اختر شماری کر رہی ہے۔

ہی شفق سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی ہو ہر اک اختر فلک پر قطرۂ اشکِ کباب

جس کو لوگ شفق سمجھ رہے ہیں وہ شفق نہیں ہے بلکہ سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی اور بھڑک ہی اور ہر ستارہ ستارہ نہیں ہے بلکہ آسمان جو اس آگ کے بھڑکنے سے کباب ہو گیا ہے اس کباب سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اور یہ ستارے وہی قطرے ہیں۔

شب کہ تھا نظارگی روئے بتاں کا اسدؔ گر گیا بامِ فلک سے صبح طشتِ ماہتاب

اے اسد ماہتاب رات کو بتوں کے حسن کا تماشہ دیکھ رہا تھا صبح کو اسی وجہ سے اس کا طشت بامِ فلک سے گر گیا۔ طشت از بام افتادن۔ راز فاش ہو جانا۔

ہی بہاراں میں خزاں پرور خیالِ عندلیب رنگِ گل آتشکدہ ہی زیرِ بالِ عندلیب

بہار کے زمانہ میں خیالِ عندلیب خزاں پرور ہے یعنی خزاں کا آنا محض خیالِ عندلیب پر موقوف ہے وہ جو اپنے پروں کے نیچے رنگِ گل لئے بیٹھی ہے وہ گویا اُس نے اپنے پروں کے نیچے ایک آتش کدہ دبا رکھا ہے جو باعث تباہی چمن ہو گا۔

عشق کو ہر رنگ شانِ حسن ہے مدِ نظر مصرعِ سروِ چمن ہی حسبِ حالِ عندلیب

عشق ہر حالت میں حسن کی شان کو مدِ نظر رکھتا ہے سروِ چمن ایک مصرع برجستہ جو عندلیب کے حال پر صادق آتا ہے یہ ظاہر ہے کہ عندلیب ایک عاشق ہے اور مصرع سرو چمن ایک معشوق کی شان رکھتا ہے۔

حیرتِ حسنِ چمن پیرا سے تیرے رنگِ گل بسملِ ذوقِ پریدن ہی بہ بالِ عندلیب

پھولوں کا رنگ تیرے چمن پیرا حسن کی حیرت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ بلبل کے بازو لگا کر اڑ جائے اور اسی ذوق سے وہ بسمل ہو رہا ہے رنگِ گل کو بسمل کہنا بلحاظ رنگینی کے نہایت ہی لطیف بات ہے۔

عمر میری ہو گئی صرفِ بہارِ حسنِ یار گردشِ رنگِ چمن ہی ماہ و سالِ عندلیب

ایک ہم ہین کہ ہماری عمر کی عمر اس مین صرف ہو گئی کہ بہار حسن دیکھ رہے ہین اور ایک عندلیب ہے اسکے ماہ و سال پلٹتے رہتے ہین کبھی خزان ہوتی ہے اور کبھی بہار ہوتی ہے اور ہر ابر رنگ چمن اسی طرح گردش کرتا رہتا ہے۔

منع مت کر حسن کی ہم کو پرستش سے کہ ہے ۔۔۔ بادۂ نظارۂ گلشن حلال عندلیب

آخر کیا سبب ہے کہ تو ہم کو حسن کی پرستش سے منع کرتا ہے تجکو منع نہ کرنا چاہیے اسواسطے نظارۂ گلشن کی شراب عندلیب کے واسطے حلال ہے اور اس بادہ کشی مین وہ کسی طرح مجرم نہین ہے۔

ہی مگر موقوف بر وقت دگر کار اسد ۔۔۔ اے شب پروانہ و روز وصال عندلیب

ایک وقت پر اسد غریب کا کام بھی موقوف ہے کسی نہ کسی وقت وہ بھی ہو ہی جائیگا اے پروانہ کی شب عیش اور اے عندلیب کے روز وصال ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔

ردیف تائے فوقانی

جاتا ہون جدہر اُٹھتی ہی سبکی ادہر انگشت ۔۔۔ یکدست جہان مجھسے پھرا ہی مگر انگشت

میری حالت آج کل یہ ہے کہ جہان مین جاتا ہون جدہر جاتا ہون سب میری طرف انگشت نمائی کرتے ہین گویا کہ سارا جہان مجھ سے برگشتہ ہو گیا ہے میری ساتھی صرف انگشت رہ گئی ہے۔

مژگان کی محبت مین جو انگشت نما ہون ۔۔۔ لگتی ہی مجھے تیر کے مانند ہر انگشت

چونکہ مین عاشق مژگان ہون اور مژگان مشابہ ہے تیر سے اس لئے آج جو میرے اوپر انگشت نمائی کی جاتی ہے تو اسی عشق مژگان کے اثر سے ہر انگشت مجھے تیر کے مانند معلوم ہوتی ہے۔

ہر غنچہ گل صورت یکقطرۂ خون ہے ۔۔۔ دیکھا ہی کسیکا جو حنا بستہ سر انگشت

ہر پھول کی کلی میری نظر مین ایک قطرۂ خون معلوم ہوتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ مین کسی کی انگشت خابستہ دیکھ چکا ہون گویا وہ انگشت خابستہ اس قدر میری نگاہ مین بس گئی ہے کہ اب ہر طرف وہی مجکو نظر آتی ہے - اور ہر غنچہ گل مین وہی صورت دیکھتا ہون -

گرمی ہی زبان کی سبب سوختن جان　　ہی شمع شہادت کے لئے سر بسر انگشت

شعلۂ شمع کو شعرا زبان شمع کہا کرتے ہین اس لئے مصنف کہتا ہی کہ گرمئ زبان سبب بن جاتی ہی جان کے جلنے کا اور میری اس بات کی گواہی دینے کے لئے شمع ایک انگشت ہے جو برابر اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ بیشک گرمی زبان باعث سوختگی جان ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ شمع بلحاظ زبان گرم زبان ہے اور اسمین سوختگی جان موجود ہے -

خون دل مین جو باقی نہین ہے تو عجب کیا　　جون ماہی بے آب تڑپتی ہی ہر انگشت

پہلے معشوقون کی انگلیان میرے خون دل مین رنگین ہوتی تھین اور اب میرے دل مین خون نہین رہا اس لئے اُن کی انگلیان مثل ماہی بے آب کے تڑپتی ہین ایسا ہی ایک شعر ہے ؎ غالب

خون ہی دل خاک مین احوال بتان پر یعنی
اُنکے ناخن ہوے محتاج حنا میرے بعد

شوخی تری کہدیتی ہی احوال ہمارا　　راز دلِ صد پارہ کی ہی پردہ در انگشت

تیری شوخی ہمارا تمام حال ظاہر کر دیتی ہے گویا کہ تیری انگشت راز دل صد پارہ کی پردہ در ہے اور اس کا پردہ برابر فاش کر رہی ہی یعنی تیری انگلیان جو خون مین ڈوبی ہوئی ہین لوگ اُن کو دیکھتے ہین اور اندازہ کر لیتے ہین کہ ہمارا کیا حال ہی

کس رتبہ مین باریکی و نرمی ہی کہ جون گل　　آتی نہین پنجہ مین بس اُسکے نظر انگشت

یہ ایک غلو کا شعر ہے فرماتے ہین کہ نہ معلوم انگشت یار کس قدر نازک اور باریک و نرم ہے کہ گل کی طرح اس کے پنجہ مین کہین انگلیان نظر ہی نہین آتین۔

چشم بند خلق جز تمثال خود بینی نہین آئینہ ہو قالب خشت در و دیوار دوست

تمثال خود بینی یعنی خود بینی ایک ایسی چیز ہو کہ وہ دنیا کی آنکھین بند کر دیتی ہے اور اسی وجہ سے دوست کا جلوہ اُن آنکھون سے مستور و مخفی رہتا ہے مستور و مخفی رہنے کے لئے ضرورت ہے حجابات کی جو دیوار وغیرہ مین اور در و دیوار تیار ہوتے ہین اینٹون سے اینٹین بنائی جاتی ہین سانچے مین۔ لہذا ان در و دیوار کے واسطے بھی جنھون نے جلوۂ دوست کو چشم دنیا سے مخفی اور مستور کر رکھا ہے اینٹین چاہئین تو یا در کھنا چاہیے کہ وہ اینٹین جن سے یہ در و دیوار تیار ہوتی ہین اُس آئینہ کے سانچہ مین بنتی ہین جس سے خود بینی کی جاتی ہے یعنی خود بینی جلوۂ دوست کو نظر خلق سے پوشیدہ کر دیتی ہے۔

برق خرمن زار گوہر ہو نگاہ تیز یاں اشک ہو جاتے ہین خشک از گرمی رفتار دوست

ایک نگاہ تیز ہمارے موتیون کے خرمن مین برق خاطف کا کام کرتی ہو یعنی دوست کی گرم رفتاری سے آنسو خشک ہو جاتے ہین آنسوؤن کو موتیون سے تشبیہ دیتے ہین اور یہ عام تشبیہ ہے۔

ہو سوا نیزے پہ اُسکے قامت نو خیز سے آفتاب صبح محشر ہو گل دستار دوست

دوست کے دستار پر جو ایک پھول ہو وہ آفتاب صبح محشر ہے جو سوا نیزے کے اوپر آگیا ہے اور سوا نیزہ گویا اس کا قد ہے۔

اے عدوے مصلحت چندے بہ ضبط افسردہ رہ کردنی ہو جمع تاب شوخی دیدار دوست

اے مصلحت کے دشمن بیتاب نہو ضبط کرا دو حالت ضبط سے چند روز تک افسردہ رہ کیونکہ تجکو شوخی دیدار دوست کی تاب جمع کرنے کی ضرورت ہو اگر تو بے صبر ہوگا تو پھر

شوخی دیدار دوست کی تاب لانا دشوار ہو جائے گا۔

لغزش مستانہ جوش تماشا ہے اسد　　آتش مے سے بہار گرمی بازار دوست

دوست کے حسن کی گرم بازاری آتش مے کے سبب سے ہے جس سے لغزش مستانہ اور جوش تماشا کا وجود ہوا ہے اور یہی دونوں چیزیں حسن دوست کی گرم بازاری کا کام دے رہی ہیں یعنی حسن ان دونوں کی وجہ سے چہار چند ہو گیا ہے۔

نہیں گر بہ کام دل خستہ گردون　　جگر خائی جوش حسرت سلامت

اگر آسمان ہمارے دل خستہ کے مقصد کے موافق گردش نہیں کرتا۔ اگر وہ ہمارا ہمدرد اور غمخوار نہیں ہے تو نہ ہو کوئی غم نہیں۔ ہمارے جوش حسرت کی غمخواری اور دردمندی ہمارے لئے مبارک ہو جو ہر وقت ہمارے حال پر عنایت فرماتی رہتی ہے۔ اصل نسخہ میں جگر خواہی ہے۔

دو عالم کی ہستی پہ خط وفا کھینچ　　دل و دست ارباب ہمت سلامت

دونوں عالم کی ہستی پر خط وفا کھینچ دے اور ان کی کوئی اصل نہ سمجھ خدا کرے ارباب ہمت کا دل اور ہاتھ سلامت رہے یعنی وہ ہاتھ جو خط وفا کھینچتا ہو۔

نہ اوروں کی سنتا نہ کہتا ہوں اپنی　　سر خستہ دشوار وحشت سلامت

نہ اپنی کہتا ہوں نہ اوروں کی بات سنتا ہوں۔ خدا کرے میرا سر جسے وحشت نے خستہ بنا دیا ہے سلامت رہے۔

وفور بلا ہے ہجوم وفا ہے　　سلامت ملامت ملامت سلامت

بلا کی زیادتی ہے اور وفا کا ہجوم ہے ملامت سلامت رہے کہ سلامت ملامت ہے

نہ فکر سلامت نہ بیم ملامت　　ز خود رفتگی ہائے حیرت سلامت

نہ سلامتی کی فکر ہے اور نہ ملامت کا ڈر ہے - میری حیرت از خود رفتہ ہو گئی ہے اور ان باتون کی حدود سے گزر گئی ہے -

اے ہے غالب خستہ مغلوب گردون یہ کیا بے نیازی ہی حضرت سلامت

اے حضرت غالب بیچارہ آسمان کے جور و ظلم کا شکار بنا ہے اور آپ اسکی فریاد نہین سنتے اور داد کو نہین پہونچتے آخر یہ کیا بے نیازی ہی -

ردیف ثائے مثلثہ

ہی ہوس محمل بدوش شوخی ساقی مست نشۂ مے کے تصور مین نگہبانی عبث

ہوس ساقی مست کی شوخی پر محمل باندھ کر رخصت ہو رہی ہے لہذا اب نشۂ مے کے خیال سے ساقی کی نگہبانی ایک فضول اور بیکار سی بات ہی -

جبکہ نقش مدعا ہو وے نہ جز موج سراب وادی حسرت مین پھر آشفتہ جولانی عبث

یعنی جب حالت یہ ہے کہ نقش مدعا ہی اصل مین ایک سراب اور دھوکا ہے تو پھر کس امید پر حسرت کے جنگل مین دوڑے دوڑے اور مارے مارے پھریے اس سے کیا فائدہ ہے -

دست بر ہم سودہ ہی مژگان خوابیدہ اسد اے دل از کف دادہ غفلت پشیمانی عبث

اے اسد وہ ہاتھ جو تو افسوس سے مل رہا ہے وہ بھی مژگان خوابیدہ کا کام دے رہے ہین غفلت تیرا دل ہاتھ سے لے گئی ہے اب کیا تو پشیمان ہو رہا ہی - ان مہمل باتون سے کیا نتیجہ ہے تیری پشیمانی بھی غفلت سے مشابہ ہے -

ناز لطف عشق با وصف توانائی عبث رنگ ہر سنگ محک وے عرض تو انائی عبث

یعنی توانائی ہوتے ہوئے عشق کے لطف کا ناز کرنا بالکل فضول اور بیکار بات ہے

رنگ سنگ محک کی طرح ہے اُس رنگ پر شیشہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے سنگ محک کسوٹی کے پتھر کو کہتے ہین جسپر سونے کے کھرے کھوٹے ہونے کا اندازہ کرتے ہین۔ یعنی تیرے رنگ سے اس کا ثبوت نہین ہو سکتا کہ تو عاشق ہے سنگ محک پر بھی رنگ آجاتا ہے مگر اس سے وہ کوئی شیشہ نہین بن جاتا۔ وہی پتھر کا پتھر رہتا ہی۔

ناخن دخل عزیزان بکقلیم ہو نقب زن — پاسبانی طلسم گنج تنہائی عبث

جب دخل احباب و اعزا کا ناخن اس مین رخنہ انداز ہو رہا ہی پھر تنہائی کے طلسمی خزانے کی نگہبانی فضول ہے یعنی جب تک کہ عزیز و اقارب سے تعلقات جاری او وابستہ ہین اُس وقت تک یہ دعوے کہ ہم گوشہ نشین ہین بیکار ہین اور خزانہ طلسم تنہائی کی حفاظت لا یعنی اور لا حاصل ہی۔

محمل پیمانہ فرصت ہے بردوش حباب — دعویٰ دریاکشی و نشہ پیمائی عبث

حباب کی وضع سے معلوم ہوتا ہو کہ پیمانہ فرصت نے محمل سفر تیار کر رکھا ہی اور آمادۂ وداع ہے۔ پھر اس صورت مین دریا نوشی و بادہ پیمائی کا دعویٰ بیکار اور فضول نہین تو اور کیا ہے۔

طبع عاشق حامل صد غلبۂ تاثیر ہے — دل کو اے بیدادگر تعلیم خارائی عبث

عاشق کی طبیعت پر سو تاثیروں نے غلبہ کر رکھا ہے اور سیکڑون طرح سے وہ متاثر ہو چکی ہے پھر اے ظالم تو اپنے دل کو بیکار سختی کی تعلیم دے رہا ہے اس سے کیا فائدہ ہے۔

یک نگاہ گرم ہی چون شمع سرتاپا گداز — بہر از خود رفتگان رنج خود آرائی عبث

ایک نگاہ گرم محبوب سر سے پاؤن تک شمع کی طرح گداختہ کر دے گی۔ پھر ان لوگون کے لئے جو از خود رفتہ ہین یہ خود آرائی اور اپنی زینت کرنا کس کام کا جہان معشوق کی ایک تیز نگاہ پڑی اور یہ شمع کی طرح گداختہ ہو کر رہ گئے۔

قیس بھاگا شہر سے شرمندہ ہو کر سوئے دشت　　بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث

میری ہمسری اور ہم چشمی کر کے قیس غریب کو آخر کار شہر سے جنگل کی طرف بھاگنا پڑا خواہ مخواہ اس نے میری تقلید کی اور بیکار دیوانہ ہوا بھلا اس کو میری تقلید کی کیا ضرورت تھی۔

اے اسد بیجا ہے ناز سجدۂ عرض نیاز　　عالم تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث

اے اسد سجدۂ عجز پر یہ غرور کرنا زیبا نہیں ہے اہل دل کا یہ کام نہیں عالم تسلیم میں دعویٰ بہت بری اور فضول چیز ہے۔

ردیف جیم

معزولی تپش ہوئی افراط انتظار　　چشم کشادہ حلقۂ بیرون در ہی آج

میرے انتظار کی افراط اور زیادتی میری تپش کے لئے باعث معزولی بن گئی ہے اور میری وہ آنکھ جو انتظار میں وا ہو کر رہ گئی ہے وہ دروازہ کے باہر کی زنجیر بن گئی ہے جس کی وجہ سے اب تپش داخل ہو ہی نہیں سکتی ہی چشم کشادہ کا حلقۂ در سے تشبیہ دینا نہایت ہی موزوں اور مناسب ہے۔

حیرت فروش صد نگرانی ہے اضطرار　　سررشتہ چاک جیب کا تار نظر ہے آج

میری بیقراری سو انتظاروں کی حیرت فروشی کر رہی ہے یعنی آئینۂ صد انتظار بن گئی ہے اور وہ گریبان جس کو میں نے عالم بے قراری میں چاک کیا ہے وہ آج میرے تار نظر کا کام دے رہا ہے۔ یعنی میری نظر کا تار گریبان کا تار بن گیا ہے۔

ہوں داغ نیم رنگی شام وصال یار　　نور چراغ بزم سے جوش سحر ہے آج

میری شام وصال بھی آئی تو وہ بھی اپنے رنگ میں کامل نہیں اس کے اندر بھی ایک

نیم رنگی کا عالم ہے جو مجھے داغ دے رہا ہے اور پریشان کر رہا ہے چراغ بزم کے نور سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دن نکلنے والا ہے اور اب صبح کا اجالا ہو چلا ہے - لہٰذا رات اپنے رنگ مین کامل نہین -

گرتی ہی عاجزی سفر سوختن تمام   پیراہن خسک مین غبار شرر ہی آج

عاجزی میرے جلنے کے سفر کو تمام کر رہی ہے اور مجکو جلائے دیتی ہے یہ میرے لئے ایسی ہے جیسے تنکے کے دامن مین شرر کا غبار جا پڑے اور وہ غبار اس کے سفر سوختن کو تمام کر دے لفظ غبار محض سفر کی رعایت کے لئے لایا گیا ہے -

تا صبح ہے بمنزل مقصد رسیدنی   دودِ چراغ خانہ غبار سفر ہے آج

صبح کے وقت تک مجھے اپنی منزل مقصود پر پہونچنا ہے گھر کے چراغ کا دھوان مجھے غبار سفر معلوم ہوتا ہے منزل مقصود خواہ صبح کے ہونے ہی کو قرار دے لیجئے - خواہ موت کو کہ صبح تک مین تمام ہو جاؤن گا - اور اپنی زندگی کا سفر تمام کر دون گا -

دور اوفتادہ چمن فکر ہے اسد   مرغ خیال بلبل بے بال و پر ہے آج

اے اسد آج میرا مرغ تخیل چمن فکر سے دور پڑا ہے اور بے بال و پری کے عالم مین ہے یعنی آج مجھ سے کوئی فکر غزل نہین ہو سکتی -

جنبش گلبرگ سے ہی گل کے لب کو اختلاج   حب شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہی علاج

پھول کی پنکھڑیون کو جو جنبش ہوتی ہے وہ گویا گل کے لب کو اختلاج ہوتا ہے اور باد صبا جو ہر صبح پھول پر قطرۂ شبنم گراتی ہے وہ گویا ہر صبح اس اختلاج کے لئے جوب کھلاتی ہے - اگرچہ محض خیالی مضمون ہی لیکن نہایت خوب کہا ہی -

شاخ گل جنبش مین ہی گہوارہ آسا ہر نفس   طفل شوخ غنچۂ گل بسکہ ہی وحشت مزاج

پھولون کی شاخ ہر وقت گہوارہ کی مانند ہل رہی ہے اور یہ محض اس وجہ سے ہی کہ

کہ طفل شوخ غنچہ نہایت ہی وحشی مزاج ہو لہذا اُس کو سلانے کے لئے یہ سامان ہوتا ہے۔

سیر ملک حسن کر میخانہا نذر خمار　　چشم مست یار سے ہی گردن مینا پہ باج

میخانون کو چھوڑ ان مین کیا دہرا ہے اُنھین نذر خمار کر کے دیار حسن کی سیر دیکھ گردن مینا چشم مست معشوق کی فرمان بردار اور باجگذار ہو اور اُسکے سامنے کوئی چیز نہین۔

گریہ ہاے بیدلان گنج شرر در آستین　　قہرمان عشق مین حسرت سے لیتے ہین خراج

بیدلون کے نالے جن کی آستین مین شرارے پنہان ہین یہ اپنے عشق کے قہرمان مین حسرت سے ہمیشہ خراج وصول کرتے ہین۔ گنج شرر در آستین ہو اسواسطے کہا کہ آنسو ہمیشہ آستین سے پونچھے جاتے ہین اس لحاظ سے گویا شرارون کا ایک خزانہ آستین مین پنہان ہے حسرت سے خراج وصول کرنا حسرت سے فائدہ اٹھانا۔ یعنی بیدلون کے نالے ہمیشہ اپنی حسرتون سے متمتع ہوتے رہتے ہین۔

ہی سواد چشم قربانی مین یک عالم مقیم　　حسرت فرصت نے بخشا ہیکہ حیرت کو رواج

قربان ہونے والے کی آنکھ کی سیاہی مین ایک عالم نظر آتا ہے کیونکہ حسرت کی فرصت نے حیرت کو رواج دیدیا اور پھیلا دیا ہے لہذا اس کی آنکھون مین ایک دنیاے حیرت نظر آتی ہے۔

اے اسد ہی مستعد شانہ گشتن بہر زلف　　پنجہ مژگان بخود بالیدنی رکھتا ہو آج

اے اسد پنجہ کو آج ناز کرنا زیبا اور بجا ہے کیونکہ وہ زلف کے لئے آج سراپا شانہ بننے کے لئے تیار ہے پنجہ مژگان کو شانہ سے تشبیہ دینا بہت لطیف ہو۔

ردیف جیم فارسی

جنون آئینہ مشتاق یک تماشا ہے　　ہمارے صفحہ پہ بال پری سے مسطر کھینچ

آئینہ کا جون ایک تماشا چاہتا ہے یعنی مشتاق ہے کہ کوئی اس کو دیکھے
لہٰذا ہمارے آئینہ پر جو ایک صفحۂ سادہ کی صورت ہے چاہئے کہ پری کے پر سے
سطر کھینچا جائے تاکہ کم سے کم اس کو نظر آئے کہ کوئی حسین مجکو دیکھ رہا ہے۔

خمار منت ساقی اگر یہی ہے اسد — دل گداختہ کے میکدے مین ساغر کھینچ

اے اسد ساقی کے احسانات کا اگر یہی خمار ہے تو اس جھگڑے کو چھوڑ اور
اس شراب احسان سے جس کا خمار اتنا گران ہے بے نیاز ہو جا اور اپنے دل گداختہ
کے شراب خانے مین ساغر پی اور اوسی پر قناعت کر۔

اے دل نہ ناز وحشت جیب دریدہ کھینچ — جون بوئے غنچہ یک نفس آرمیدہ کھینچ

اے دل گل کی مانند وحشت مین گریبان تار تار کے ناز نہ اٹھا بلکہ بوئے غنچہ کی طرح
آرام کے ساتھ ایک ٹھنڈی اور راحت کی سانس لے یعنی اپنی دیوانگی کا اظہار
نہ کر بلکہ غنچہ کا انداز اختیار کر۔

اک مشت خون ہی پرتو خور سے تمام دشت — درد طلب آبلۂ نادمیدہ کھینچ

سورج کی سنہری کرنون کے عکس سے تمام جنگل ایک مشت خون بن کر رہ گیا ہو
لہٰذا تجکو بھی لازم ہے کہ آبلۂ نادمیدہ کا انتظار کرے اور اس کا درد طلب برداشت
کرے جیسے کہ جنگل آبلۂ آفتاب کے انتظار مین سراپا خون ہے۔

برق بہار سے ہون مین پا در حنا ہنوز — اے خار دشت دامن شوق رمیدہ کھینچ

برق بہار نے میرے پاؤن مین مہندی لگادی ہو جس کی وجہ سے مین اٹھ
اور چل نہین سکتا اے خار دشت خدا کے لئے اُس شوق کا جو میرے پاس سے
رم کر رہا ہے دامن کھینچ لے۔

بیخود بلطف چشمک عبرت ہی چشم صید — یک داغ حسرت نفس ناکشیدہ کھینچ

عبرت کی چشمک زنی سے چشم صید بیخود ہو رہی ہے تجکو چاہیئے کہ وہ ٹھنڈی سانس جو تو نے اس کی ہمدردی مین یا اس چشمک عبرت کے لطف اٹھانے کی وجہ سے نہین بھری ہے ایک داغ اٹھائے۔ مطلب یہ ہی کہ عبرت کا لطف جو تو نے ابتک نہین اُٹھایا اس کا تجکو افسوس کرنا چاہیئے۔

دریا بساط دعوت سیلاب ہے اسد ساغر بہ بارگاہ دماغ رسیدہ کھینچ

اے اسد دریا ایک فرش یا ایک دستار خوان ہے جسپر سیلاب کو دعوت دی گئی ہو تجکو چاہیے کہ دماغ رسیدہ کی بارگاہ مین ساغر نوش کرے یعنی تجکو چاہیئے کہ تو اس سمجھ جانے کی خوشی کرے۔

قطع سفر ہستی و آرام فنا ہیچ رفتار نہین بیشتر از لغزش پا ہیچ

تو وادی ہستی کی مسافت طے کرے یا قصر فنا مین آرام کرے یہ دونون چیزین بیکار اور مہمل ہین اگر سچ پوچھتا ہے تو کوئی رفتار لغزش پا سے اچھی نہین ہے لغزش پا سے مراد مستی ہی ؎

غالب

خوش بود فارغ ز بند کفر و ایمان زیستن
حیف کافر مردن و آوخ مسلمان زیستن

حیرت ہمہ اسرار پہ مجبور خموشی ہستی نہین جز بستن پیمان وفا ہیچ

حیرت ایک چیز ہے جو تمام تر اسرار ہے مگر خموشی نے اس کو مجبور کر دیا ہے اس لئے اُس سے کسی راز کا اظہار نہین ہو سکتا۔ اور اس کے مقابلہ مین ہستی صرف ایک بستن پیمان وفا کا درجہ رکھتی ہے باقی کچھ بھی نہین ہے۔

تمثال گداز آئینہ ہے عبرت بینش نظارہ تحیر چمنستان بقا ہیچ

وہ آئینہ جو تصویر کو گداختہ کر دیتا ہے وہ بینش کے لئے ایک سامان عبرت ہے۔ نظارہ کچھ بھی نہین اور چمنستان بقا بالکل ہیچ ہے یا یہ کہ بینش کی عبرت ایک آئینہ تمثال

گداز ہو اور اسی کی وجہ سے نظارہ ایک تحیر ہے اور چمنستان بقا ہیچ ہے۔

گلزار دمیدن شررستان رمیدن
فرصت تپش و حوصلۂ نشو و نما ہیچ

اُگنے یعنی پیدا ہونے کا گلزار رمیدن یعنی بھاگنے اور چلے جانے کا ایک شررستان ہو اس کی فرصت صرف تپش کا درجہ رکھتی ہے جو بالکل بے قیام شے ہے اور اس کی نشو و نما کا حوصلہ سراسر ہیچ اور بیکار ہے۔

کس بات پہ مغرور ہے اے عجز تمنا
سامان دعا وحشت و تاثیر دعا ہیچ

اے تمنا کے عجز و الحاح آخر تجھے کس بات کا غرور ہے دعا کا سامان سراسر وحشت ہو اور دعا کی تاثیر ہیچ ہے لہذا تیرا ہر غرور بیجا اور فضول ہے۔

آہنگ اسد میں نہیں جز نغمۂ بیدل
"عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ"

اسد کی آواز میں نغمۂ بیدل کے سوائے اور کچھ نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ دنیا تمام ہمارا افسانہ کہہ رہی ہے اور ہم جو اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو ہم کچھ بھی نہیں۔

ردیف ح

دعوئ عشق بتاں سے بگلستاں گل و صبح
ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح

گلستان میں گل اور صبح کو عشق بتاں کا دعویٰ ہے اور دونوں عشق بتاں کے مدعی ہیں اور رقیبوں کی طرح دونوں کے دونوں باہم دست و گریباں ہو رہے ہیں چونکہ صبح گریبان گل کو چاک کرتی ہو اس وجہ شبہ کے سبب سے اس کو ہاتھ اور گل کے چاک کو گریبان فرض کیا گیا۔

ساق گلرنگ سے اور آئینۂ زانو سے
جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہ داماں گل و صبح

ساق بلوریں کو گل سے اور آئینہ زانو کو صبح سے تشبیہ دی گئی ہو کہتے ہیں کہ ساق اور

آئینہ زانو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گل و صبح دونوں معشوقوں کے دامن کے نیچے ہیں۔

وصل آئینہ رخان ہم نفس یک دیگر　　ہیں دعاہائے سحرگاہ سے خواہان گل و صبح

گل اور صبح آئینہ رخون کے وصل کے طالب ہیں اور دونوں کو اس کی ہم نفسی کی تمنا ہے اور صبح کی دعاؤں کے ذریعہ سے اس کی استدعا کرتے رہتے ہیں۔

آئینہ خانہ ہی صحن چمنستان یکسر　　بسکہ ہیں بیخود و وارفتہ و حیران گل و صبح

چمنستان اس سرے سے اس سرے تک ایک آئینہ خانہ بن کر رہ گیا ہے کیونکہ گل اور صبح دونوں بیخود اور وارفتہ اور حیران ہیں اور انہیں کی حیرانی سے یہ صورت پیدا ہوگئی ہے۔

زندگانی نہیں بیش از نفس چند اسد　　غفلت آرامی یارانہ ہیں خندان گل و صبح

زندگانی چند نفس سے زیادہ نہیں ہے اہل زمانہ جو غفلت میں پڑے ہوئے آرام کر رہے ہیں اس پر گل اور صبح دونوں خندہ زن ہیں صبح اور پھول دونوں چند نفس سے تعبیر کئے جاتے ہیں۔

ردیف دال

تھی نگہ میری نہان خانہ دل کی نقاب　　بیخطر جیتے ہیں ارباب ریا میرے بعد

میری نگاہ نکتہ رس اچھی طرح نہان خانہ دل کی ہر چیز کو سمجھ رہی اور معلوم کر رہی تھی اور اس کو تمام رازہائے درون سینہ معلوم تھے۔ گویا میری نگاہ نقاب تھی اب جو میں نہیں ہون تو اہل ریا کو کوئی خوف و خطر باقی نہیں رہا اور مزے سے زندگی گذار رہے ہیں اسی مضمون کو فارسی میں یون کہا ہے۔

نگہم نقب ہمی زد بہ نہان خانۂ دل
مژدہ باد اہل ریا را کہ زمیدان رفتم

تھا مین گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ تفرقہ ہوئے میرے رفقا میرے بعد

جیسے گھاس کی بندش سے پھول ایک جگہ جمع رہتے ہین اور ان کا گلدستہ بنا رہتا ہے بالکل اُسی طرح میرے ہونے سے میرے احباب ایک گلدستہ کی صُورت جمع تھے میرے نہ ہونے سے میرے تمام رفیق پریشان ہو گئے۔

طرفہ موزونی ہے صرف جنگجوئی ہائے یار ہے سرِ مصراع صافِ تیغ خنجر مستزاد

یار کی جنگجوئی اور سامان حرب ایک عجیب قسم کی موزون چیز ہے اس نے جو تلوار اور خنجر دونون باندھ رکھے ہین وہ دو فرن خاصے شعر معلوم ہوتے ہین گویا کہ ایک تیغ ایک مصرع ہے اور خنجر اسپر الفاظ مستزاد کا کام کر رہا ہے۔ لہذا کہا جا سکتا ہے کہ اس جنگجوئی مین بڑی موزونی صرف ہو گئی ہے۔

ہاتھ آیا زخم تیغ یار سا پہلو نشین کیون نہو و آج کے دن بیکسی کی روح شاد

زخم تیغ یار سا ایک پہلو نشین اس کے ہاتھ آگیا ہے لہذا آج بےکسی کی روح شاد نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے یعنی بیکسی کو ایک رفیق تو ملا۔

کیجیے آہوے ختن کو خضر صحرائے طلب مشک ہے سنبلتان زلف مین گرد سواد

سنبلتان زلف گویا ایک منزل مقصود ہے جہان ہم کو پہونچنا ہے مگر وہان پہونچنے کے واسطے ایک رہنما کی ضرورت ہے لہذا ہم کو چاہئے کہ آہوے ختن کو اپنا خضر بنا لین کیونکہ اس شہر کا گرد سواد مشک ہے۔ گرد سواد وہ جو شہر کے قریب ایک غبار اور ایک دھوان سا معلوم ہوا کرتا ہے۔

ہمنے سوز جگر پر بھی زبان پیدا نہ کی گل ہوا ہے ایک زخم سینہ پر خواہان داد

گل کا اور اپنا مقابلہ کر کے کہا ہے کہ ایک ہم ہین کہ سیکڑون زخم جگر کھائے اور زبان سے اُف نہ کی اور گل کو دیکھئے کہ ایک زخم سینہ پر کھایا ہے اور اس سے بے قرار ہے دنیا سے

اس کی داد طلب کر رہا ہے۔

بسکہ ہین ودرپردہ مصروف سیہ کاری تمام   آستر ہی خرقہ زہاد کا صوف مداد

یہ زاہدان گوشہ نشین چونکہ بڑے ہی سیہ کار اور مکار ہین اور درپردہ ہمیشہ سیہ کاریون مین مصروف اور مشغول رہتے ہین تو گدڑی کا استر ایسا سیاہ ہو کر رہ گیا ہے جیسے سیاہ روشنائی کے صوف ہوتے ہین یہ اس سیہ کاری کا اثر ہی جو درپردہ کی جاتی ہی۔

تیغ بر کف کف بلب آتا ہی قاتل اس طرف   مژدہ باد اے آرزوے مرگ غالب مژدہ باد

ہاتھ مین تلوار ہی غصہ سے منہ مین کف بھرے ہوے ہین اور قاتل جوش شوق قتل مین چلا آرہا ہے اے مرگ غالب تجھے مبارک ہو۔ مبارک باد کی وجہ یہ ہے کہ تجھے کوئی بہانہ نہ ملتا تھا۔

تو پست فطرت اور خیال بسا بلند   اے طفل خود معاملہ قد سے عصا بلند

تو پست فطرت ہے اور تیرے خیال اس قدر بلند ہین کہ حد و انتہا نہین اے طفل خود غرض اس پست فطرتی پر یہ خیال ایسے معلوم ہوتے ہین کہ جیسے کوئی اپنے قد سے اونچی لاٹھی لئے ہوتا ہے جو نہایت ناموزون اور بری معلوم ہوتی ہے۔

ویرانئے جز آمد و رفت نفس نہین   ہے کوچہ ہاے نے مین غبار صدا بلند

کوئی ویرانی آمد و رفت نفس سے زیادہ دنیا مین نہین ہے۔ یہی ویرانی بڑی ویرانی ہے۔ دیکھ لو کرنے مین اسی آمد و رفت نفس کی وجہ سے غبار صدا بلند ہو رہا ہی اگر آمد و رفت نفس نہو تو یہ غبار صدا بلند نہ ہو تو معلوم ہوا کہ باعث ویرانی یہی آمد و رفت نفس ہے۔

رکھتا ہی انتظار تماشاے حسن دوست   مژگان باز ماندہ سے دست دعا بلند

حسن دوست کی دید کا انتظار ان پلکون سے جو چشم باز ماندہ عاشق مین ہین دست دعا

بلند کر رہا ہے گویا کہ یہ پلکیں دست دعا ہیں جو بلند ہو رہے ہیں اور دیدار کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔

موقوف کیجئے یہ تکلف نگاریاں ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگ حنا بلند

آپ یہ جو ہاتھ پاؤں پر مہندی سے ازراہ تکلف نقش و نگار بناتے ہیں بہتر یہی ہے کہ نہ بنائیے ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اب کوئی دم میں رنگ حنا کا شعلہ بلند ہو جائے گا اور دنیا میں آگ لگ جائے گی۔

قربان اوج ریزیٔ چشم حیا پرست یک آسمان ہے مرتبہ پشت پا بلند

اُس کی چشم حیا پرست کی اوج بخشی کے قربان جائیے کس قدر اس کی حیا پرستی میں اوج بخشی کی تاثیر ہے کہ بوجہ حیا و شرم جو اس نے گردن جھکا رکھی ہے اور وہ نگاہ پشت پا پر پڑ رہی ہے تو اس کے اثر کی وجہ سے پشت پا کا مرتبہ ایک آسمان کی برابر بلند ہو گیا ہے۔

ہو دلبری کمینگر ایجاد یک نگاہ کار بہانہ جوئی چشم حیا بلند

دلبری گھات میں لگی ہوئی ہے کہ کسی طرح ایک نگاہ ایجاد ہو جائے مگر اس کی چشم حیا پرست برابر بہانہ جوئی میں مصروف ہے اور ایک نگاہ کی بھی روادار نہیں ہے خدا اس کو مرتبہ بلند عطا کرے۔

بالیدگی نیاز قد جانفزا اسدؔ دد ہر نفس بقدر نفس ہے قبا بلند

بالیدگی اور نشو و نما اس کے قد جانفزا کی نیاز مند ہوا اور اُس پر قربان ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر نفس میں بقدر نفس اس کی قبا بلند ہوتی جا رہی ہے۔ بوجہ بالیدگی کے۔

حسرت دستگہ و پائے تحمل تا چند رگ گردن خط پیمانۂ بے مُل تا چند

یہ مقدرت کی حسرت اور یہ پائے تحمل کا ارمان تا کجے یہ سب فضول ہو اس کی خیال

ایسی ہے کہ جیسے ایک بغیر شراب کے خالی پیالے مین خط پڑا ہوتا ہے آخر اس کا وجود
کب تک رہیگا یہ سب مہمل حرکتین ہین نہ پائے تحمل سے کچھ ہوتا ہے اور نہ حسرتِ مقدرت سے
کچھ ہو سکتا ہے۔

ہے گلیم سیہ بختِ پریشان کاکل — مُوئینہ باستنِ رشتہ سنبل تا چند

اُنکے نصیبے کی گلیم سیاہ پریشان کاکل ہو رہی ہے سنبل کہان تک یہ موئینہ باقی
کرے گا اور کہان تک اس حالِ پریشان کو چھپائے گا۔ موئینہ کسی اونی چیز کو یا اون کو
کہتے ہین موئینہ بافی اون کا کپڑا بننا سنبل کی پریشانی کو گلیم سیہ بخت اور اس کی پیچیدگی کو
موئینہ بافی کہنا بے انتہا لطیف ہے۔ مطلب یہ ہو کہ پریشان حالی چھپائے چھپ نہین سکتی۔

کوکبِ بخت بجز روزنِ پرِ دود نہین — عینکِ چشم جنون حلقہ کاکل تا چند

ہمارے نصیب کا تارہ سوائے روزن پر دود کے اور کوئی نہین ہے۔ روزن
پر دود تک رسائی ہو تو نصیبہ چمکے یہ حلقہ کاکل کا خیال جو ہمارے چشم جنون خیز کا حلقہ بنا
ہوا ہے اس سے کب تک کام چلے گا اور کس وقت تک یہ ہمارا ساتھ دے گا۔

چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوش نگاہ — زبان عرض فسونِ ہوسِ گل تا چند

آنکھ مین خون دل نہین اور دل مین جوش و شوق نگاہ نہین۔ پھر جب یہ
کیفیت ہو تو ہوس گل کی یہ فسون خوانی کب تک کام آئے گی اور کیا کرے گی بیکار دل
فضول ہی عرض شوق ہی کیا کام چل سکتا ہے اور ہوس گل کا کام کیا ہے اور کس کو اس کا دماغ ہو
یہ جو ہوس گل صرف زبان سے عرض فسون کاری کر رہی ہے یہان اس سے کیا کام
نکل سکتا ہے۔ اس کے لئے دیدۂ پر خون اور دل پر ذوق چاہئے۔

بزم داغِ طرب و باغ کشادِ پر رنگ — شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند

بزم صرف ایک داغ طرب ہے اور باغ صرف مرغ رنگ کی کشادِ پر ہے
یہ دونون چیزین انتہائی تکلیف دہ ہین لہذا کیا بھروسہ کیا جا سکتا ہے شمع و گل و پروانہ

کیا کہا جا سکتا ہے بلبل و پروانہ کے بارے مین - اب بھلا یہ دونون کب تک بچارہ سکتے ہین اوران کے قیام کی کیا امید ہو سکتی ہے -

نالہ دام ہوس و درد اسیری معلوم　　　شرح بر خود غلطیہاے تحمل تا چند

نالہ صرف ایک دام ہوس ہے اور درد اسیری کی حالت جو کچھ ہے وہ ظاہر ہے یعنی بہت جانگداز ہے یہ تحمل جو برابر کیا جارہا ہے بیکار ہے اے شرح بر خود غلطی ہا انکو چھوڑ تحمل کب تک کیا کرے گی تو کچھ کام کر - شرح بر خود غلطی ہا کو مخاطب کرنا نہایت لطف رکھتا ہے یا یہ کہ نالہ اور درد اسیری کی حالت جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ ایک دام ہوس ہے اور ایک بالکل ہیچ لہذا اس تحمل کی دانستہ غلطیوں کی شرح کہان تک کیجائے

جوہر آئینہ فکر سخن موے دماغ　　　عرض حسرت پس زانوے تامل تا چند

اے جوہر آئینہ کچھ فکر کر اور اس بات کے ادا کرنے اور کہنے کی فکر کر جو تیرے لئے موے دماغ بنکر تکلیف دے رہی ہے آخر تو زانوے تامل کے پیچھے بیٹھ کر تا بکے عرض حسرت کیا کرے گا یا یہ کہ آئنۂ زانوئے تامل کے جوہر دماغ کے لئے تکلیف دہ ہو گئے ہین اس حالت مین اس آئنۂ کے پیچھے بیٹھکر کہان تک عرض حسرت کیا کرون -

---

سادگی ہو عدم قدرت ایجاد غنا　　　ناکسی آئینۂ ناز - توکل تا چند

بے نیازی یا مقدرت اور ثروت کے ایجاد پر قدرت نہ رکھنا کوئی بڑی اچھی بات نہین ہو بلکہ حقیقتاً یہ سادگی اور بے وقوفی ہے اے توکل تو اس ناکسی نالایقی اور بیقدری کو کب تک اپنے لئے آئینہ ناز بنائے رہے گا - یہ بات تیری حماقت مین شمار ہو گی -

اسد خستہ گرفتار دو عالم اوہام　　　مشکل آسان کن یک خلق تغافل تا چند

غریب دردمند اسد کو لاکھون اوہام نے گھیر رکھا ہے اور پریشان ہو رہا ہے اے دنیا بھر کی مشکلون کے آسان کرنے والے کب تک یہ تغافل برتے گا اور کب تک اسد کو

ان اوہام باطلہ مین جو اس تغافل سے اس کے دل مین بھرے ہوے ہین گرفتار رکھے گا۔

بہ کام دل کرین کس طرح گمرہان فریاد　　ہوئی ہی لغزش پا لکنت زبان فریاد

جو لوگ گمراہ ہین وہ اپنے دل کی خواہش کے مطابق کس طرح فریاد کر سکتے ہین اُن کی لغزش پا جس نے انھین گمراہ کر دیا ہے وہ اُن کے لئے لکنت زبان بن گئی ہے اور کچھ کہنے نہین دیتی۔ واحسیتا۔

کمال بندگی گل ہی رہین آزادی　　ز دست مشت پر و خار آشیان فریاد

وہ کمال جو گُل کی بندگی مین ہونا چاہئے آزادی کے بدلے رہن ہی خدا ابرا کرے اِس مُشت پر اور آشیان کے تنکون کا جسنے اُس کو رہن آزادی بنا رکھا ہے مشت پر سے پر پرواز اور خار آشیان آشیان کے تنکے سے مراد لی گئی ہے پہلے مصرع کے الفاظ نہایت ہی گنجلک ہین جو مطلب تو صحیح ادا نہین ہونے دیتے اسیر بندگی گل اور اضافتون نے اور بھی ستم توڑا ہے۔ مطلب یہہ ہے کہ ہمکو سراپا بندہ گل ہونا چاہئے نہ کہ مطیع مشت پر و آشیان

نوازش نفس آشنا کہان ورنہ　　برنگ نے ہی نہان در ہر استخوان فریاد

میری ہر ہڈی مین فریاد اس طرح بھری ہوئی ہی جیسے نے کے اندر نغمہ بھرا ہوتا ہے مگر مجھے کوئی ایسا آشنا نہین ملتا جو اپنے نفس سے مجھے پُر صدا کرے اور نوازش فرمائے۔ نوازش نفس مین ایک نہایت ہی لطیف ایہام ہے جو دو نون معنی دے رہا ہے بجانا اور مہربانی کرنا۔

پر ہون مین شکوون سے یون راگ سے جیسے باجا
اک ذرا چھیڑئیے پھر دیکھئے کیسا ہوتا ہے

تغافل آئینہ دار خموشئ دل ہے　　ہوئی ہی محو بہ تقریب امتحان فریاد

اُن کا تغافل یعنی جان بوجھ کر غفلت کرنا میری خموشی کا آئینہ دار ہے گویا میرا

امتحان ہو رہا ہے اور اس امتحان کی تقریب نے میری خموشی کو محو کر دیا ہے اسلئے تغافل خاموشی دل کا آئینہ دار بن گیا ہے۔

ہلاک بیخبری نغمۂ وجود و عدم جہان اہل جہان سے جہان جہان فریاد

اہل جہان اپنی بیخبری سے ہلاک ہین اور نغمۂ وجود و عدم گا رہے ہین کیا کہا جائے ان بیخبرون کو فریاد ہے اس جہان اور اس جہان والون سے فریاد ہے اور بہت فریاد ہے۔

جواب سنگدلیہاے دشمنان ہمت زدست شیشہ دلہاے دوستان فریاد

شاعر سنگدلی ہاے دشمن کو بیان کرتا اور کہتا ہے کہ جواب سنگدلی ہاے دشمنان تو ہمت کرتا ہی ہین اپنے دشمنون کو اپنی ہمت سے جواب دے سکتا ہون اور پھر افسوس کرتا اور کہتا ہی کہ ہاے دوستون کے دل گو بالکل شیشہ ہین مگر وہ میرے دشمنون کی سنگدلی سے زیادہ ہین۔ اُن کا جواب نہین دیا جا سکتا۔ اور ہمت سے وہان کام نہین نکل سکتا فریاد ہے۔

ہزار آفت و یک جان بے نواے اسد خدا کے واسطے اے شاہ بیکسان فریاد

ہزار آفتین ہین اور غریب اسد کی ایک جان بے نوا ہے خدا کے واسطے اے شاہ بیکسان امداد کیجئے۔ فریاد ہے۔

ردیف راے مہملہ

اسد اے بے تحمل عربدہ بیجا ہے ناصح سے کہ آخر بیکسو نکا زور چلتا ہے گریبان پر

اس شعر کو صاف کر کے اس طرح کہا گیا ہے اور یہی اس کی شرح ہے۔

نہ لڑ ناصح سے غالب کیا ہوا اگر اُسنے شدّت کی ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریبان پر

خط نوخیز نیل چشم زخم صافی عارض لیا آئینہ نے حرز پر طوطی بہ چنگ آخر

میرے معشوق کا خط نو دستہ نیل ہے جو رخسارہ پر اسلئے کھینچدیا ہے کہ اسکو نظر بد نہ لگے اور چشم بد کور ہو جائے یا رخسار ایک آئینہ مصفےٰ تھا۔ اُس نے پر طوطی سے تعویذ حفاظت حاصل کیا ہے آئینہ کو طوطی سے یہ تعلق ہے کہ آئینہ کے سامنے طوطی کو رکھ کر بولنا سکھاتے ہین۔

ہلال آسا تہی رہ گر کشادہ ہائے دل چاہے ہوا مہ کثرت سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر

اگر تجھے دل کی کشادگی کی تمنا ہے تو ہلال کی طرح تہی دست رہ۔ اسی کے مقابلہ پر ماہ یعنی چودہوین کے چاند کو دیکھ کہ سرمایہ اندوزی نور سے اس کی کیا حالت ہوا اسکی کشادگی بالکل جاتی رہی ہے اور وہ تنگ ہو گیا ہے۔ تنگ ہونا ایک یہ کہ اُس مین کشادگی کی گنجایش نہین رہی دوسرے یہ کہ رنجیدہ اور تنگدل ہے۔

تڑپ کر مر گیا وہ صید بال افشان کہ مضطر تھا ہوا ناسور چشم تعزیت زخم خدنگ آخر

وہ شکار جو پھڑ پھڑا رہا تھا تڑپ کر مر گیا۔ اس غمسے زخم خدنگ ناسور چشم تعزیت بن گیا یعنی زخم تیر ناسور چشم تعزیت کے مانند ہمیشہ بہتا رہا

لکھی یارون کی بدمستی نے میخانے کی پامالی ہوئی قطرہ فشانی ہائے باران سنگ آخر

یارون کی بدمستی نے میخانے کو پامال اور ویران کر دیا اور سے جو انھون نے قطرہ فشانی کی اس قطرہ فشانی نے باران سنگ کا کام دیا یعنی شراب ضائع اور بیکار گئی اور میخانہ تباہ و برباد ہو گیا۔ قطرہ نشانی سے مراد لہو و لعب مین چھینٹے اڑانا۔

اسد پردے مین بھی آہنگ شوق یار قائم ہے نہین ہے نغمے سے خالی خمیدہ ہائے چنگ آخر

اے اسد اس پردے مین بھی آواز شوق یار اس مین موجود ہے۔ خمیدہ ہائے چنگ نغمے سے خالی نہین ہے یعنی وہ خمیدہ ہو گیا ہے مگر اس پردہ مین بھی وہی شوق قائم ہے۔ میرے نزدیک پردے کے بجائے یہان پیری کا لفظ ہو گا جس کی وجہ سے خمیدہ ہائے چنگ نہایت ہی بامعنی ہو جاتا ہے اگرچہ پردۂ چنگ کو بھی غلط نہین کہا

جا سکتا مگر پھر بھی شکوک ہے۔

دیا یاروں نے بیہوشی میں درماں کا فریب آخر
ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر

یاروں نے بیہوشی میں مجھے علاج کا فریب دیا یا چارہ گر کو میرے علاج کرنے کا فریب دیا نتیجہ یہ ہوا کہ میں سکتے کی وجہ سے دستِ طبیب میں آئینہ بن کر رہ گیا یعنی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ چارہ گر حیرت کے ساتھ مجھے دیکھ رہا ہے اور کچھ نہیں کر سکتا حیران ہے۔ میں اُسکے ہاتھ میں آئینہ کی طرح ہوں۔

رگِ گل جادہ تا رنگہ سے حد موافق ہے
ملینگے منزلِ الفت میں ہم اور عندلیب آخر

رگِ گل گل کی پتیوں کے اندر نازک نازک ریشے کو کہتے ہیں شاعر اُسی سے تارنگاہ کی تشبیہ دیتا اور کہتا ہے کہ رگِ گل اور جادۂ تار نگاہ دونوں آخر میں بالکل یکساں ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم اور بلبل منزلِ الفت پر پہونچکر ملیں گے کیونکہ وہ جادہ رگِ گل کی سفر ہے اور میرا تار نگاہ بھی ولیا ہی جادہ ہے لہذا پہونچنا دونوں کو ایک ہی جگہ ہے۔

غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بیقرارانہ
نیاز بال افشانی ہوا صبر و شکیب آخر

میں اپنی زندگی بھر ضبط کرتا رہا اور کبھی بازوے طلب نہیں ہلائے یا اضطراب میں بال افشانی نہیں کی مگر کیا کیا جائے کہ یہ غرورِ ضبط نزع کے وقت بیقراروں کی طرح ٹوٹ ہی گیا اور وہ صبر و شکیب سب اس وقت کی بال افشانی یعنی تڑپ اور کرب کی نذر ہو کر رہ گیا۔

اسد کی طرح میری بھی بغیر از صبحِ رخساراں
ہوئی شامِ جوانی اے دلِ حسرت نصیب آخر

جیسے غریب اسد کی شام جوانی یونہی گزر گئی اور کبھی کسی صبح رخسار کا وصل اس غریب کو نصیب نہوا ایسے ہی اے دلِ حسرت نصیب میری بھی شام جوانی نامرادی میں گزر گئی۔ آمین ضمنت تجرید، یعنی اسد کوئی اور ہے تا ئل کوئی اور۔

فسونِ یکدلی ہے لذتِ بیداد دشمن پر
کہ وجد برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر

دشمن کے دل مین جو میرے اوپر ظلم کرنے کی لذت بھری اُس سے بیکدلی اور دوستی کا شیوہ ہوتا ہے کیونکہ بجلی جس کے دل مین میرے خرمن کے برباد کرنے کی لذت بیداد جاگزین ہے وہ اس طرح وجد شن آ آکر اور جھوم جھوم کر میرے خرمن پر گر رہی ہو جیسے تسخیر کا عمل کر دیا ہوا ور کوئی کسی کے عشق و محبت مین بیتاب پھرے کیا خوب خیال ہے سبحان اللہ

تکلف خارِ خارِ التماس بیقراری ہے ۔۔۔ کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشت سوزن پر

خوب پیراہن سیتے کے وقت انگشت سوزن کے اوپر ایک رشتہ لپیٹ دیتا ہے اور یہ ایک قسم کا تکلف ہے مگر یہ تکلف دراصل اس بے قراری کا عرض کرنا ہی جو پیراہن یا سوزن کے دل مین بھری ہوئی ہے اور جو دلکے چاک ہونے کی خبر دیتی ہے۔

یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے پیش از مرگ واویلا ۔۔۔ رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر

کہتا ہے کہ دیوانے آخر یہ کیا وحشت ہے اور کیا جنون ہے یہ تو پیش از مرگ واویلا والا مضمون ہے شیون و ماتم کیا جاتا ہے کسی کے مرنے کے بعد مگر قربان جائیے آپ کی وحشت کے کہ آپ نے زنجیر کے گھر کی بنیاد ہی شیون کے اوپر رکھی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب زنجیر بنانے والا بنائے گا تو ساتھ ہی اس مین صدا بھی پیدا ہو گی کیا گہری اور کتنی اچھی تخئیل ہے یہ کہ گویا خانۂ زنجیر کی بنا ہی شیون و ماتم پر ہے۔

شیشۂ آتشین رُخ پر نور ۔۔۔ عرق از خط چکیدہ روغن مور

اُس کا رُخ پر نور شیشہ آتشی ہے گویا اُس کے خط سے جو عرق ٹپک رہا ہو وہ روغن مور نکل رہا ہے خط کو مور سے تشبیہ دی ہے۔

بسکہ ہون بعد مرگ بھی نگران ۔۔۔ مردمک سے ہی خال بر لب گور

چونکہ مجھے بعد فنا بھی انتظار ہے اور میری آنکھین منتظر ہین لہذا میری پتلی میرے لب گور پر ایک خال سیاہ معلوم ہوتی ہے۔

بار لاتی ہے دانہہاے سرشک   ثمرہ ہے ریشۂ رز انگور

مژگان انگور کی شاخ کی طرح لدی ہوئی یہ معلوم ہوتی ہے کہ خوشہ ہائے انگور ہیں لدے ہی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اسکے دانہائے انگور اشک ہین۔

ظلم کرنا گدائے عاشق پر   نہین شاہان حُسن کا دستور

جو لوگ کشور حسن کے حکمران ہین اُن کے یہان یہ دستور نہین ہے کہ بیچارے عاشق پر جو فقیر ہوتا ہے ظلم و ستم روا رکھین یہ بڑی زیادتی ہے۔

دوستو مجھ ستم رسیدہ سے   دشمنی ہے وصال کا مذکور

اے دوستو مجھ ستم کش کے سامنے کوئی وصل کا ذکر نہ کرو یہ میرے ساتھ دشمنی ہے کیونکہ مین یہ سنکر اور زیادہ مضطرب اور بیقرار ہوتا ہون۔ وصال کے مذکور مین تین معانی ہین جس کو یہ بھی خیال کیا جا سکتا ہے کہ میرے لئے وصل کی تدبیر مین اور ... ہرگز ہرگز نہ کرو۔ یا یہ کہ اپنے وصل کا ذکر نہ کرو۔ نہایت پر اثر شعر ہے

زندگانی پہ اعتبار غلط   ہے کہان قیصر اور کہان فغفور

زندگی پر بھروسہ کرنا دراصل ایک بڑی سخت غلطی ہے نہ قیصر باقی رہا نہ فغفور رہا پھر جب ایسے ایسے جلیل القدر بادشاہون کو موت نے نہ چھوڑا تو ہماری کیا حقیقت ہے قیصر زمانۂ سابق مین شاہ روم اور فغفور شاہ چین کا لقب تھا جیسے کہ فراعنہ شاہان مصر کا۔

کیجیے جون اشک اور قطرہ زنی   اے اسدؔ ہے ہنوز دلی دور

ابھی تو آنسوؤن کی طرح آپ قطرہ زنی کئے جایئے یعنی ابھی تو مدتون تک روان دوان رہیئے کیونکہ ہنوز دلی دور ہے یعنی ابھی مدتون رونا چاہیے تب کہین منزل مقصود پر رسائی ہوگی۔

بسکہ مائل ہے وہ رشکِ ماہتاب آئینہ پر ہے نفس تارِ شعاعِ آفتاب آئینہ پر

چونکہ وہ رشک ماہتاب آئینہ پر عاشق ہے اور آئینہ دیکھتا رہتا ہے لہذا اس کی ہر سانس جو آئینہ پر پڑتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آئینہ پر آفتاب کی شعاع پڑی۔

بازگشت جادہ پیمائے رہِ حیرت کہان غافلان غش جان کر چھڑکین ہین آب آئینہ پر

بھلا وہ شخص جو راہ حیرت کا مسافر اور رہ نورد ہے اس کی بازگشت کی کیا صورت ہے اور وہ کیونکر پلٹ کر آسکتا ہے۔ غافل بیہوش جان کر آئینہ پر پانی چھڑک رہے ہین قاعدہ ہے کہ جب غش آتا ہے تو منہ پر چھینٹے دیتے ہین کہ ہوش آجائے اسی لئے کہتا ہے کہ مین کوئی غش تو ہوا نہین ہون کہ مجھے پھر ہوش آجائے اب میری بازگشت محال ہے یہ بھی رسم ہے کہ مسافر جب سفر کے لئے نکلتا ہے تو اُس کے اقارب و احباب شگون واپسی کے لئے آئینہ پر پانی چھڑکتے ہین کہ بامراد واپس آجاوے اسی لئے کہتے ہین کہ غافلون نے یہی سمجھا ہے کہ مین واپس آجاؤن گا۔ حالانکہ رہ نوردان حیرت کبھی واپس نہین آتے۔ اور اس غشی سے کسی طرح پر ہوش نہین ہو سکتا۔

بدگمان کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری بیدلون کو ہے برات اضطراب آئینہ پر

آپ کی خود آرائی عاشق کو بدگمان کرتی ہے لوگ کہتے ہین کہ برات عاشقان برشاخ آہو خیر یہ تو ہوگا مگر یہ یاد رکھئے کہ بیدلون کو جو حصہ اضطراب تقسیم ہوتا ہے تو حالت خود آرائی مین آئینہ دیکھنے سے ہوتا ہے۔

نازِ خود بینی کے باعث خونیِ صد بیگناہ جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینہ پر

میرے محبوب کی خود بینی کی وجہ سے آئینہ کو ناز ہے اور اسی وجہ سے وہ سیکڑون بلکہ ہزارون بے گناہون کو قتل کرتا ہے اور اتنا خونی ہوگیا ہے کہ اب آئینہ کے جوہر پر جوہر شمشیر بھی رشک سے پیچ و تاب کھاتا ہے۔

مدعی میرے صفائے دل سے ہوتا ہے خجل ہے تماشا زشت رویون کا عتاب آئینہ پر

معنی یعنی دشمن میرے دل کی صفائی دیکھکر کٹا جاتا ہے اور غصہ کرتا ہے کیا تماشا ہی کہ یہ بدصورت آئینہ پر عتاب کرتے ہین۔ حالانکہ ان کی بدصورتی مین آئینہ کا کوئی قصور نہین ہی۔

سد سکندر ہوا زبہر نگاہ گلرخان — گر کرے یون امر نہی بوتراب آئینہ پر

اگر امر بوتراب نہی کے بارے مین جاری ہو تو آئینہ گلرخون کیلئے سد سکندر بنجائے اور وہ اپنی نگاہ کو آئینہ کے پار نہ کرسکین۔

دل کو توڑا جوش بیتابی سے غالب کیا کیا — رکھدیا پہلو بوقت اضطراب آئینہ پر

اے غالب حالت بیتابی مین تم نے دل کو توڑ ڈالا یہ کیا کیا گویا بیتابی کے وقت آئینہ پر پہلو رکھدیا ہے جس سے وہ چور چور ہوکر رہ گیا۔

ہی کسوتِ عروج تغافل کمال حسن — چشم سیہ بہ مرگ نگہ سوگوار تر

حسن کا کمال تغافل کی بلندی کے لئے ایک لباس ہی معشوق کی چشم سیاہ نگاہ کے مرجانے سے سوگوار بنی ہی کسواسطے تغافل نگاہ کے لئے ایک موت کے برابر ہے یعنی تغافل مین نگاہ نہین کی جاتی۔ اور یہی سوگواری چشم سیاہ کا سبب ہے۔

سعی خرام کاوش ایجاد جلوہ ہے — جوش چکیدن عرق آئینہ کار تر

یہ جو خرام ناز مین سعی فرمائی جارہی ہے یہ ایجاد جلوہ کے لئے ایک کاوش ہی یعنی یہ کاوش محض جلوہ گری کے واسطے ہے پسینہ اسکی تائید کرتا ہی اور چہرہ کو آئینہ بنارہا ہے۔

ہر گرد باد حلقۂ فتراک بیخودی — مجنون دشت عشق تحیر شکار تر

ہر بگولا اُس کو حصول بیخودی کے لئے فتراک کا ایک حلقہ معلوم ہوتا ہی یعنی ہر بگولہ اُس کے لئے ایک بیخودی کو پھانس رہا ہی اس طرح سے عشق کے جنگل کا مجنون اور زیادہ حیرت کا شکار کررہا ہے۔ اور وحشت گردی سے اوسکی وحشت بڑھ رہی ہے۔

اے چرخ خاک برسرِ تعمیرِ کائنات   لیکن بنائے عہد وفا استوار تر

اے آسمان چاہے تو تعمیر کائنات کو خاک مین ملا دے کچھ پروا نہین مگر عہد وفا کی بنا کو اور زیادہ بلند کر جتنا بلند کر سکے۔

ہیچ ہے قدرِ جنون آشفتہ سامانی بغیر   ننگِ وحشت ہے گریبان چاک دامانی بغیر

جب تک پریشانی اور آشفتہ سامانی نہو اُس وقت تک جنون کی کچھ قدر نہین وہ گریبان جس مین چاک دامانی نہو وہ وحشت عشق کے لئے باعث ننگ و عار ہے۔

پائے بندِ عشق رسمِ دہر سے آزاد ہین   کر رہے ہین ذکر تیرا سبحہ گردانی بغیر

وہ لوگ جو عشق کے پابند ہو چکے ہین وہ زمانہ کی رسوم کی قید سے آزاد ہین اُنکو یہ ضرورت نہین ہے کہ تیرا ذکر جبھی کرین جب تسبیح لین بلکہ بغیر تسبیح وہ برابر تیرے ذکر مین مشغول ہین۔ کیونکہ وہ عشق کے پابند ہین نہ کہ تسبیح کے۔

محشر آشوبِ رسوائی ہے اندازِ کرم   مجرمونکا دل نہین رہتا پشیمانی بغیر

یعنی تیرے کرم کا انداز فتنہ رسوائی کا ایک محشر ہے اگرچہ تو نے مجرمون کو انداز کرم بخش دیا ہے مگر وہ اس سے مطمئن نہین ہوئے اور پشیمان ہو رہے ہین اور یہی پشیمانی اُن کیلئے ایک آشوب قیامت اور قیامت آشوب ہے اسی قسم کا فارسی کا یہ شعر ہے ؎

ہفت دوزخ در نہاد شرمساری مضمر است
انتقام است اینکہ با مجرم مدارا کردہ

دل کا پہلے خوگر آلام ہونا شرط ہے   کوئی مشکل رہ نہین سکتی ہے آسانی بغیر

یعنی دنیا مین کوئی ایسی مشکل نہین ہے جو آسان نہو سکے مگر اصل یہ ہے کہ پہلے دل کا خوگر آلام ہونا بہت زیادہ ضروری اور لازمی ہے ظاہر ہے کہ جب دل خوگر آلام ہو گیا تو پھر خود بخود ہر مشکل آسان ہو گئی۔ غالب نے خود ہی ایک جگہ اس مضمون کو یون کہا ہے ؎

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آسان ہو گئیں

ہو گدائے عجز ہمت اے غرور معصیت ــــ سنگ خارا بھی نہیں آئینہ حیرانی بغیر

اے معصیت کے غرور تجھے چاہئے کہ تو عاجزی ہمت کے لئے فقیر بنجائے یعنی تجھے چاہئیے کہ عجز ہمت کو حاصل کرے کیونکہ آئینہ میں جب تک کہ حیرانی نہو وہ سنگ خارا کے درجہ سے بھی گرا ہوا ہے - یا آئینہ تو آئینہ وہ پتھر بھی نہیں

ہو ندامت آشنائے عشق ممکن ہی نہیں ــــ فکر ایجاد گریبان ذوق عریانی بغیر

یہ ممکن نہیں ہے کہ ندامت عشق کی آشنا ہو جائے اور ایجاد گریبان کا ذوق بغیر ذوق عریانی پیدا ہو سکے یعنی عشق میں عشق کی پیدایش کے ساتھ ہی ذوق رسوائی بھی پیدا ہوتا ہے -

...... اے اسد دشوار ہے جینا گرانجانی بغیر

ردیف زائے ہوّز

بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز ــــ وہ سبزہ سنگ پر نہ اگا کوہکن ہنوز

چمن کی ہوا ابھی وفا سے بیگانہ ہے اور یہاں کہیں وفا کا نام نہیں اے کوہ کن کیوں پتھر کے اوپر تو اس سبزہ کو ڈھونڈھتا ہے وہ سبزہ ہنوز پتھر پر نہیں اگا اس شغل کام سے باز آ -

یارب یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا ــــ ہے ربط مشک داغ سواد ختن ہنوز

اے خدا یہ کس ظالم کی نگاہ کا تیر کھا کر دردمند ہوا ہے کہ آج تک مشک اور داغ سواد ختن کا ربط وضبط باقی ہے آخر یہ دردمند کس کی نگاہ سے ہوا تھا -

جوں جادہ سرِ بکوئے تمنائے بیدلی ــــ زنجیر پا ہے رشتۂ حب الوطن ہنوز

جادہ کی طرح مین کوئے بیدلی کی طرف رخ کئے ہوے ہون - اور اُسی طرف جارہا ہون
مگر کیا کیا جائے کہ وطن کی محبت کی زنجیر اب تک پاؤن مین پڑی ہے اور اس سے چھٹکارا نہین ہے
اس صورت مین کہ زنجیر حب وطن پاؤن مین پڑی ہے اپنی تشبیہ جادہ سے دینا نہایت ہی نازک
خیالی ہے -

مین دور گرد قرب بساط نگاہ تھا بیرون دل نہ تھی تپش انجمن ہنوز

مین دور گرد اُس وقت بساط نگاہ کے قریب تھا یعنی اُس وقت نگاہ مین تھا جبکہ
انجمن کی دل کی تپش دل سے باہر بھی نہ آنے پائی تھی یعنی جب دوسرے عشاق موجود بھی
نہ تھے اُس وقت کا عاشق ہون -

تھا مجکو خار خار جنون وفا اسد سوزن مین تھا نہفتہ گل پیرہن ہنوز

اے اسد مجھے اُس وقت بھی بے انتہا جنون وفا پیدا ہو گیا تھا - جب کہ گل پیرہن کا
مقام سوزن مین تھا - یعنی کتم عدم مین تھا یعنی مین چاک گریبانی پر اُس وقت آمادہ تھا - جبکہ
خود دامان و گریبان بھی نہ تھا -

فانوس شمع ہے کفن کشتگان شوق در پردہ ہے معاملہ سوختن ہنوز

فانوس شمع کشتگان شوق کا کفن بن چکا ہے حالانکہ سوختن کا معاملہ ابھی تک پردہ
ہی مین ہے اور اس کا کہین مذکور بھی نہین -

کو یک شرر کہ ساز چراغان کرون اسد بزم طرب ہے پردگی سوختن ہنوز

ایک شرر کہان سے لاؤن کہ چراغان کا سامان کرون بزم طرب اُس وقت تک جلنے
کے لئے پردہ بنی ہوئی ہے یا یہ کہ جلنے سے ہنوز پردہ کرتی ہے -

فریب صنعت ایجاد کا تماشا دیکھ نگاہ عکس فروش و خیال آئینہ ساز

صنعت ایجاد کے اس فریب کو ذرا غور سے دیکھئے نگاہ عکس فروش ہے اور خیال آئینہ ساز ہے

ظاہر ہے کہ آنکھ میں جو عکس پڑتا ہے وہی ظاہر کرتی ہے یا یہ کہ نگاہ برابر عکس معشوق دکھا رہی ہے اور خیال آئینے تیار کرتا جا رہا ہے یعنی میرے فریب دینے کے لئے دونوں آمادہ ہیں

زبسکہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے — اڑی ہے صفحۂ خاطر سے صورت پرواز

چونکہ جلوۂ صیاد حیرت آرائی کرتا ہے اور جلوۂ صیاد نے مجھے حیران کر دیا ہے لہذا میرے صفحۂ خاطر سے صورت پرواز محو ہو کر رہ گئی ہے۔

ہجوم فکر سے دل مثل موج لرزے ہے — کہ شیشہ نازک و صہبائے آبگینہ گداز

فکر کے ہجوم سے دل موج کی مانند کانپتا ہے کیونکہ دل ایک شیشہ کی طرح ہے اور اس کے اندر شراب محبت بھری ہے جو اس قدر تیز اور تند ہے کہ شیشہ کو بھی گلا دیتی ہے اسی وجہ سے فکر اور پریشانی کا ہجوم ہو رہا ہے اور دل موج کی مانند لرز رہا ہے۔

اسد سے ترک وفا کا گمان وہ معنی ہے — کہ کھینچیے پر طائر سے صورت پرواز

اسد کی طرف سے یہ گمان کرنا کہ یہ ترک وفا کرے گا یہ معنی رکھتا ہے اور اس کی ایسی مثال ہے جیسے طائر کے پر سے پرواز کی حقیقت کوئی سلب نہیں کر سکتا اسی طرح یہ سمجھ سے بھی ترک وفا ممکن تحقیق ہے۔

آئی اک عمر سے معذور تماشا نرگس — چشم شبنم میں نہ ٹوٹا مژہ خار ہنوز

نرگس غریب ایک عمر سے بینائی سے معذور ہے مگر شبنم جو تمام چمن کا نظارہ کرتی ہے اب تک وہ اندھی نہیں ہوئی اور اس کی آنکھ میں کوئی خار نہ چبھا۔

کیوں ہوا تھا طرف آبلۂ پا یارب — جادہ ہے واشدن پیچش طومار ہنوز

آخر جادہ نے آبلہ پا سے کیوں شرط لگائی تھی کہ آج تک کسی ایسے طومار کا کھلنا نا معلوم جس میں کھلنے پر بھی پیچ و تاب باقی ہے طومار کسی لمبے اور لپٹے ہوئے کاغذ کو کہتے ہیں جو کھلنے پر بھی لپٹا رہتا ہے۔

حسن خود آرا کو ہے مشق تغافل ہنوز　　ہے کف مشاطہ مین آئینۂ گل ہنوز

ہنوز حسن خود آرا تغافل کی مشق کر رہا ہے کیونکہ مشاطہ کے ہاتھ مین گل کا آئینہ ہے

سادہ و پُرکار تر غافل و ہشیار تر　　مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سنبل ہنوز

میرا محبوب کس قدر سادہ ہے اور کس قدر پُرکار اور ہوشیار ہو کہ شمشاد سے شانۂ سنبل کی فرمایش کر رہا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ شانہ سنبل شمشاد کہان سے بہم پہونچائے گا اُسمین پُرکاری یہ ہے کہ وہ کسیوقت اپنی زینت سے غافل نہین ہے اور سادگی یہ ہے کہ شمشاد سے ایک ایسی چیز کی طلب ہے جو اُسکے لئے محال ہے۔

ساقی و تعلیم رنج محفل و تمکین گران　　سیلی استاد ہے ساغر بے مل ہنوز

ساقی کا کام یہ ہے کہ رنج کی تعلیم دے رہا ہے اور تمکین و تمکن والے لوگ اپنی تمکین میں مصروف ہین تو گویا کہ خالی پیالہ بے شراب دینا اُستاد کے طمانچہ کا کام دیتا ہے جو شاگردون کو تعلیم دینے کے لئے لگایا جاتا ہے۔

چاک گریبان کو ہے ربط تامل ہنوز　　غنچہ مین دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز

چاک گریبان ابھی تامل سے ربط رکھتا ہے یعنی ابھی چاک نہین ہوا تو گویا ابھی گل کا حوصلہ حالت غنچگی مین گھٹا ہوا تکلیف دے رہا ہے۔

داغ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز　　خلوت سنگ مین ہے نالہ طلبگار ہنوز

دیوانہ کہسار مین اب تک طفلان سنگ انداز کی وجہ سے بیقرار اور پریشان ہے کیونکہ پردۂ سنگ مین طلبگار نالہ ہے یا یہ کہ طفلان سنگ انداز کی جدائی مین دیوانہ ہنوز کہسار مین بیقرار ہے کیونکہ نالہ ابھی خلوت سنگ مین اُس کا طلبگار ہے اور وہ اس جدائی کی وجہ سے اُس سے جدا ہے۔

خانہ ہے سیل سے خو کردۂ دیدار ہنوز　　دور بین در زدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز

سیل کی وجہ سے میرا گھر اسوقت تک خوگر دیدار بنا ہوا ہے وہ رخنہ جو سیلاب آنے سے دیوار مین پیدا ہوا تھا وہ گویا ایک دیدہ مین لگائے ہوئے انتظار دیدار مین بیٹھا ہے

دل کی صدائے شکست سازِ طرب ہے اسد　　　شیشۂ بے بادہ سے چاہی ہے قلقل ہنوز

اے اسد دل کے ٹوٹنے کی آواز ایک ساز طرب ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ تو شیشہ بے بادہ سے قلقل کا خواستگار ہے گویا دل ایک شیشۂ بے بادہ ہے جس کی مانند شکستگی تیرے لئے صدائے قلقل ہے۔

دلمین ہے سودائے زلف مستِ تغافل ہنوز　　　ہے مژۂ خوابناک ریشۂ سنبل ہنوز

اس شعر مین دو چیزون کو دو چیزون سے تشبیہ دی گئی ہے۔ سودائے زلف کو ریشہ سنبل سے اور ریشۂ سنبل کو مژۂ خوابناک سے کہتا ہے کہ میرے دل مین سودائے زلف اسوقت تک مست تغافل پڑا ہوا ہے اور وہ ریشۂ سنبل معلوم ہوتا ہے جو اس غفلت اور بیخبری کی وجہ سے مژۂ خوابناک بنا ہوا ہے۔

آئینہ امتحان نذر تغافل اسد　　　شبہۂ اسباب ہے وہم توکل ہنوز

اے اسد تونے آئینہ امتحان کو نذر تغافل کر دیا ہے حالانکہ اسباب شبہت موجود ہے مگر تو ابھی تک توکل کے وہم وخیال مین گرفتار ہے اور سمجھ رہا ہے کہ مین توکل کر رہا ہون اس کو تغافل یعنی جان بوجھ کر غفلت کرنا کہتے ہین۔

تو بیابان تمنا و کجا جولان عجز　　　آبلے پا کے ہین یان رفتار کو دندان عجز

بھلا کہان تمنا کا بیابان اور کہان عجز کی جولانی کوئی نسبت اور مناسبت ہی نہین آبلے جو پاؤن مین پڑ گئے ہین وہ رفتار کے لئے دندان عجز بن گئے ہین یعنی جیسے کہ عاجز ہو کر کوئی دانت نکال دیتا ہے بالکل ایسی ہی صورت ہے کہ رفتار نے سیر بیابان تمنا سے عاجز ہو کر دانت نکال دیے ہین یہی عجز کی جولانی ہے۔

ہو قبول کم نگاہی تحفۂ اہل نیاز　　　ایدل و ایجان نازا ے دین و اے ایمان عجز

اے دل وجان ناز۔ اے میرے عجز کے دین و ایمان اہل نیاز کے تحفے کے لئے کم نگاہی کو حکم دے کہ قبول کرے اور اُن غریبوں کے پاس کیا رکھا ہے بس یہی ہو۔

بوسہ یا انتخاب بدگمانی ہائے حسن — یان ہجوم عجز سے تا سجدہ ہی جولان عجز

اس مین ایک چھوٹا سا واقعہ درج کیا ہی جیسے کہ ایک عاشق ستم رسیدہ اشتیاق و شوق تمنا سے عاجز ہو کر کسی روز معشوق کے قدمون پر جھک پڑا معشوق کو خیال ہوا کہ یہ پاؤن چومنا چاہتا ہے جب اس کو یہ معلوم ہوا تو کہنے لگا کہ مین اور بوسہ یا استغفراللہ ایسا کب ہو سکتا ہی بدگمانی حسن کا انتخاب تہمت ہے یہان تو عجز دنیاز کا اتنا ہجوم ہے کہ عجز کی اگر بہت بڑی دوڑ ہے تو صرف سجدہ تک کیسا بوسہ اور کیسی پائے بوسی۔

حسن کو غنچون سے ہی پوشیدہ چشمی ہائے ناز — عشق نے واکی ہی ہر اک خار سے مژگان عجز

حسن غنچون سے چپکے چپکے دزدیدہ نگاہیان کر رہا اور ناز کے ساتھ نظرین لڑا رہا ہی عشق اس کی دیکھ بھال مین مصروف ہی اور عشق ہر ایک خار سے مژگان عجز بنا کر آنکھین کھولے یہ تمام باتین دیکھ رہا ہے غنچون کے لحاظ سے حسن کی پوشیدہ چشمی کہنا نہایت ہی انسب ہی خار کو مژگان عجز کہنا بھی ایک تازگی رکھتا ہے۔

اضطراب نارسائی مائیہ شرمندگی — ہی عرق ریزی خجلت جوشش طوفان عجز

نارسائی کی بیقراری باعث شرمندگی ہوتی ہی اور اس شرمندگی سے جو عرق ریزی ہوتی ہی وہ گویا طوفان عجز کی جوشش ہو یعنی طوفان عجز مین جوش اور تلاطم اس طرح پیدا ہوتا ہی کہ بیقراری کا اضطراب شرمندگی کا سامان بنتا ہے اور اس شرمندگی کی وجہ سے پسینہ آتا ہے۔

وہ جہان مسند نشین بارگاہ ناز ہو — قامت خوبان ہو محراب نیازستان عجز

میرا محبوب جس جگہ بارگاہ ناز مین مسند نشین ہو وہان تمام سرو قدون کے قد جھک کر نیازستان عجز کی محراب بن جائین حاصل کلام یہ کہ جہان میرا محبوب جلوہ گر ہو گا اس جگہ

بڑے بڑے شمشاد قد ازراہ نیاز جھک جائین گے۔

بسکہ بے پایان ہی صحرائے محبت اے اسد — گردباد اس راہ کا ہی عقدۂ پیمان عجز

صحرائے محبت کی کوئی حد ونہایت نہین ہی اور یہ ایک کف دست میدان بے پایان ہے۔ اس راہ مین جو بگولے نظر آتے ہین وہ بگولے نہین ہین بلکہ عقدے ہین جو پیمان عجز کے وقت ڈالے جاتے ہین یعنی عہد کرنے مین یادداشت کے لئے گرہ لگائی گئی تھین۔

نہ بندہا تھا بعدم نقش دل مور ہنوز — تب سے ہی یان دہن یار کا مذکور ہنوز

یعنی جبکہ عدم مین دل مور کا نقش بھی پیدا نہ ہوا تھا ہم اس وقت سے اس وقت تک برابر دہن یار کا مذکور کر رہے ہین۔ دہن یار کے مذکور اور دل مور مین بوجہ تنگی اور چھوٹے ہونے کے جو مناسبت ہے وہ ظاہر ہے

سبزہ ہے نوک زبان دہن گور ہنوز — حسرت عرض تمنا مین ہون رنجور ہنوز

مین حسرت عرض تمنا مین مرگیا تھا اُس کا اثر بعد مُردن بھی ظاہر ہے کہ وہ سبزہ جو دہن گور پر اُگا ہے سبزہ نہین ہی بلکہ نوک زبان گور ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ مین حسرت عرض تمنا مین ابھی تک رنجور ہون۔

صد تجلّی کدہ ہے صرف جبین غربت — پیرہن مین ہی غبار شرر طور ہنوز

میری جبین غربت مین سو تجلی کدے پوشیدہ ہین گویا کہ میرے پیراہن مین اِس وقت تک غبار شرار طور مخفی اور موجود ہے جبین غربت مین شائد تجلی کدہ بوجہ درخشانی گرد غربت بتایا گیا ہے جو پیشانی پر موجود ہے۔

زخم دل مین ہی نہان غنچۂ پیکان نگار — جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز

میرے دل کے زخم مین ایک نگار (نقش یا معشوق) کے پیکان کا غنچہ مخفی اور مستور ہی لہذا کہا جاسکتا ہی کہ اس ناسور کے پیچھے ایک باغ کا جلوہ یا نگارستان ہو۔

پا پر از آبلہ راہ طلب مئے مین ہوا   ہاتھ آیا نہین یک دانۂ انگور ہنوز

طلب مے مین دوا دوش کرتے کرتے پاؤن مین اتنے آبلے پڑے کہ پاؤن آبلون سے بھر گیا مگر محرومی کو دیکھئے کہ اس وقت تک ایک دانہ انگور بھی ہاتھ نہین آیا ہے پاؤن کا آبلون سے بھرا ہونا اور ایک انگور ہاتھ نہ آنا ایک لطف رکھتا ہے جو طبیع سلیم پر پوشیدہ نہین ہو۔

گل کھلے غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی   سرخوش خواب ہے وہ نرگس مخمور ہنوز

پھول کھلنے لگے بلکہ کھل گئے غنچے چٹکے۔ صبح نمودار ہو گئی مگر ہنوز میرے معشوق کی چشم مخمور مصروف خواب راحت و آرام ہے۔

اے اسد تیرگی بخت سیہ ظاہر ہے   نظر آتی نہین صبح شب دیجور ہنوز

اے اسد میرے نصیب کی تاریکی اس سے ظاہر ہے کہ میری شب دیجور فرقت کی اس وقت تک صبح نہین ہوئی یا یہ کہ اے اسد بخت سیاہ کی تاریکی ظاہر ہے اور اسکو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ میری شب تاریک غم کی سحر ابھی تک نہین ہوئی۔

ردیف (س)

کب فقیرون کو رسائی بت میخوار کے پاس   تونبی بو دیجئے میخانہ کی دیوار کے پاس

فقیرون کی رسائی بت میخوار کے پاس کب ہو سکتی ہے بس ایک یہی ترکیب ہے کہ میخانے کی دیوار کے پاس ایک تونبی کا درخت بو دیا جائے تونبی چونکہ استعمال شراب مین آتی ہو لہٰذا یہ وہان تک پہونچیگی اور چونکہ تونبی فقیرون کے بھی کام آتی ہے اس لئے گویا فقیرون کی ایک چیز کا گزر بت میخوار تک ہو جائے گا۔ ورنہ اور کوئی صورت رسائی کی نہین ہو یا یہ کہ تونبی چونکہ فقیرون کے پاس رہتی ہو اس لئے جب وہ بڑہے گی اور میخانے کی دیوار سے گزر کر میخانے مین جائے گی تو بت میخوار تک اس کی رسائی ہو گی اور پھر اسی کے

ذریعہ سے فقیر دن کا بھی حصہ مل رہے گا۔

حاصل دلبستگی ہے عمر کوتاہ اور بس　　وقت عرض عقدہ ہاے متصل تا نفس

یعنی دل لگانے کا حاصل بس عمر کوتاہ ہے اور کچھ بھی نہین ہے گویا تار نفس ایک رشتۂ گرہ دار ہے جو دمبدم پیش ہو رہا ہو کہ دنیا دیکھ سکے کہ دل بستگی سے عمر کے یون ٹکڑے اُڑ جاتے ہین اُس کو بار بار جوڑا گیا ہو تب جا کر یہ صورت بنی ہے تو گویا تار انفاس اُن گرہون کو پیش کر رہا ہے جو متصل رشتۂ عمر مین پڑی ہوئی ہین۔

کیون نہ طوطی طبیعت نغمہ پیرائی کرے　　باندھتا ہے رنگ گل آئینہ بر چاک قفس

پھر کیا سبب ہو کہ طوطی طبیعت نغمہ پیرائی نہ کرے جب رنگ گل نے قفس کے سامنے ایک آئینہ رکھ چھوڑا ہے یعنی رنگ گل ایک آئینہ معلوم ہوتا ہے اور آئینہ کو دیکھ کر طوطی نغمہ پردازی مین ہمیشہ مصروف و مشغول ہوتا ہے اسی طرح میری طبیعت بھی جوش مین آجاتی ہے۔

اے ادا فہمان صدا تنگی فرصت سے ہے خون　　ہے بصحراے تحیر چشم قربانی جرس

اے ادا فہمو اور اے رمز شناسو ذرا اس رمز کو سمجھو کہ وہ جانور جو ذبح ہوتا ہو یا وہ شخص جو مذبوح و قربان ہوتا ہو اُس کی آواز نہ نکلنے کی وجہ کیا ہوتی ہے وجہ یہ ہو کہ صحراے حیرت مین چشم قربانی سے جرس کا کام لیا جاتا ہے اور بس وہان کے لئے یہی جرس ہو۔

دوسرے معنی جو زیادہ قرین قیاس ہین یہ ہین کہ اے ادا فہمو اس بات کو سمجھو کہ صحراے حیرت مین فرصت کی تنگی کی وجہ سے صدا خون ہو کر رہ گئی ہے اور جرس چشم قربانی کی طرح بے صدا ہو کر رہ گیا ہے۔

تیز تر ہوتا ہے خشم تند خویان عجز سے　　ہے رگ سنگ فسان تیغ شعلہ خار و خس

جتنی عاجزی کیجئے تند خو اون کا غصہ اور بھی زیادہ تیز ہوتا ہے دیکھو کہ خار و خس جو ذلیل عجز ہین وہ شعلہ کی تلوار کے سنگ فسان کے واسطے رگ سنگ بن جاتے ہین جن سے

شعلہ اور تیز ہوتا ہے سنگ فسان وہ پتھر جس پر تلوار چھری وغیرہ تیز کرتے ہین رگ سنگ وہ ہلکی ہلکی لکیرین یا خط جو پتھر پر پڑی ہوتی ہین۔ خار و خس کو دلیل عجز اس واسطے کہا کہ وہ خود ایک نہایت حقیر اور ذلیل چیز ہے یا یہ کہ عاجز ہوتے وقت تنکا دانتون مین دبا لیا کرتے ہین جیساکہ خود مرزا نے کسی جگہ کہا ہے ؎

گر آئی سطوت قاتل بھی مانع میرے نالونکو

لیا دانتون مین جو تنکا ہوا ریشہ نیستان کا

یا

اے ہوس مبارک ہو کار عشق آسان ہے

داغ پشت دست عجز شعلہ خس بدندان ہے

یا

خموشی ریشہ صد نیستان سے خس بدندان ہو

غرضکہ تنکے کو دلیل عجز ٹھہرانا ایک مضمون معروف ہے اور اکثر جگہ اس مضمون کو مرزا نے کہا ہو

سختی راہ محبت منع دخل غیر ہے

پیچ و تاب جادہ ہر یان جوہر تیغ عسس

یعنی راہ محبت کی سختی جو غیرون کو اس مین داخل ہونے سے باز رکھتی ہے یہان کے جادہ راہ کا پیچ و تاب تیغ عسس کے جوہر کا کام دیتا ہے عسس کوتوال کو کہتے ہین جو محافظت شہر و اہل شہر کے لئے ہوتا ہے اسی لئے وہ جوہر تیغ عسس برابر پاسبانی مین مشغول ہو اور کسی غیر کو اس راہ پر نہین آنے دیتا۔

اے اسد ہم خود اسیر رنگ بوے باغ ہین

ظاہر صیاد نادان ہے گرفتار ہوس

اے اسد اصل واقعہ یہ ہے کہ ہم خود اسیر رنگ و بوے باغ ہو کر رہتے ہین اور صیاد نادان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم نے گرفتار کر رکھا ہے یہ بالکل خیال خام ہو اس طرح وہ خود قید ہو

دشت الفت مین ہے خاک کشتگان محبوس و بس

پیچ و تاب جادہ ہے خط کف افسوس و بس

دشت الفت مین بس کشتون کی خاک قید ہو اور کچھ بھی نہین جادے کا پیچ و تاب مت سمجھو بلکہ یہ مجنونون کے دست افسوس کے خطوط نمایان ہو رہے ہین جو برابر اپنے حال پر افسوس کر رہے ہین

دست افسوس وہ ہاتھ جو افسوس سے ملے جائین۔

ہے تصور مین نہان سرمایۂ صد گلستان — کاسۂ زانو ہے مجکو بیضۂ طاؤس بس

میرے تصور مین سرمایہ صد گلستان پوشیدہ اور مخفی ہے اور مین جو اپنے کاسۂ زانو پر محو تصور ہو کر سر جھکائے ہوئے ہون تو یہ کاسۂ زانو میرے لئے بیضۂ طاؤس بن گیا ہے جس مین سیکڑون رنگ مخفی و مستور ہین بیضۂ طاؤس سے کاسۂ زانو کو اس لئے تشبیہ دی کہ اس مین زنگارنگی ہوتی ہے اور اسی رنگینی اور زنگارنگی کو سرمایۂ صد گلستان کہا گیا ہے۔

کفر ہے غیر از وفور شوق رہبر خواستن — راہ صحرائے حرم مین ہے جرس ناقوس و بس

سوائے وفور شوق کے کیسکو اپنا رہنما اور رہبر بنانا گناہ اور کفر ہے راہ صحرائے حرم مین صرف جرس کو ناقوس سمجھنا چاہیئے کیونکہ جرس سے وفور شوق نمایان ہے۔ لہذا یہی رہبر ہے ناقوس کی ضرورت نہین ہے۔

یک جہان گل تختۂ مشق شگفتن ہے اسد — غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس

ایک زمانہ کے باغ اور گل تختۂ مشق شگفتن بنے ہوئے ہین یعنی زمانہ بھر مین پھول کھل رہے ہین مگر اے اسد غنچۂ خاطر ابتک افسردہ ہے اور وہ کسی طرح نہین کھلتا اس کو برابر اپنی افسردگی سے اُنس ہے اور افسردگی ہی مین خوش ہے۔

کرتا ہے بہ یاد بت رنگین دل مایوس — رنگ ز نظر رفتہ حنائے کف افسوس

میرا مایوس دل اُس بت رنگین ادا کی یاد مین اس رنگ زمانہ کو جو نظر کے سامنے سے غائب ہو چکا ہے اپنے کف افسوس کے لئے حنا بنا رہا ہے اور اس سے دست افسوس کو زینت دے رہا ہے حاصل یہ ہو کر رنگ رفتہ زمانہ کی وجہ سے کف افسوس مل رہا ہون اور اس بت رنگین ادا کو یاد کر رہا ہون۔

تھا خواب مین کیا جلوہ نظر جوش زلیخا — ہے بالش دل سوختگان مین پر طاؤس

یعنی خواب مین زلیخانے کونسے ایسے جلوۂ نظر جوش کو دیکھا تھا کہ آج تک دل سوختہ لوگون کے تکیہ مین پر طاؤس بھرے جاتے ہین یا یہ کہ کونسا ایسا جلوہ دیکھا تھا کہ اس نی نظر کو جوش مین ڈال دیا تھا - یا یہ کہئے دیوانگان عشق اور دل سوختگان غم کے تکیون مین پر طاؤس بھرے ہین - انھین مین سے کوئی جلوہ وہ بھی ہوگا یا یہ کہ دل سوختگان کے بالش مین پر طاؤس ہین جن مین بہت سے رنگ ہین اور ان کی نظر جوش نہین کھاتی ہی زلیخا کو ایسے کونسے جلوے نے محو بنا دیا تھا کہ وہ خواب ہی مین دیکھ کر دیوانی ہوگئی تھی -

حیرت سے رخ دوست کے از بسکہ ہین بیکار   خور قطرۂ شبنم مین ہی جون شمع بہ فانوس

چونکہ جلوۂ رخ دوست نے حیران کر دیا ہے اور اسی وجہ سے وہ بیکار ہوگیا ہے تو اب آفتاب قطرۂ شبنم کے اندر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ شمع پردہ فانوس مین چھپی ہوتی ہی

دریافتن صحبت اغیار غرض ہے   اے نامہ رسان نامہ بر چاہئے جاسوس

مطلب یہ ہی کہ وہ یعنی نامہ بر یہ دیکھ آے کہ اُس کی اغیار سے کیسی صحبت رہتی ہے اور کیونکر گزرتی ہے اے نامہ بر نامہ بر جاسوس ہونا چاہئیے -
یا یہ کہ نامہ بر ایسا ہو جو غیر کی صحبت مین بار پا سکے اور وہان کے حالات معلوم کر سکے لہذا نامہ بر کو جاسوس ہونا چاہئے -

ہے مشق اسد دست گہ وصل کی منظور   ہون خاک نشین از پے ادراک قدم بوس

اے اسد مجھے منظور یہ ہے کہ قدرت وصل کی مشق کر دن اس واسطے ادراک قدم بوسی کے لئے خاک نشین ہو رہا ہون کیونکہ یہ صورت بھی ایک وصل کی صورت ہے اور یہ اول مشق دستگاہ وصل ہے -

ہوئی ہی بسکہ صرف مشق تمکین بہار آتش   بہ انداز حنا ہی رونق دست چنار آتش

آگ چونکہ بہار کی مشق تمکین مین مصروف ہے تو چنار کے ہاتھ پر (جو پتون سے مراد ہی) حنا کی طرح لگ رہی ہے - چنار کے پتے کو شعرا پنجہ چنار کہتے ہین اور اغلب ہے

کہ اس کو سُرخ بھی مانا ہی۔

نہیں ہے بے گداز موم ربط پیکر آرائی — نکلے کیا نہال شمع بے تخم شرار آتش

بغیر گداز موم کے پیکر آرائی اُس سے ہو ہی نہیں سکتی ظاہر ہے کہ نہال شمع مین جب تک تخم شرار نہ بویا جاے گا اُس وقت تک آگ نہین نکل سکتی۔

خیال دود تھا سر جوش سودائے غلط فہمی — اگر رکھتی نہ خاکستر نشینی کا غبار آتش

دہوین کے خیال سے میرے سودائے غلط فہمی کا سر چکرا جاتا اور اس مین ایک قسم کا جوش پیدا ہو جاتا ہے اگر کہین آگ کے اندر خاکستر نشینی کا غبار موجود نہوتا یعنی میری غلط فہمی کو اس کے دہوین سے طرح طرح کے خیال پیدا ہو جاتے مگر خیریت ہوئی کہ آگ مین اس کی خاکستر نشینی کی وجہ سے مادۂ غبار بھی موجود ہے جو عشاق یا اس قسم کے لوگون مین نہین ہوتا اس لئے اب کوئی غلط فہمی اس کی طرف سے نہین ہی۔

ہوائے پرفشانی برق خرمنہائے خاطر ہے — ببال شعلہ بیتابی ہے پروانہ زار آتش

آگ کے دل مین پرفشانی کی ہوا سماگئی ہے اور یہ اُس کے واسطے برق خرمن بنی ہوئی ہی گویا وہ اُس کے بازو ہین اور اُن بازوؤن کی وجہ سے وہ پروانہ زار بن گئی ہی یعنی یہی اڑنے کی خواہش اُس کے لئے برق خرمن ہی کہ اس کے وجود کو جلا رہی ہی اور یہ صاف ظاہر ہے کہ شعلہ افشانی ہی آگ کو آگ بناتی اور جلاتی ہے۔

نہین برق و شرر جز وحشت و ضبط تپیدن ہا — بلا گردان بے پروا خرامی ہائے یار آتش

برق و شرر دونون کیا ہین یہ ضبط و تپیدن کی وحشت کے سبب سے پیدا ہوئی ہین گویا آگ یار کی بے پروا خرامی پر بلا گردان ہو رہی ہی یعنی آگ کی وحشت اور ضبط تپیدن کی وجہ سے یہ دونون چیزین پیدا ہوئی ہین۔

دہوین سے آگ کے اک ابر دریا بار پیدا ہو — اسد حیدر پرستون سے اگر ہووے دوچار آتش

صاف شعر ہے کہ اگر آگ ہم حیدر پرستون کے مقابلہ پر آ کر کوئی گزند پہونچانے کا ارادہ کرے تو اس کے دہوین سے اک ابر دریا بار پیدا ہو جائے اور وہ خود اس سے نقصان اٹھائے یا کچھ بھی نہ کر سکے۔

بہ اقلیم سخن ہو جلوہ گرد سواد آتش — کہ ہو دود چراغان سے ہیولائے مداد آتش

آگ اقلیم سخن مین گرد سواد کا جلوہ معلوم ہوتی ہے یعنی اقلیم سخن کی گرد سواد یہی گرد سواد وہ ہوا ان یا وہ غبار جو منزل کے قریب کہائی دیا کرتا ہو تو گویا آتش کے جلوہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقلیم سخن کے قریب آ پہونچے اور یہ قرب اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آتش سے چراغ جلتے ہین اور چراغون کے دہوین سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہیولائے مداد یعنی روشنائی کا مادہ ہے جو سخن کی منزل سے بہت ہی نزدیک کر دیتا ہو۔ دود چراغ کو ہیولائے مداد کہنا ایک خاص لطف رکھتا ہو اس لئے کہ ایک تو ظاہری صورت سے وہ تاریک ہو اور روشنائی سے اشبہ ہے دوسرے اسی دہوین کے کاجل سے روشنائی تیار کی جاتی ہے نہایت پیچیدہ اور سہانا خیال ہو جیسے کہ ؎

مگس کو باغ مین جانے نہ دیجیو
کہ ناحق خون پروانے کا ہو گا

کرے ہو لطف انداز برہنہ گوئی خوبان — بہ تقریب نگارش ہائے سطر شعلہ یاد آتش

آتش سطر شعلہ لکھ لکھ کر یا سطر شعلہ لکھنے کی تقریب مین انداز برہنہ گوئی یعنی صاف گوئی اور فاش گوئی خوبان یاد کر رہی ہے یا یہ کہ معشوقون کی عریان نویسی سطر شعلہ سے آگ کا منظر یاد دلاتی ہے۔

دیا داغ جگر کو آہ نے رنگ اور شگفتن کا — نہو بالیدہ غیر از جنبش دامان باد آتش

آہ نے میرے داغ کو رنگ دیا اور رنگ بھی شگفتن کا کہ جس سے وہ گل کی طرح شگفتہ ہو گیا۔ سچ ہے آگ پر جب تک دامان باد نہ جھپکایا جائے اُس وقت تک اُس مین شگفتگی اور بالیدگی پیدا نہین ہو سکتی ہے۔ گو یا میرا داغ جگر آگ ہے اور آہ دامان باد ہے۔

اسد قدرت سے حیدر کی ہوئی ہر گبر و ترسا کو شرار سنگ بت ہی بر بنائے اعتقاد آتش

اے اسد حیدر کرار کی یہ دستگاہ اور یہ قدرت قابل دید ہے کہ بت پرستی چونکہ آپ کے نزدیک ممنوع ہے اور اس کی پاداش میں بت پرستون کو آگ مین جلایا جائے گا اس لئے خود بتون کے پتھر سے آگ نکلنے لگی اور وہ ہر بت پرست کے لئے عذاب آتش بن گئی گویا شرار سنگ بت وہ آگ ہے جس سے اعتقاداً آپ نے خوف دلایا تھا۔

ردیف (ع)

شمع سے ہی بزم انگشت تحیر در دہن شعلۂ آواز خوبان پر بہ ہنگام سماع

شمع کی وجہ سے بزم انگشت حیرت در دہان معلوم ہوتی ہے اور یہ حیرت شعلۂ آواز خوبان کے سماع کی وجہ سے ہے۔

ہے جون پر طاؤس جوہر تختہ مشق رنگ ہے بسکہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محو اختراع

وہ قبلۂ آئینہ چونکہ اداؤن کا اختراع کر رہا ہے اس لئے جوہر آئینہ کا ایک رنگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے اور گویا وہ تختہ مشق رنگ بن گیا ہے اور پر طاؤس کی سی رنگینی پیدا کر دی ہے جوہر کے رنگ کا تغیر اس کی درخشانی اور تابانی کی وجہ سے ہے۔

رنجش حیرت سرشتان سینہ صافی پیشکش جوہر آئینہ ہی یان گرد میدان نزاع

حیرت سرشتون کی رنجش عام لوگون کی سی رنجش نہین ہے اور ان کا کوئی کام عوام سے ملتا جلتا نہین ہے وہ قطعاً اُن سے جدا ہے ان کی رنجش مین سینہ صافی ہے گویا ان کے نزاع کے میدان کی گرد جوہر آئینہ ہے۔

چار سوے دہر مین بازار غفلت گرم ہی عقل کے نقصان سے اٹھتا ہی خیال انتفاع

یعنی زمانہ کے ہر گوشہ مین غفلت کا بازار گرم ہے اور اہل زمانہ غافل ہین یہ کم بخت یہ نہین سمجھتے کہ خیال انتفاع کی حقیقت ہی بس اتنی ہے کہ اس زمانہ مین وہ عقل کے نقصان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی ہستی نہین ہے۔

آشنا غالب نہین ہین دردِ دل کے آشنا ورنہ کس کو میرے افسانے کی تاب استماع

اے غالب اصل مین میرے دوست دردِ دل سے واقف ہی نہین ہین اور اُن کو معلوم ہی نہین ہے کہ دردِ دل کہتے کس کو ہین ورنہ بھلا یہ کب ممکن تھا کہ وہ میرے افسانے کو سُن سکتے۔

ردیف (غ)

عشاق اشک چشم سے دھوئین ہزار داغ دیتا ہو اور جون گل و شبنم بہار داغ

چاہے عاشق اپنی آنکھون کے آنسوؤن سے ہزار طرح داغ کو دھوئین مگر اس سے کیا ہوسکتا ہے وہ مٹ نہین سکتا بلکہ ان آنسوؤن سے اور بھی ترقی پذیر ہوتا جاتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے پھولون پر اوس پڑی ہو۔

جون چشم باز ماندہ ہے ہر یک بسوے دل رکھتا ہو داغ تازہ کا یان انتظار داغ

میرے ہر داغ کی صورت یہ ہے کہ جیسے کوئی چشم واماندہ ہوتی ہے تو گویا میرا ہر داغ دل پر چشم واماندہ ہے جو دل کی طرف تک رہا ہے اور یہ تکنا بلاوجہ نہین ہو بلکہ میرے ہر ایک داغ کو ایک نئے داغ کا انتظار ہے اور ہر ایک داغ چشم براہ داغ ہے۔

بے لالہ عارضان مجھے گلگشت باغ مین دیتی ہو گرمی گل و بلبل ہزار داغ

مین جب باغ مین گل گشت کے لئے جاتا ہون اور گل و بلبل کی گرمی محبت کو دیکھتا ہون تو مجھے اپنے محبوبون کی یاد آتی ہے اور چونکہ وہ ہمراہ نہین ہوتے اور اُن سے جدائی ہوتی ہے تو یہ جدائی میرے لئے باعث رنج ہوتی ہے اور میرے دل مین اس سے ہزارون داغ پڑ جاتے ہین۔

جون اعتبار نامہ وخط کا ہو مہر سے — یون عاشقون مین ہی سبب اعتبار داغ

جس طرح کہ خط کا اعتبار اس وقت کیا جاتا ہے جب اُس کے اوپر مہر لگی ہوتی ہو اسی طرح عاشق کے عشق کا بھی اُسیوقت اعتبار کیا جاتا ہے جبکہ اس کے دل مین داغ پڑے ہون گویا کہ یہی مہر ہے اور یہی عشق صادق کی سند ہے۔

ہوتے ہین نیست جلوہ خور سے ستارگان — دیکھ اسکو دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ

جیسے کہ سورج کے طلوع ہونے پر تمام ستارے چھپ جاتے اور نیست و نابود ہو جاتے ہین اسی طرح اس کے آتے ہی دل سے تمام داغ مٹ گئے۔

وقت خیال جلوہ حسن بتان اسد — دکھلائے ہے مجھے دو جہان لالہ زار داغ

اے اسد جس وقت کہ مین جلوہ حسن بتان کا خیال کرتا ہون اس وقت مجھے دونون جہان لالہ زار داغ معلوم ہوتے ہین یا یہ کہ جلوہ حسن بتان کو لالہ زار داغ کے دکھانے کا فاعل مانا جائے اس حالت مین بھی معنی درست ہین۔

بلبلون کو دور سے کرتا ہی منع بار باغ — ہی زبان پاسبان خار سر دیوار باغ

باغبان دور سے بلبلون کو باغ مین داخل ہونے سے منع کر رہا ہے گویا کہ اس کی زبان خار سر دیوار باغ ہی جو مانع دخل باغ ہوتی ہی خار سر دیوار وہ کانٹے وغیرہ جو دیوار پر اس لئے لگا دیتے ہین کہ کوئی دوسرا شخص اس مین داخل نہو سکے۔

کون آیا جو چمن بیتاب استقبال ہے — جنبش موج صبا ہی شوخی رفتار باغ

اے خدا کون چمن مین آرہا ہے کہ چمن اس کے استقبال کے لئے بیتاب ہی کیونکہ جنبش موج صبا سے پتہ چلتا ہی کہ وہ رفتار باغ کی شوخی ہے گویا چمن اُس آنے والے کے استقبال کے لئے جا رہا ہے۔

مین ہمہ حیرت جنون بیتاب دوران خمار — مردم چشم تماشا نقطہ پرکار باغ

مین ہمہ حیرت ہون اور جنون دوران خمار سے بیتاب ہو اور چشم تماشا کی مردمک گویا باغ
کے پرکار کا نقطہ ہے کہ اُس کا تمام جلوہ یہین آکر ٹھہرتا ہے یا یہ کہ اور سب تو بیکار ہین صرف چشم
تماشا مصروف تماشائے باغ ہے۔

آتش رنگ رُخ ہر گل کو بخشے ہے فروغ ہے دم سرد صبا سے گرمیٔ بازار باغ

صبا کا دم ہر پھول کی آتش رنگ رُخ کو فروغ بخش رہا ہے اور برابر بھڑکا رہا ہے گویا کہ باد صبا کا دم
سرد باغ کے لئے گرمی بازار ہے۔ یعنی اسی کے سبب سے تمام کاروبار باغ رونق پذیر ہے اور
ہر گلِ ترکا حسن اسی سے نکھر رہا ہے۔ نہایت ہی عمدہ شعر ہے اگرچہ مراعات لفظی بھی اس مین
بہت ہین مگر اس قسم کی مراعات حُسن کلام ہوتی ہین۔

کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے نے دہان غنچہ گویا نے زبان خار باغ

ایسا کون ہو کہ بلبل کی ضعف اور خاموشی کا گل سے اظہار کر سکے اور اس کی مجبوریون کا اظہار
کرے اس واسطے کہ نہ غنچہ کے دہن سے کوئی بات نکل سکتی ہے اور نہ زبان خار باغ گویا ہے
پھر اب بلبل کے حالِ زبون کا اظہار ہو تو کیونکر ہو۔

جوشِ گل کرتا ہے استقبال تحریرِ اسد زیرِ مشق شعر ہے نقش از پے احضار باغ

اسد کی تحریر کا بہار باغ استقبال کرتی ہے۔ اور بہار اس کے کلام کی عزت کرتی ہے اس کی
وجہ یہ ہے کہ اُس کے شعر کا زیر مشق ایک نقش ہے جو احضار باغ کے لئے لکھا گیا ہے
یعنی زیر مشق شعر تعویذ حاضرات باغ ہے آخر پھر کیا سبب ہے کہ باغ میرے کلام کا استقبال
نہ کرے۔

بدتر از ویرانہ ہے فصل خزان مین صحن باغ خانۂ بلبل بغیر از خندۂ گل بے چراغ

خزان کے زمانہ مین صحن باغ ویرانہ سے بدتر معلوم ہوتا ہے اور بلبل کا نشیمن گل کے خندہ
کے بغیر بے چراغ معلوم ہوتا ہے کس قدر عمدہ اور موزون الفاظ ہین کہ شعر ہیمیۂ صبح موتیون
کا ہار معلوم ہوتا ہے۔

پستہ پتہ اب چمن کا نقب بلا آسودہ ہے نغمہ مرغ چمن زا ہے صدائے بوم وزاغ

انقلاب کا یہ اثر پھیلا ہے کہ چمن کے پتے پتے مین انقلاب کی آندھیان چھپی ہوئی معلوم ہوتی ہین۔ نغمۂ مرغ چمن زا بھی اس انقلاب کی وجہ سے صدائے بوم وزاغ بنکر رہ گیا ہے۔

ہان بغیر از خواب مرگ آسودگی ممکن نہین رخت ہستی باندھ تا حاصل ہو دنیا سے فراغ

کس غم مین مبتلا ہے یہ ممکن ہی نہین ہے کہ بغیر خواب مرگ کے آسودگی حاصل ہو سکے اگر تجکو آسودگی کی تمنا ہے اور چاہتا ہے کہ اس دار المحن سے نجات پاکر آسودگی حاصل کرے تو اسباب ہستی کو باندھ اور سامان سفر درست کر یا یہ کہ جس وقت تک دنیا سے فراغ حاصل ہو اسوقت تک رخت ہستی باندھ کر وقت پر دقت اور دیر نہو۔

شور طوفان بلا ہو خندۂ بے اختیار کیا ہو گل کی بے زبانی کیا ہو یہ لالے کا داغ

او بے خبر تو جس کو خندۂ بے اختیار سمجھا ہے وہ خندۂ بے اختیار نہین ہو بلکہ طوفان بلا کا ایک شور ہے اگر تجھے باور نہین آتا تو غور کر اور دیکھ کر گل باوجودیکہ زبان رکھتا ہے دہنیون کو زبان سے تشبیہ دیتے ہین لیکن اس پر بھی ساکت اور دم بخود ہے لالہ باوجودیکہ ہنستا ہوا معلوم ہوتا ہو گر داغدار ہے آخر یہ سب کیون ہے معلوم ہوا کہ خندۂ بے اختیار خندۂ بے اختیار نہین ہے بلکہ وہ شور طوفان بلا ہو اور تو دھوکہ کھا رہا ہے۔

چشم پُرنم رہ زمانہ منقلب ہے اے اسد اب یہی ہو بس مے شادی سے پُر ہونا ایاغ

اے اسد زمانہ پلٹ گیا ہے اور زمانہ کی ہر شے بدل گئی ہے تجکو چاہئے کہ ہر وقت آنکھین آنسوؤن سے بھری رکھ اس زمانہ مین مے عشرت سے بھرا ہوا ساغر اگر ہے تو یہی چشم پرنم ہے۔ ورنہ ساغر لبریز مے عشرت کا ملنا اور کسی طرح سے ممکن ہی نہین ہے۔

ردیف (ف)

نامہ بھی لکھتے ہو تو بخط غبار حیف ‌ ‌ ‌ رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدورت ہزار حیف

اس شعر میں صرف الفاظ کا گورکھ دھندا ہے کہتے ہیں کہ اگر تم مجھے خط بھی لکھتے ہو تو خط غبار میں لکھتے ہو اور اس سے تمھارے دل کی کدورت کا پتہ چلتا ہے اتنا اگر تم کو میری طرف سے اتنا رنج ہے اور اس قدر کدورت تم میری طرف سے رکھتے ہو۔

بیش از نفس بتان کے کرم نے وفا نہ کی ‌ ‌ ‌ تھا محمل نگاہ بدوش شرار حیف

افسوس ہو کہ معشوقوں کی مہربانی نے ایک سانس سے زیادہ وفا نہ کی انہوں نے میری طرف نگاہ ضرور کی مگر وہ نگاہ گویا آمادہ رفتن تھی اور اس کا محمل سفر دوش شرار پر بندھا ہوا تھا جو بہت ہی تیز رو ہوا اور ایک دم سے زیادہ اس کا قیام نہیں ہے نگاہ کا محمل دوش شرار پر اس واسطے کہا گیا ہے کہ نگاہ حسن شعلہ بار ہے جو دم بھر میں ہوش و خرد کو جلا دیتی ہو۔

تھی میرے ہی جلانے کو اے آہ شعلہ ریز ‌ ‌ ‌ گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار حیف

اے آہ تو کیا میرے ہی جلانے کے واسطے تھی اور کیا تیرا مقصود میرا ہی جلا دینا تھا غیر کے گھر پر تیری آگ کا کوئی شرارہ نہ گرا۔ اور تیری تمام شعلہ ریزی مجھی پر ختم ہوئی افسوس ہے۔

گل چہرہ ہو کسی خفقانی مزاج کا ‌ ‌ ‌ گھبرا رہی ہو بیم خزان سے بہار حیف

یہ معلوم ہوتا ہے کہ گل کسی خفقانی مزاج کا چہرہ ہے گویا بہار خزاں کے خوف سے گھبرا رہی ہو اسی وجہ سے گل کے چہرہ سے یہ وحشت اور بھیانک پن ظاہر ہو رہا ہو۔

ہیں میری مشت خاک سے اس کو کدورتیں ‌ ‌ ‌ پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار حیف

میری مشت خاک سے اس کو بڑی کدورتیں ہیں مجھے اپنی قسمت پر افسوس ہے کہ اگر میں نے اس کے دل میں جگہ بھی پائی تو غبار ہو کر جگہ پائی افسوس صد افسوس۔

بنتا اسد میں سرمۂ چشم رکاب یار — آیا نہ میری خاک پہ وہ شہسوار حیف

اے اسد میں چشم رکاب یار کا سرمہ بن جاتا میرے دل میں یہ آرزو تھی مگر افسوس کہ وہ شہسوار سمند ناز کبھی میری خاک پر آیا ہی نہیں اور مجھے موقعہ ہی نہ ملا کہ اس کی رکاب تک پہونچ سکوں۔

عیسیٰ مہربان ہے شفا ریز یکطرف — درد آفرین ہے طبع الم خیز اکطرف

میرا عجب عالم ہے کہ ایک طرف تو مسیحا مہربان ہو کر میرے لئے سامان شفا بہم کر رہا ہے اور ایک طرف میری طبیعت جس کا خاصہ ہی درد آفرینی ہے میرے لئے درد پیدا کر رہی ہے۔

سنجیدنی ہے ایک طرف رنج کوہ کن — خواب گران خسرو پرویز یک طرف

اے دیکھنے والو ذرا زمانے کی دورنگی کو دیکھنا اور ان دونوں باتوں کا موازنہ کرنا کہ کتنا بڑا ان دونوں میں فرق ہے ایک طرف تو کوہکن کی جانکنی اور مشقت و محنت کی برداشت کا موازنہ کرو اور دوسری طرف خسرو پرویز کے خواب عشرت کو دیکھو اور اس حسرت اور غم کو نگاہوں میں تولو۔

خرمن بباد دادۂ دعویٰ ہیں ہو سو ہو — ہم اک طرف ہیں برق شرربار اکطرف

ہم اُن لوگوں میں ہیں جو خرمن دعوی کو برباد کر چکے اور جلا چکے ہیں ہم کو کوئی غم نہیں ہے اب تو جو کچھ ہو سو ہو۔ ایک طرف ہم ہیں اور ایک طرف برق ہے وہ ہم کو دیکھ لے اور ہم اس کو سمجھ لیں۔

سفت دل و جگر خلش غمزہ ہائے ناز — کاوش فروشی مژہ تیز یکطرف

اُس کی مژگان تیز کی کاوش فروشی تو ہے ہی خلش غمزہ ہائے ناز دل و جگر کے لئے سفت نذر ہو گئی ہیں۔

ردیف (ک)

تا قیامت شب فرقت مین گزر جائے گی عمر سات دن ہم پہ بھی بھاری ہین سحر ہونے تک

شب فرقت اتنی دراز ہے کہ ہماری تمام عمر اس مین گزر جائے گی اور یہ اُس وقت ختم ہو گی جبکہ قیامت آئے گی لہذا معلوم ہوا کہ صرف سات دن ہمارے اوپر بھاری ہین یعنی ہفتہ کے پورے دن ظاہر ہے کہ عمر انھین سات دنون کے دور مین تمام ہوتی ہے ۔

آے ہین پارہاے جگر درمیان اشک لایا ہو لعل بیش بہا کاروان اشک

رونے مین اشکون کے ساتھ جگر کے ٹکڑے آے ہین جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اشک کا کاروان لعل بیش بہا لیکر آیا ہے ۔

ظاہر کرے ہے جنبش مژگان سے مدعا طفلانہ۔ ہاتھ کا ہے اشارا زبان اشک

جیسے کہ بچہ بول نہین سکتا اور ہاتھ کے اشارے سے مدعاے دل کا اظہار کرتا ہے اسی طرح میرا طفل اشک جنبش مژگان سے اپنا مُدعا ظاہر کرتا ہے یعنی طفل اشک بھی زبان نہین رکھتا ہے مگر یہ جنبش مژہ اُس کے ہاتھ کا کام دیتی ہے اور یہی اُس کے ہاتھ کا اشارہ ہے ۔

مین وادیٔ طلب مین ہوا جملہ تن عرق ازبسکہ صرف قطرہ زنی تھا بسان اشک

صحراے طلب مین چونکہ اشک کی طرح مین قطرہ زنی یعنی دوا دوش کرتا رہا اور ہمیشہ تیز چلا کیا تو اب میری یہ کیفیت ہے کہ وادی طلب مین تمام تر عرق عرق ہو رہا ہون اور پسینہ مین ڈوبا ہون جیسا کہ اشک قطرہ زنی سے عرق عرق ہو رہا ہے ۔

دل خستگان کو ہے طرب صد چمن بہا باغ بخون طپیدن و آب روان اشک

خستہ دلون کا خون مین لوٹنا اور اشکون کے پانی کا روان ہونا سیکڑون باغ و بہار کا لطف دکھاتا ہے باغ و بہار بلحاظ رنگینی خون کہا گیا اور اشک کی روانی سے چشمہ ہاے آب کی روانی

خیال کی گئی یعنی عشاق کو خون مین لوٹنے اور رونے سے اُتنی ہی مسرت اور خوشی حاصل ہوتی ہے جتنی کہ ہُبا باغ اور چشمہ ہاے آب رواں کے دیکھنے سے ہو سکتی ہے۔

رونے نے طاقت اتنی نچھوڑی کہ ایک بار مژگان کو دون فشار بپے امتحان اشک

مین روتے روتے اس قدر کمزور اور ناتوان ہو گیا ہون کہ اب ایک بار اس آزمایش کے لیے کہ دیکھون آنکھون مین اشک ہے یا نہین یا اشک نکل سکتا ہے یا نہین ایک بار پلک بھی نہین ہلا سکتا تھا یہ انتہاے ناطاقتی ہے۔

سیل بنائے ہستی شبنم ہے آفتاب چھوڑے نہ چشم مین تپش دل نشان اشک

بعض حکما کا مقولہ ہے کہ شبنم آفتاب سے پیدا ہوتی ہے اور بمصداق کل شئی یرجع الی اصلہ آفتاب ہی کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ اسی بنا پر شاعر خیال کرتا ہے کہ شبنم کی بنا کو تباہ اور برباد کرنے کے لئے آفتاب ایک سیلاب ہے اسی صورت سے میری تپش دل جو بوجہ گرمی کے بمنزلہ آفتاب ہے میرے دل مین اشکون کا نشان جو اوس یا شبنم کی طرح ہین چھوڑ نہین سکتی۔

ہنگام انتظار قدوم بتان اسد ہے بر سر مژہ نگران دیدبان اشک

بتون کے آنے کے انتظار مین اے اسد میرے اشک مژہ پر بیٹھے ہوے استقبال اور دیدبانی کی خدمت انجام دے رہے ہین یعنی اُدہر محبوب کی آمد آمد ہے ادہر مین اشک بہا رہا ہون

ردیف کاف فارسی (گ)

اے آرزو شہید وفا خون بہا نہ مانگ جز بہر دست و بازوے قاتل دعا نہ مانگ

اے شہید وفا آرزو یعنی آہ وہ آرزو کہ تجھے وفا نے شہید کر دیا ہے یا وفا کی وجہ سے تو شہید ہوئی ہے بہتر یہ ہے کہ تو قاتل سے دیت اور خون بہا کی تمنا اور طلب نہ کر تیرا کام یہ ہے کہ تو قاتل یعنی اپنے محبوب کے دست و بازو کے لئے دعائے خیر کیے جا اس کے سوا اور کچھ نہ مانگ

گستاخی وصال ہے مشاطۂ نیاز یعنی دعا بجز خم زلف دوتا نہ مانگ

شب وصال ہے عاشق و معشوق بے حجاب سرگرم عیش و نشاط ہین اس عالم مین عاشق اپنے جذبات سے مجبور ہو کر معشوق کی زلف پُر خم تک ہاتھ بڑہاتا ہے جس کو گستاخی سمجھ کر اس کے اوپر معشوق کی طرف سے ایک الزام قائم کر دیا جاتا ہے اُس کے جواب مین کہا گیا ہے کہ وہ گستاخی وصال جس کو گستاخی سے تعبیر کیا گیا ہے دراصل گستاخی نہین ہے بلکہ وہ مشاطۂ نیاز ہے یعنی آرایش دہندۂ نیاز ہے۔

مطلب اس سے یہ ہے کہ عجز و نیاز کی حالت مین عاشق کو کسی اور محراب وخم محراب مین دعا کرنا گناہ ہے اُس کے لئے یہی خم محراب زلف دُعا مانگنے اور عجز و نیاز کے اظہار کی جگہ ہے اور کوئی نہین یا یہ کہ گستاخی وصل کا محض مُدعا یہی ہے کہ خم زلف مین دعاے نیاز کی جاے۔

برہم ہے بزم غنچہ بیک جنبش نشاط کاشانہ بسکہ تنگ ہے غافل ہوا نہ مانگ

اے نادان تو کیون نادانی کرتا ہے اور کاشانۂ تنگ کی تکالیف سے عاجز ہو کر کیون ہوا کی خواہش کرتا ہے ایسا نہ کرنا چاہئے کیا تو دیکھتا نہین ہے کہ غنچہ نے اس کاشانۂ تنگ کی حالت مین ہوا کی خواہش کی تو ایک ہی جنبش نشاط مین اُس کی محفل نشاط درہم و برہم ہوگئی ظاہر ہے کہ ہوا غنچہ کو کھلاتی ہے اور کھل جانے کے بعد وہ حالت غنچگی قائم اور باقی نہین رہتی۔

عیسےٰ طلسم حسن تغافل ہے زینہار جز پشت چشم نسخہ عرض دوا نہ مانگ

عیسےٰ علیہ السلام جن کا معجزہ احیائے موتی ہے وہ حسن تغافل کے طلسم ہین اُن سے کسی دوا کی تمنا اور التجا نہ کر بلکہ اگر تجکو مانگنا ہے تو پشت چشم ہی کا نسخہ اُن سے طلب کر یعنی اُن سے صرف اسی بات کی استدعا کر کہ وہ آنکھ پھیر لین اور واپس جائین اس نسخہ کے سوائے اور کسی نسخہ کی تمنا نہ رکھ مطلب یہ ہے کہ اگر تجکو یہ بھی معلوم ہو کہ کسی سے کوئی کام نکل سکتا ہے تب بھی کام نکلنے کی اُمید نہ رکھ ہرگز وہ تیری تمنا کے موافق نہو گا۔

مین دور گرد عرض رسوم نیاز ہون دشمن سمجھ وٖلے نگہ آشنا نہ مانگ

میری حالت یہ ہے کہ عرض رسوم نیاز کے لئے مین دور دور پھرا ہون اور میرا تجربہ ہے کہ دنیا مین آشنا نہین ہو اب مین یہی کہتا ہون کہ جس کو دیکھے اُس کو تو دشمن سمجھ لے مگر کہین

آشنا کی جستجو نہ کر اس کا کہین پتہ نہین۔
یا یہ کہ مین عرض رسوم نیاز سے اب دور ہون تجھے اختیار ہے کہ مجھے دشمن سمجھ کر مجھ سے نگاہ آشنا کی تمنا نہ رکھ۔

نظارہ دیگر و دل خونین نفس دگر آئینہ دیکھ جوہر برگ حنا نہ مانگ

نظارہ اور اپنی صورت کو آئینہ مین دیکھنا یہ دوسری چیز ہے اور طلب دل خونین نفس اور چیز ہے یہ نظارہ سے بالکل الگ ہے تیرا نظارۂ آئینہ اس طرح ہوتا ہے کہ دل خونین نفس مانگتا ہے یعنی دلون کو خون کر رہا ہے۔ اس لئے مین چاہتا ہون کہ تو آئینہ کو آئینہ کی طرح دیکھ دل خون شدہ جگر نہ مانگ۔ جوہر برگ حنا استعارتاً دل خونین نفس کو کہا گیا ہے۔
یا یہ کہ نظارہ اور چیز ہے مگر وہ دل جو خون ہو گیا ہو وہ دوسری چیز ہے آئینہ ملسکتا ہے اور اس کو دیکھ سکتا ہے مگر تجھے دل خونین نفس نہین مل سکتا۔ اس کے دیکھنے کی تمنا نہ کر۔

یک بخت اوج نذر سبکباری اسد سر پر وبال سایۂ بال ہما نہ مانگ

ہم جانتے ہین کہ ہما اگر سر پر سایہ ڈالے تو بڑا عروج اور اوج بخت نصیب ہوتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ جب تک وہ سایہ سر پر نہین ہے اُس وقت تک سبکباری ہے اس واسطے ہمارے خیال مین یک بخت اوج یا اوج بخت اس سبکباری کے اوپر قربان کر دینا چاہئے سایۂ بال ہما ایک وبال ہے اسے سر کے لئے تجویز نہ کر اور اپنے سر کو اس وبال سے گرانبار نہ بنا
درد سر کیواسطے ہرچند کہ صندل ہی مفید اس کا گھسنا اور لگانا درد سر یہ بھی تو ہے

ردیف (ل)

دیوانگان کا چارہ فروغ بہار ہے ہو شاخ گل مین پنجہ خوبان بجائے گل

دیوانون کا علاج آمد بہار اور نشو نمائے فصل بہار ہے مگر اس سے یہ دھوکا نہ کھانا چاہیئے کہ صرف بہار اُن کا علاج کر سکتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شاخ گل مین گل پنجۂ خوبان کی مانند معلوم ہوتا ہے اس واسطے وہ یعنی دیوانے اس سے تسکین پاتے ہین ورنہ بہار سے اُن کا

کیا علاج ہو سکتا تھا۔

مژگان تلک رسائی لخت جگر کہاں
اے وائے گر نگاہ نہو آشنائے گل

بڑا افسوس ہو اگر ہماری نگاہ گل پر نہ پڑ سکے اس لئے کہ اگر ایسا نہو تو اس کا بدل صرف یہی ہے کہ پھر ہم لخت جگر کو دیکھ کر یاد گل تازہ کریں سوختہ جگر کی رسائی مژگان تک ہو کہاں سکتی ہے یعنی لخت جگر مژگان تک آ کیونکر سکتا ہے اُس کا مژگان تک نہ آنا خواہ بوجہ ناطاقتی کے ہو اور خواہ بوجہ ضبط کے اس میں توسع معانی ہے جو کچھ خیال کر لیجیئے۔

بدر ہے آئینۂ طاق ہلال
غافلان نقصان سے پیدا ہی کمال

ہلال ایک طاق ہے اور بدر اس طاق کا آئینہ ہے پہلے طاق ہلال پیدا ہوا تو اسمین آئینہ بدر رکھا گیا ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ دنیا مین جو کمال پیدا ہوتا ہے اس کی بنا اور اسکی اصل اس کا ہیولا نقصان ہی ہوتا ہے۔

ہے بیاد زلف مشکین سال و ماہ
روز روشن شام آنسوے خیال

اُس کی زلف عنبر بار کی یاد مین مدتوں سے یہ روز روشن ایک ایسی شام ہے۔ جو خیال اور گمان کے ماورا ہے یعنی ایسی شام ہے جو خیال سے باہر اور الگ ہے۔

بسکہ ہے اصل و مید نہا غبار
ہے نہال شکوہ ریحان سفال

چونکہ سفال یعنی ٹھیکرے کی اصل بھی مٹی اور غبار ہے اور شکوہ کی اصل بھی غبار دل ہو لہذا زیادہ سے زیادہ نہال شکوہ کو ریحان نقش و نگار سفال کہا جا سکتا ہے جیسے ریحان سفال ایک بیکار چیز ہو ایسی ہی شکوہ بھی فضول ہے

صافی رخسار سے ہنگام شب
عکس داغ شب ہوا عارض پہ خال

اُس کے رُخسار اس قدر صاف اور پر نور ہین کہ رات کے وقت اُس کے رخسار کا خال سیاہ رات کے داغ کا عکس معلوم ہوتا ہو یعنی نورانی معلوم ہوتا ہے۔

یا یہ کہ اسکے عارض کی صفائی اس درجہ بڑہی ہے کہ شب کو داغ شب کے عکس سے اُسکے رخسار پر تل پیدا ہو گیا۔ یعنی اتنا نورانی ہے کہ وہ کسی تاریک چیز کے عکس کا بھی تحمل نہین ہو۔

نور سے تیرے ہے اُس کی روشنی — ورنہ ہے خورشید یک دست سوال

خورشید کو شعراء پنجہ سے تشبیہ دیتے ہین بوجہ اس کی شعاعون کے۔ چنانچہ پنجہ خورشید پنجہ خور لکھا جاتا ہو اسی بناء پر مرزا نے یہ کہا ہے کہ خورشید مین روشنی صرف تیرے نور کی وجہ سے ہے اور وہ تجھ سے اکتساب نور کرتا ہے ورنہ وہ خالی ایک دست سوال ہے۔ دست سوال کہنے سے یہ لطف پیدا کیا ہے کہ وہ تجھ سے نور کی دریوزہ گری کرتا ہے۔

شور محشر اس فتنہ قامت کے حضور — سایہ آسا ہو گیا ہے پائمال

شور محشر اس فتنہ قامت کے سامنے سایہ کی طرح پائمال ہو کر رہ گیا ہے۔

ہو جو بلبل پیرو فکر اسد — غنچہ منقار گل ہو زیر بال

اگر بلبل اسد کی خوش بیانی کی پیروی کرے تو اس کی منقار بازوؤن کے نیچے گل کی طرح کھلجائے یعنی اس کو گل کی احتیاج نہو وہ خود صورت گل ہو جائے۔

ہر عضو غم سے ہی شکن آسا شکستہ دل — جون زلف یار ہون مین سراپا شکستہ دل

میری حالت یہ ہے کہ غم کی وجہ سے شکن کی مانند ہر ایک عضو دل شکستہ معلوم ہوتا ہو گویا کہ مین زلف یار کی طرح سر سے پاؤن تک دل شکستہ ہو رہا ہون۔

ہے سرنوشت مین رقم داغ شکستگی — ہون جون خط شکستہ بہر جا شکستہ دل

میری تقدیر ہی مین شکستگی ہو اور جس حالت مین جس جگہ ہون شکستہ دل ہون جیسے خط شکستہ کہ وہ خواہ کہین ہو مگر شکستہ ضرور رہو گا۔

امواج کی جو یہ شکنین آشکار ہین — ہو چشم اشکبار سے دریا شکستہ دل

تم جو دریا مین یہ موجین آشکارا دیکھتے ہو اور اُن مین یہ شکستگی دکھائی دیتی ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ اپنی چشم اشک ریز کی وجہ سے دریا دل شکستہ ہو رہا ہے یہ امواج دراصل دریا کی دل شکستگی کا نشان ہین۔

ناسازیٔ نصیب و درشتیٔ غم سے ہے　　امید نا امید و تمنا شکستہ دل

میری ناسازیٔ بخت اور میرے غمون کی سختی کی وجہ سے میری امید نا امید معلوم ہوتی ہے اور میری تمنا دل شکستہ ہے گویا ہر طرح میرا حال زبون ہو۔

ہے سنگ ظلم چرخ سے میخانہ مین اسد　　صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل

اے اسد میخانے مین سنگ ظلم چرخ کی وجہ سے یہ حالت ہے کہ شراب فتادہ خاطر ہے اور شیشہ دل شکستہ ہے صہبا کو فتادہ خاطر کہنا جس قدر لطیف ہو سلیم طبع لوگ اچھی طرح اس کا اندازہ کرینگے۔

ہون بہ وحشت انتظار آوارہ دشت خیال　　اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشم غزال

عالم وحشت مین مجھے میرے انتظار نے آوارہ دشت خیال کر دیا ہے اور اب میری وحشت اور آوارگی کا یہ عالم ہے کہ چشم غزال جو خود ایک وحشی مزاج ہے مجھے دُور سے ایک سفیدی سی معلوم ہوتی ہے یعنی مین اس سے بھی بہت دور رہون اور اُس کے عالم وحشت سے میرا عالم وحشت جدا ہے۔

ہم غلط سمجھے تھے لیکن زخم دل پر رحم کر　　آخر اس کے پردہ مین ہنستی تھی اے صبح وصال

ہم نے جو کچھ سمجھا تھا وہ غلط تھا مگر اے صبح وصال تجھے دل کے زخم پر رحم کرنا چاہیے اس کا ثبوت اور حق ہے کہ تو نے تو اسی زخم دل کے پردہ مین ہنسی ہے
یا یہ کہ ہم نے خندۂ زخم دل کی حقیقت جو کچھ سمجھی وہ یقینی غلط تھی ہم سمجھے تھے کہ وہ زخم ہے مگر حقیقت یہ تھی کہ اے صبح وصال تو اس پردہ زخم مین ہنس رہی تھی مگر پھر بھی اے صبح وصال اب اُس کے اوپر رحم کرنا چاہیے تیری ہنسی اُس کے لئے باعث ضرر ہے۔

حاصل یہ ہو کہ صبح وصال کا طلوع زخم جگر سے ہوتا ہو جیسے کہ ؎ طلوع صبح محشر چاک ہو میرے گریبان کا

بیکسی افسردہ ہوں اے ناتوانی کیا کروں جلوۂ خورشید سے ہو گرم پہلوے ہلال

اے ناتوانی آخر میں کیا کروں مجھے میری بیکسی نے افسردہ کر دیا ہے چاند کے پاس سورج ہے اور اس کے پہلو کو وہ گرم کر رہا ہے مگر میرے پاس میرا محبوب نہیں ہے اس لئے میں افسردہ ہوں۔ یہاں گرم اور افسردہ کا تقابل لطیف ہے۔

شکوہ درد و درد داغ اے بیوفا معذور رکھ خون بہائے یک جہان امید ہے تیرا خیال

میرا شکوہ مٹ کر درد بنا اور درد کی صورت بدل کر داغ ہو گیا لہذا اے بے وفا تو مجھے معاف کر اگر میں تیرا خیال کئے ہوں اس لئے کہ تیرا خیال میری دنیائے امید کا جو مٹ گئی ہے ایک خون بہا ہے گویا تمام کو مٹا کر صرف تیرا خیال مجھے دیدیا گیا ہے۔

عرض درد بیوفائی وحشت اندیشہ ہے خون ہوا دل تا جگر یارب زبان شکوہ لال

بے وفائی کے درد کا بیان کرنا میرے اندیشہ اور خیال کی وحشت اور رمیدگی کی وجہ سے ہے کہ خیال وحشی ہوا تو درد بے وفائی کا بیان زبان پر آگیا دل سے لیکر جگر تک اس غم میں خون ہو گیا اے میرے خدا شکوہ کی زبان یا شکوہ کرنے والی زبان گونگی ہو جائے کہ مجھے اس نے تباہ کر دیا۔

اس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسے مال سنی کو مباح اور خون صوفی کو حلال

شعر کے معنی بالکل صاف ہیں کوئی ایسا دقیق مضمون نہیں ہے کہ اس کی شرح کی جائے مگر یہ لطیفہ بیان کے قابل ہے کہ اس شعر کے کہنے کی وجہ سے گویا حکیم مومن خان کے عشق کا مرزا سے توارد ہوا ہے وہ بھی کہتے ہیں ؎

دل ایسے شوخ کو مومن نے دیدیا ہے کہ جو
محب حسینؓ کا اور دل رکھے شمر کا سا

بہرِ عرضِ حالِ شبنم ہے رقم ایجادِ گل ظاہرا ہو اس چمن میں لال مادر زاد گل

شبنم کے عرضِ حال کرنے کے لئے پھول کچھ لکھ رہا ہے اور اس کی تحریر وہی ہے جو اُس کے اوپر گلکاری معلوم ہوتی ہے یا پتون مین جو رگون اور نسون کی وجہ سے لکیرین معلوم ہوتی ہین تو اس لکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ زبان سے کہہ نہیں سکتا بلکہ ظاہرا وہ مادر زاد گونگا پیدا ہوا ہے۔

گر کرے انجام کو آغاز ہی مین یادِ گل غنچہ سے منقارِ بلبل وار ہو فریادِ گل

اگر پھول اپنے ابتداے کار مین اپنے مآل کو یاد کرے اور پیش نظر رکھے تو اُس کے غنچہ سے اس طرح فریاد نکلنے لگے جیسے کہ منقارِ بلبل سے فریاد نکلتی ہے۔ گل شگفتہ ہوں ظاہر ہوتا

گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو شمع سان ہو جاے قط خامۂ بہزادِ گل

بہزاد ایک نقاش کا نام تھا کہتے ہین کہ اگر بہزاد باغ مین میرے محبوب کے عارضِ مصفیٰ کی تصویر بنائے تو اس کا اثر یہ ہو کہ اس کے قلم کی نوک پر شمع کی مانند گل پیدا ہو جاے۔ گل پیدا ہونے مین دو صورتین نکلتی ہین یا یہ کہ جیسے شمع گل کے آجانے سے بیکار اور از کار رفتہ ہے اسی طرح اس کا قلم بیکار ہو جاے یا یہ کہ اُسپر پھول آجاوین یعنی اس مین بہار آجاے بہرحال اس شعر مین اس قدر تناسب الفاظ کے پھیر مین پڑ گئے ہین کہ معنی سے دور ہو گئے ہین۔ بزم۔ باغ۔ نقش۔ شمع۔ قط۔ خامہ۔ بہزاد۔ گل۔ یہ سب الفاظ شطرنج کے مہرون کی طرح ایک دوسرے کے زور مین ہین۔

دستِ رنگین سے جو رخ پر اگر سے زلفِ رسا شاخِ گل مین ہو نہان جون شانہ در شمشادِ گل

اگر وہ دستِ رنگین سے اپنی رُخ پر زلف کھول دے تو گل اس طرح شاخِ گل مین چھپ جاے جس طرح کہ شانہ شمشاد مین چھپا ہوا ہے۔ شانہ شمشاد مشہور ہین یعنی اُس کے دستِ رنگین کی شرم سے گل بھی چھپ جاے۔

سعیٔ عاشق ہے فروغ افزاے آب روے کار ہو شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد گل

عاشق کی سعی اُس کے کام کی زیب و زینت مین امداد کرتی اور ترقی دیتی ہے - دیکھو کہ تیشہ کے غرار تربت فرہاد کے لئے گل بنے ہین اور اس کا جو کچھ نام و نشان ہے وہ تیشہ زنی ہی سے ہے -

ہے تصور صافی قطع نظر از غیر یار　　　تخت دل سے لاوے ہی شمع خیال آباد گل

تصور غیر دوست اور ماسوائے محبوب سے قطع نظر کرنے کے واسطے ایک صافی کی طرح ہو اسکا ثبوت یہ ہے کہ گل جو اپنے محبوب کے تصور مین مستغرق ہے وہ اپنے خیال آباد مین عام شمعین نہین جلاتا بلکہ اپنے تخت دل کی شمع جلاکر اسکو منور کرتا ہے اور ماسوا اسے کوئی غرض نہین رکھتا -

گلشن آباد دل مجروح مین ہو جائے ہے　　　غنچہ پیکان شاخ ناوک صیاد گل

دل مجروح گلشن آباد سے مشابہ ہے اور اس گلشن آباد مین ناوک صیاد کی شاخ مین غنچہ پیکان آتے ہی پھول بن جاتا ہے یعنی میرے مجروح دل کے گلشن مین جو غنچہ پیکان آتا ہے وہ ایک اور گل زخم کھلا دیتا ہے -

برق سامان نظر ہے جلوۂ بیباک حسن　　　شمع خلوتخانہ کیجئے ہر چہ بادا باد گل

حسن بیباک کا جلوہ اور اس کا ظہور نظر کے واسطے برق سامان ہے یعنی نظر مین بجلی کی طرح کوندرہا ہے ہر چہ بادا باد اب خلوت خانے کی شمع زبردستی گل کر دینا پڑے گی یعنی جب حسن بیباک کی یہ جلوہ افروزیان ہین تو کیونکر ہم خلوت مین رہ سکتے ہین یا یہ کہ حسن جو خلوت خانہ مین تھا اب وہ بیباک بن کر برق نظر ہوا اور جلوہ گر ہونے لگا مجبوراً خلوت خانہ کی شمع گل کر دینا چاہئے -

خاک در عرض بہار صد نگارستان اسد　　　حسرتین کرتی ہین میری خاطر آزاد گل

اے اسد جیسے خاک سیکڑون نگارستان بہار کے جلوے عالم کے لئے پیش کر رہی ہے ایسی ہی میری خاطر آزاد سیکڑون حسرتون کے گل کھلاتی اور جلوے دکھاتی ہے - گل کردن - فارسی کا محاورہ ہے جو ظاہر کرنے اور ظاہر ہونے کے معنی پر آتا ہے یہان اُردو مین بجنسہٖ اس کا

ترجمہ کرکے پیش کر دیا گیا ہے اس میں خاطر آزاد کا خاک سے اور جسر تون کے ظہور کا بہار سے استعارہ کیا ہے۔

گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ دل ہے چمن سرمایۂ بالیدن صد رنگ دل

دل اگرچہ ایک بیضۂ طاؤس کی مانند تنگ ہے مگر پھر بھی دل ایک چمن ہے جس میں سرمایۂ بالیدن صد رنگ موجود ہے یعنی پھر بھی سیکڑوں رنگوں کی نشو نما اس میں ہوتی ہے۔

بیدلوں سے ہے تپش جوں خواہش آب از سراب ہے شرر موہوم اگر رکھتا نہ ہو و سنگ دل

جو لوگ کہ بے دل ہیں ان میں تپش کا ڈھونڈھنا بمنزلہ سراب سے پانی کی خواستگاری کرنے کے ہے یعنی اگر دل نہیں ہے تو پھر تپش کیسی یہ امید فضول اور لایعنی ہے۔ پتھر کے اندر دل موجود ہے اسی واسطے اس سے شرارے نکلتے ہیں ورنہ اگر بیدل ہوتا تو یہ شرار نہ نکلتے۔

رشتۂ فہمید ممسک ہے بہ بند کوتہی عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیال تنگ دل

ممسک یعنی بخیل کی سمجھ کا سلسلہ قید کوتاہی اور عاقبت اندیشی سے ملتا ہے کیونکہ اس کا یہ کیسۂ پر زر ایک گرہ ہے اور بخیل کا کیسہ حاسد کے دل تنگ کیطرح ہے جو ایسے ہی عقدوں اور خیالوں سے بھرا رہتا ہے یا یہ کہ تنگدل کا خیال عقدہ کی مانند ایک کیسہ پر زر معلوم ہوتا ہے۔

ہوں زپا افتادۂ انداز یاد حسن سبز کسقدر ہے نشہ فرسائے خمار بنگ دل

میں انداز یاد حسن سبز میں مدہوش اور از پا افتادہ ہو رہا ہوں۔ خدا دیکھے کہ میرا دل کس قدر خمار نشہ بنگ میں مبتلا ہے۔ بنگ استعارہ ہے حسن سبز سے اور خمار از پا افتادگی سے۔

شوق بے پروا کے ہاتھوں مثل ساز نادرست کھینچتا ہے آج نالے خارج از آہنگ دل

شوق بے پرواکے ہاتھون نادرست اور بے سُرے باجے کی طرح آج میرا دل نالہاے خارج از آہنگ کھینچ رہا ہے۔ شوق کو بے پروا اس لیے کہا کہ اس کو نالون سے مطلب ہے۔ درستی اور نادرستی کی کوئی پروا نہین کرتا۔

اے اسد خامش ہے طوطی شکرگفتار طبع — ظاہرا رکھتا ہے آئینہ اسیر زنگ دل

اے اسد میرا طوطی شیرین گفتار طبیع خاموش ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ دل کے آئینہ پر زنگ لگ گیا ہے اسی سے یہ سب خرابی پیدا ہوئی ہے۔

ردیف (م)

اثرکمندیٔ فریاد نارسا معلوم — غبار نالہ کمین گاہ مدعا معلوم

میری فریاد نارسا جیسا کہ اثر کو پھانسنے کی قدرت رکھتی ہے وہ تو ظاہر ہے اور ہم سب جانتے ہین جیسا کہ ہمارا نالہ کمین گاہ مدعا مین ہے یعنی یہ کچھ بھی نہین ہے۔

تکلف آئینہ دو جہان مدارا ہے — سراغ یک نگہ قہر آشنا معلوم

تکلفات ظاہری سے یہ معلوم ہوا کہ انھون نے ہمارے واسطے دو جہان مہیا کر دیے ہین ایسی حالت مین ہم نگاہ قہر آشنا کا پتہ کیا لگا سکتے ہین اتنی مدارات مین ایک نگاہ قہر کو کیا ہم تلاش کر سکتے ہین۔

اسد فریفتۂ انتخاب طرز جفا — وگرنہ دلبری وعدۂ وفا معلوم

اسد فریفتہ ہے اس بات پر کہ اس کی یہ جدید طرز جفا بھی انتخاب ہے وگرنہ وعدۂ وفا کی دلبری معلوم ہے اُس سے کوئی خاص اثر گویا اس کا وعدہ کرنا بھی ایک طرز جفا ہے۔

بسکہ ہین بدمست شکن شکن میخانہ ہم — موے شیشہ کو سمجھتے ہین خط پیمانہ ہم

چونکہ ہم شکن شکن میخانہ کے بدمست ہین لہذا وہ بال جو شیشہ مین اس حالت مین پڑتے

ہین اُن کو ہم خطِ پیمانہ سمجھتے ہین شکن شکن جشن کو کہتے ہین جس مین تمام ساز و سامان مہیا ہون۔ چونکہ ہم شکن شکن سنجانے کے عاشق ہین اور شکن کے دوسرے معنی ہین۔ توڑ جوامر ہی شکستن کا لہٰذا اس نام کے اثر سے موسے شیشہ جو شکن شکن کا اثر ہے اور بُری چیز ہے وہ بھی ہم کو خطِ جام کی طرح بھلا معلوم ہوتا ہے خطِ جام وہ لکیرون کے نشانات جو پیالے وغیرہ مین ہوتے ہین۔

بسکہ ہر اک موئے زلف افشان سے ہے تارِ شعاع   پنجۂ خورشید کو سمجھے ہین دستِ شانہ ہم

چونکہ اُس کی زلف کا ہر ایک بال افشان کی وجہ سے تارِ شعاع معلوم ہوتا ہے اسی لحاظ سے ہم پنجۂ خورشید کو دستِ شانہ یعنی وہ ہاتھ جو شانہ کرے۔ یا شانہ محض سمجھتے ہین۔

مشق از خود رفتگی سے ہین بہ گلزارِ خیال   آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ ہم

اے دوست اے ہمارے آشنا ہم نے از خود رفتگی کی اتنی مشق کی ہے کہ آج گلزار خیال مین سبزۂ بیگانہ کے خواب کی تعبیر بن گئے ہین۔ چونکہ سبزہ کو سبزۂ خوابیدہ بھی کہا جاتا ہے اس لئے خوابِ سبزہ کہا گیا۔ سبزۂ بیگانہ وہ سبزہ جو خود اُگ آیا ہو۔ ظاہر ہے کہ سبزۂ بیگانہ کے خواب کی تعبیر عدم ہی ہو گی۔ مطلب یہ ہے کہ اے آشنا ہم از خود رفتگی کی مشق کرتے کرتے آج بالکل فنا اور نیست ہو گئے ہین۔

فرطِ بیخوابی سے ہین شبہائے ہجرِ یار مین   جون زبانِ شمع داغِ گرمیٔ افسانہ ہم

بیخوابی کی وجہ سے یار کی جدائی کی راتون مین ہم شمع کی زبان کی طرح گرمیٔ افسانہ کی وجہ سے داغ بن کر رہ گئے ہین یعنی جیسے زبانِ شمع افسانہ کہتے کہتے جل گئی ہے اسی طرح ہم کو گرمیٔ افسانہ نے پھونک دیا ہے یعنی افسانہ نے بجائے خواب آوری کے ہمارے اوپر یہ اثر کیا ہے۔

جانتے ہین جوششِ سودائے زلفِ یار مین   سنبلِ بالیدہ کو موئے سرِ دیوانہ ہم

زلفِ یار کے عشق کے جنون مین سنبل بالیدہ جو باغ مین پھیلا ہوا ہے وہ ہم کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کہ کسی دیوانے کے بال بکھرے ہوتے ہین۔

بسکہ وہ چشم و چراغ محفل اغیار ہے　　چپکے چپکے جلتے ہیں جوں شمع ماتم خانہ ہم

ہمارا محبوب چونکہ بزم غیر کا چشم و چراغ بنا ہوا ہے اس لئے مجبوراً ہم ماتم خانہ کی شمع کی مانند چپکے جل رہے ہیں۔

رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم　　شعلہ مانند سمندر بلکہ آتش خانہ ہم

ہم افسردگی کی وجہ سے نہایت جمود کی زندگی گزار رہے ہیں اور یہ تمام شعلے بلکہ آتش خانہ کا آتش خانہ سمندر کی زند ہو رہا ہے ہم یوں افسردگی کی زحمتیں اٹھا رہے ہیں اور ایک چھوٹا سا کیڑا یوں پورے آتش خانے پر قابض ہے سمندر کیڑے کا نام ہے

حسرت عرض تمنا یاں سے سمجھا چاہیے　　دو جہاں حشر زبان خشک ہیں جوں شانہ ہم

اگر ہماری حسرت عرض تمنا کا حال معلوم کر لینا چاہتا ہے تو اس سے معلوم کر کہ جیسے شانہ باوجود ہزاروں زبانیں ہونے کے خشک ہو کر دو جہان محشر زبان خشک بن گیا ہے اسی طرح ہم بھی خاموش ہیں شانے کی زبانیں وہی دندانے۔ دو جہان حشر زبان خشک اُنکے دونوں رخوں کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

وحشت بے ربطی پیچ و خم ہستی نہ پوچھ　　ننگ بالیدن ہیں جوں موئے سر دیوانہ ہم

ہستی کے پیچ و خم کی بے ربطی کی وحشت ہم سے تو کیا پوچھتا ہے دیوانے کے سر کے بالوں کی طرح بالیدن ہمارے لئے باعث ننگ ہے یعنی جیسے سودائی اور مجنونوں کے بالوں میں الجھنیں اور پیچ و خم ہوتے ہیں اسی طرح سے ہماری ہستی کا پیچ و خم ہے اور یہی بے ربطی باعث وحشت ہوئی ہے جس کی وجہ سے ہم ننگ بالیدن ہیں۔

از انجا کہ حسرت کش یار ہیں ہم　　رقیب تمنائے دیدار ہیں ہم

اس وجہ سے کہ ہم کو یار کی حسرت کشی کی عادت ہے اور سوائے اس کے اور کوئی کام ہی نہیں ہے لہٰذا ہم تمنائے دیدار کے رقیب اور مخالف ہیں یعنی صرف یار کے خواہاں

ہین یار کے دیدار کی تمنا کے مخالف ہین

رسیدن گل باغ واماندگی ہے — عبث محفل آرائے رفتار ہین ہم

رسیدن یعنی پہونچ جانا۔ واماندگی یعنی پڑ رہنے اور تھک جانے کا دیباچہ ہے۔ ہم بیکار محفل آرائے رفتار ہو رہے ہین اور فضول راہ نوردی مین مصروف ہین یعنی پہونچے تو یہی نتیجہ ہوگا کہ رہ جائین گے اور پڑ رہین گے۔

نفس ہو نہ معزول شعلہ درودن — کہ ضبط تپش سے شرر کار ہین ہم

نفس کو چاہیے کہ برابر شعلہ دروی کرتا رہے اور کبھی شعلہ حاصل کرنے سے معزول نہ رہے کیونکہ ہم ضبط تپش سے شرر کار ہو گئے ہین اور سراپا شرار ہو گئے ہین لہٰذا نفس کیسی قدر شعلہ افشانی کرتا رہے ہم کو کوئی نقصان نہین پہونچ سکتا ہے۔

تماشائے گلشن تمنائے چیدن — بہار آفرینا گنہ گار ہین ہم

اے بہار پیرائے عالم بیشک ہم تیرے گنہ گار ہین اور یقینی تیرے عاصی ہین کہ تیرے ماسوا ہم کو پھول چننے یا گلشن کے تماشے کی تمنا ہے۔ ہم کو چاہیے تھا کہ تیرے سوا اور کسی کی تمنا نہ رکھتے۔

نہ ذوق گریبان نہ پروائے دامان — نگاہ آشنائے گل و خار ہین ہم

اب نہ گریبان کا ذوق ہے نہ دامن کی پرواہی۔ ہم گل اور خار کے دیکھنے والے ہین دامن کانٹون مین جذب ہو کر رہ گیا۔ اور گریبان کو پھولون نے بھلا دیا۔

اسد شکوہ کفر و دعا ناسپاسی — ہجوم تمنا سے لاچار ہین ہم

اے اسد حالانکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ شکوہ کرنا کفر ہے اور دعا کرنا ناشکری ہو مگر کرین کیا کہ ہجوم تمنا سے ہم لاچار ہین مجبوراً شکوہ بھی کرنا پڑتا ہے اور دعا بھی کرنا پڑتی ہے:

جسدم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام　　پیمایشِ زمینِ رہِ عمر بس تمام

جس وقت کہ جادہ کی طرح تارِ نفس تمام ہو جائے تو وہین زمین راہ عمر کی پیمایش تمام ہو جاتی ہے یعنی وہین منزل عمر ختم ہو جاتی ہے۔

کیا دے صدا کہ الفتِ گم گشتگان سے آہ　　ہے سرمہ گردِ رہ بہ گلوے جرس تمام

کیا صدا دے سکتا ہے کہ گم شدہ لوگون کی محبت مین جرس گرد راہ سے سُرمہ در گلو ہو رہا ہے۔

ڈرتا ہون کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے　　ہین خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس تمام

بازارِ عشق کی کوچہ گردی سے مین ڈرتا ہون کیونکہ میرے لئے خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس ہین یعنی خارِ راہِ عشق اتنے ہین کہ کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے مین ڈرتا ہون اور وہ مجھے دشت گردی نہین کرنے دیتے۔

اے بالِ اضطراب کہان تک فسردگی　　یک پر زدن تپش مین ہے کارِ قفس تمام

اے بالِ اضطراب یعنی اے اضطراب کے بازو آخر تو افسردہ کہان تک رہے گا عالم تپش مین تڑپ کر جہان تو نے ایک پر مارا بس قفس کا کام تمام ہو جائے گا۔ یعنی اے اضطراب جہان تو نے حالت کرب مین ذرا توجہ کری فوراً قفس ٹوٹ کر برابر ہو جائے گا۔

گزرا جو آشیان کا تصور بوقتِ بند　　مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار و خس تمام

قید ہونے کے وقت جو آشیانے کا خیال بندھا تو چشم دام کی مژگان یعنی حلقہائے دام کے اُبھرے ہوئے تاگون نے فوراً خار و خس کی صورت اختیار کر لی اور ایک آشیانہ بن گیا۔

کرنے نہ پائے ضعف سے شورِ جنون اسد　　اب کی بہار کا یونہی گذرا برس تمام

اے اسد ضعف نے اتنا بے بس اور اتنا عاجز کر دیا کہ ہم ہو حق مستانہ بھی نہ کر سکے اور جنون کے شور سے بھی باز رہے اب کی بہار کا پورا سال یونہی گزر گیا۔

ردیف (ن)

خوش وحشتے کہ عرض جنون فنا کرون　　جون گرد راہ جامۂ ہستی قبا کرون

وہ وحشت بڑی اچھی جس کے ذریعہ سے یا جس کی وجہ سے مین اپنے جنون فنا کا اظہار کر سکون اور جیسے کہ گرد راہ نے جامۂ ہستی کو چاک کر دیا ہے اسی طرح سے مین بھی قبائے ہستی کو تار تار کر دون۔

گر بعد مرگ وحشت دل کا گلا کرون　　موج غبار سے پر یک دشت وا کرون

اگر کہین مین مرنے کے بعد اپنی وحشت دل کا گلہ کرنے پر آؤن تو اپنی موج غبار اور اپنے غبار قبر سے ایک دشت کے پر لگا دون یعنی کہین بعد مرگ وحشت کا شکوہ بھی کرون تو تختۂ دشت کو زیر وزبر کر دون اور جنگل کے جنگل کو لے اُڑون۔

آ اے بہار ناز کہ تیرے خرام سے　　دستار گرد شاخ گل نقش پا کرون

محبوب سے خطاب کر کے کہا ہے کہ آ اے بہار ناز خدا کے لئے آ۔ کہ تیرے آتے ہی مین اپنی دستار کو شاخ گل نقش پا پر فدا کر دون اور اس کی گرد بنا دون یا اسکے اوپر نثار اور اس کی نذر کر دون۔

خوش افتادگی کہ بہ صحرائے انتظار　　جون جادہ گرد رہ سے نگہ سرمہ سا کرون

ہائے وہ افتادگی کتنی اچھی ہے کہ انتظار کے جنگل مین مین جادہ کی مانند پڑا ہون اور اپنی آنکھ مین گرد راہ کا سرمہ لگایا کرون۔ حاصل یہ ہے کہ انتظار یار مین رہنا کتنا اچھا ہے۔

صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیر چاک　　درد اور یہ کمین کہ رہ نالہ وا کرون

صبر کا یہ ارادہ ہو کہ دل کو اسیر چاک زخم بنا دون اور وہ اس سے کہین نہ نکلے

اور درد اس گھات مین لگا ہوا ہے کہ مین کسی طرح نالہ کرون اور دل کی بھڑاس نکالون۔

وہ بیدماغ منت اقبال ہون کہ مین	وحشت بہ داغ سایۂ بال ہما کرون

مین اقبال کی احسان مندی اور منت پذیری سے اس قدر بیدماغ ہون کہ اگر سایۂ بازوے ہما کے داغ کو دیکھ بھی لون تو مجھے وحشت پیدا ہو جاے۔ حاصل یہ کہ مین کسی کا احسان سر پر نہین لے سکتا۔

وہ التماس لذت بیداد ہون کہ مین	تیغ ستم کو پشت خم التجا کرون

مین لذت بیداد کے لئے ایک التماس ہون اور وہ التماس ہون کہ میرا جذبۂ بیداد اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ مین تیغ ستم کو وہ پشت خم بنا سکتا ہون جو التجا اور عرض مدعا کے لئے خم کی جاتی ہے یعنی تیغ ستم خود میرے روبرو پشت خم التجا بن کر آئے۔

وہ راز نالہ ہون کہ بشرح نگاہ عجز	افشان غبار سرمہ سے فرد صدا کرون

مین اپنے نالہ کا ایک راز ہون اور وہ راز ہون کہ نگاہ عجز کی شرح کے لئے اپنی آواز کی فرد یعنی کاغذ پر غبار سرمہ چھڑک دون گا یعنی راز کی اس قدر محافظت کرون کہ فرد صدا جس کا کام اظہار راز ہے اسپر بھی غبار سرمہ چھڑک کر اُس کو سرمہ در گلو کر کے بے اثر بنا دون گا۔

فلک سفلہ بے محابا ہے	اس ستمگر کو انفعال کہان

کمینہ آسمان بالکل بے خوف اور بے محابا ہے ظلم کرتا ہے اور اس ظالم کو کبھی شرمندگی نہین ہوتی اور کبھی اپنے افعال سے نہین شرماتا۔

بوسہ مین وہ مضائقہ نہ کرے	پر مجھے طاقت سوال کہان

اگر مین بوسہ مانگون تو یقین ہو کہ وہ کوئی مضایقہ نہ کرے گا مگر مصیبت یہ ہے کہ

مجھ مین طاقت سوال نہین ہے۔ طاقت سوال نہ ہونے کی بہت سی توجیہین ہو سکتی ہین خواہ بوجہ ہیبت و رعب حسن۔ خواہ بوجہ غیرت عشق وغیرہ کے۔

آنسو کہون کہ آہ سوار ہوا کہون ۔۔۔ ایسا عنان گسیختہ آیا کہ کیا کہون

اس شعر مین بیان حال معشوق بھی ہو سکتا ہے مگر میرے نزدیک بیان حال اشک زیادہ مناسب ہو اپنے آنسو کی کیفیت بیان کرتے ہوے کہتے ہین کہ اسے آنسو کہون یا ہواے آہ کا سوار کہون یعنی ایسا تیز رفتار ہوا کی ہوا کے گھوڑے پر سوار تھا۔ غرض میرا اشک کچھ اس طرح تیز و تند عنان گسیختہ آیا کہ بس کچھ نہ پوچھو کچھ کہا نہین جاتا

مضمون وصل ہاتھ نہ آیا مگر اُسے ۔۔۔ اب طائر پریدۂ رنگ حنا کہون

وصل کا مضمون ہاتھ نہ آیا کہ اس کی کسی سے تشبیہ دے سکون اور بتا سکون کہ وصل کیا چیز ہے البتہ طائر پریدۂ رنگ حنا کہا جا سکتا ہے کہ اس کا بھی کوئی وجود نہین ہے

طرز آفرین نکتہ سرائی طبع ہے ۔۔۔ آئینہ خیال کو طوطی نما کہون

میرا آئینہ خیال نکتہ سرائی کی طرزین پیدا کرتا ہے اور میری طبیعت کو نکتہ سرائی کے راستے دکھاتا ہے اب اس کی تشبیہ کس سے دون بہتر یہ ہے کہ آئینہ خیال کو طوطی نما بتاؤن آئینہ اور طوطی مین جو مناسبت ہے وہ ظاہر ہے۔

غالب ہے رتبہ فہم تصور سے کچھ پرے ۔۔۔ ہے عجز بندگی جو علی کو خدا کہون

اے غالب حضرت علی کا رتبہ تصور کی فہم اور سمجھ سے پرے ہے اور تصور وہان تک پہونچ ہی نہین سکتا لہذا یہ میرا عجز بندگی شمار کیا جائے گا اگر مین علی کو خدا کہدون گا ان کا رتبہ نہ معلوم کیا ہے۔ خدا اپنی جگہ ہے اور علی اپنی جگہ۔

کسو کو زخود رستہ کم دیکھتے ہین ۔۔۔ کہ آہو کو پابند رم دیکھتے ہین

ہم کو دنیا مین کوئی ایسا نہین ملتا کہ جو خودی کی حدود سے گذر کر آزاد ہو گیا ہو۔

آہو کو دیکھئے ہر چند کہ وہ وحشی ہے مگر پھر بھی پابند رم ہے۔ غرضکہ پابندی دور نہیں ہو سکتی۔

آئینہ دام کو پردے مین چھپاتا ہی عبث　　کہ پریزاد نظر قابل تسخیر نہین

جوہر آئینہ کو دام آئینہ فرض کر کے کہتا ہے کہ آئینہ بیکار دام کو پردے مین چھپائے ہوئے اور بچھائے ہوئے ہے اس کی یہ کوشش سراسر بیکار اور بے سود ہے اس کو واضح رہے کہ نظر وہ پریزاد نہین ہے کہ وہ اس کو دام مین پھانس لے اور تسخیر کرے وہ اور پریان ہون گی جو مسخر ہو جاتی ہین۔

مثل گل زخم ہی میرا بھی سنان سے توام　　تیرا ترکش ہی کچھ آبستنی تیر نہین

تیرا خیال یہ ہے کہ میرا ترکش ہی ایک ایسا ہے جو تیرون سے بھرا ہوا ہے اور جو نوک تیر سے توام ہے یہ غلط ہے اور سراسر غلط ہے اس کی اور بھی مثالین ہین پھول کو دیکھ وہ بھی زخمی ہے اور اس کے زخم مین بھی اب تک اسی طرح سنان موجود ہے جیسے کہ تیرے ترکش مین تیر ہین بلحاظ سرخی و رنگ و چاک پھول زخمی ہے اور شاخ گل سنان ہے اور اسی طرح اب تک میرے زخم مین بھی سنان توام موجود ہے۔

میر کے شعر کا احوال کہون کیا غالب　　جس کا دیوان کم از گلشن کشمیر نہین

ریختہ کا وہ ظہوری ہی بقول ناسخ　　آپ بے بہرہ ہی جو معتقد میر نہین

اے غالب میر کا حال کیا پوچھتا ہے اس کا حال کیا بتاؤن مجھے اس کا دیوان گلشن کشمیر معلوم ہوتا ہے یقیناً وہ اردو کے لئے ظہوری ہے جیسا کہ ناسخ کا یہ مقولہ ہے بالکل صحیح ہے کہ ؎

آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین

جائیکہ پائے سیل بلا در میان نہین　　دیوانگان کو وان ہوس خانمان نہین

دیوانے اس جگہ آبا دہی نہیں ہوتے اور وہاں گھر ہی نہیں بناتے جہاں سیل کا گذر نہو یعنی اُن کی فطرت میں آزار طلبی کا مادہ بھرا ہوا ہے۔

ہر رنگ گردش آئینہ ایجاد درد ہے　　اشک سحاب جز بوداع خزاں نہیں

گردش دہر کے ہر رنگ میں ایجاد درد کے انداز موجود ہیں ابر بہار کو دیکھ لے کہ اس کی اشک افشانی صرف اس لئے ہے کہ خزاں رخصت ہو رہی ہے الحاصل ہر گردش ایجاد درد کا ایک آئینہ ہے۔

جز عجز کیا کروں بہ تمنائے بیخودی　　طاقت حریف سختی خواب گراں نہیں

مجھے بیخودی کی تمنا ہے مگر اس کو اختیار نہیں کر سکتا اور اس کے لئے سوائے اس کے کہ اپنی عاجزی کا اظہار کروں اور کچھ نہیں کر سکتا وجہ یہ ہے کہ میری طاقت اس خواب گراں کو برداشت نہیں کر سکتی۔ مجبوراً میں عجز کا اظہار کرتا ہوں۔

گل غنچگی میں غرقہ دریائے رنگ ہے　　اے آگہی فریب تماشا کہاں نہیں

پھول حالت غنچگی میں دریائے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے اے آگہی فریب تماشا کس جگہ نہیں ہے ہر جگہ یہی حالت ہے۔

ہوئی یہ بیخودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے　　کہ طوطی قفل زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں

آنکھ اور زبان کو تیرے جلوے سے یہ بیخودی ہو گئی ہے کہ طوطی جس کا کام گویائی ہے وہ آئینہ خانہ میں ایسا بے حس اور بیکار ہو گیا ہے کہ ایک قفل زنگ آلودہ معلوم ہوتا ہے۔

بحکم عجز ابروئے مہ نو حیرت ایما ہے　　کہ یاں گم کر جبیں سجدہ فرسا آستانے میں

عاجزی کے حکم سے مہ نو یعنی ہلال اشارے کرتا ہے کہ سجدہ کرنے والی پیشانی

کو اس جگہ آستانے مین گم کر دے۔ اس شعر مین یان کی بجاے ہان زیادہ مناسب ہے جس سے تاکید پیدا ہو جائے گی اور یان کے واسطے کوئی خاص جگہ نہین تبائی گئی

فزون کی دوستون نے حرص قاتل ذوق کشتن مین
ہوے ہین بخیہاے زخم جوہر تیغ دشمن مین

میرے دوستون نے میرے قاتل کی حرص قتل کو اور زیادہ کر دیا اور اس کے ذوق قتل کو بڑھا دیا ہے گویا کہ وہ بخیہ[له] جو انھون نے میرے زخم مین کی تھی وہ دشمن کی تلوار کے واسطے جوہر ہو گئی ہے یعنی دوستون نے بخیہ کی تھی زخم کے سینے کو مگر چونکہ میری بدنصیبی سے وہ قاتل کو بری معلوم ہوئی اس سے [illegible] کی حرص قتل بڑھ گئی ہے اور آخر وہی بخیہ اس کی تلوار کا جوہر بنی۔ تلوار کا جوہر بننے سے مراد یہ کہ اور بھی اس کی تلوار کو میرے اوپر چمکایا۔

تماشا کردنی ہے لطف زخم انتظار اے دل
سویدا داغ مرہم مردمک چشم سوزن مین

اے دل انتظار کے زخم کا لطف دیکھنے کے قابل ہے کہ اس کا داغ سویدا اور وہ مرہم جو اس زخم پر رکھا گیا ہے وہ چشم سوزن کے لئے تیلی بن گیا ہے یعنی کسی حالت مین اس سے صورت انتظار محو نہین ہوئی۔

پاؤن مین جب وہ حنا باندھتے ہین
میرے ہاتھون کو جدا باندھتے ہین

میرا محبوب جب اپنے پاؤن مین مہندی لگاتا ہے تو میرے ہاتھوان کو علیحدہ باندھ دیتا ہے۔ میرے نزدیک اس شعر مین سواے اس کے کہ پاؤن مین حنا باندھتے ہین تو ہاتھ باندھتے ہین ایک تقابل ہے اور کوئی لطف نہین۔

تیرے بیمار پہ ہین فریادی
وہ جو کاغذ مین دوا باندھتے ہین

وہ لوگ جو کاغذ مین دوا باندھتے ہین یعنی دوا فروش وہ بھی تیرے بیمار کے لئے رنج و فریاد کرتے ہین۔ یا یہ کہ معشوقون کو بھی رحم آتا ہے۔

قید مین بھی ہے اسیری آزاد
چشم زنجیر کو وا باندھتے ہین

له جیہ لمر کبھی سنا گیا ہے

قیدی حالت قید مین بھی آزاد ہے اس واسطے کہ چشم زنجیر کو جب کسی نے باندھا ہے وایعنی کھلا ہوا باندھا ہے اس لئے اسیری گویا آزادی ہے۔

شیخ جی کعبہ کا جانا معلوم — آپ مسجد مین گدہا باندھتے ہین

جناب شیخ صاحب خیر آپ کی زیارت کعبہ کا حال تو ہم کو معلوم ہے آپ کہان کعبہ کہان مگر آپ کی تشریف آوری کعبہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس قدوم میمنت لزوم کی وجہ سے مسجد کو ایک اصطبل بنا لیا ہے جس مین آپ خود گدھے معلوم ہوتے ہین یا یہ کہ شیخ صاحب آپ نے مجھے کعبہ جانے کی نسبت ارشاد فرمایا اے سبحان اللہ کیا خوب کجا مین کجا کعبہ۔ یہ تو ایسی بے جوڑ بات ہے کہ گویا آپ نے مسجد مین گدہا باندھ دیا ہے یا یہ کہ خود شیخ صاحب سے کہا ہے کہ آپ کیا کعبہ جائینگے آپ کہان کعبہ کہان۔

کس کا دل زلف سے بھاگا کہ اسد — دست شانہ بہ قفا باندھتے ہین

اے خدا کون ایسا اسیر تھا کہ جس کا دل زلف یار سے فرار ہو گیا ہے اور اسوجہ سے کہ شانہ نے اس مفروری مین امداد دی آجتک اُس کے ہاتھ پیٹھ پیچھے باندھے جاتے ہین شانہ کے دونون بازو دون کو اس کے ہاتھ سمجھتے ہیں۔

ہی نزاکت فصل گل مین بسکہ معمار چمن — قالب گل مین ڈھلی ہی خشت دیوار چمن

چونکہ فصل بہار مین نزاکت چمن کی تعمیر کر رہی ہے اس واسطے دیوار چمن کی ہر خشت قالب گل مین ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے مطلب یہ کہ نشو و نمائے گل اتنی ہے کہ اسی سے چمن کی دیوار بن گئی ہے لہذا ہر پھول ایک خشت دیوار ہے۔

تیری آرایش کا استقبال کرتی ہی بہار — جوہر آئینہ ہی یان نقش احضار چمن

تیری آرایش کے استقبال کے لئے بہار آمادہ اور تیار ہے تو جو بناؤ سنگھار کرتے وقت آئینہ دیکھتا ہے تو اُس آئینہ کے جوہر حاضرات بہار کا نقش بن جاتے ہین جس سے فعا بہار موجود ہو جاتی ہے یعنی بناؤ سنگھار کرکے تیرا آئینہ دیکھنا بہار پیدا کر دیتا ہے

بسکہ پائی یار کی رنگین ادائی سے شکست
ہے کلاہ ناز گل برطاق دیوار چمن

چونکہ اُس نے یار کی رنگین ادائی سے شکست پائی ہے اس لئے ناز گل کی کلاہ اتر گئی ہے اور دیوار چمن کے طاق پر رکھی ہوئی ہے۔ نوے بہار مین بالیدگی سے پھولون کا دیوار چمن تک پہونچنا گویا اُن کا اپنے غرور و ناز کی ٹوپی آتار کر رکھدینا ہے جو عجز اور شکست کی دلیل ہے۔ ٹوپی اُترنا یون بھی آبرو اترنے کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے۔

وقت ہے گر بلبل مسکین زلیخائی کرے
یوسف گل جلوہ فرما ہے بہ بازار چمن

جیسے کہ حضرت یوسف بازار مصر مین آے تھے اور زلیخا نے خریداری کی تھی ایسے ہی یہ وہ وقت ہے کہ بلبل کو زلیخا بن جانا چاہئے اس لئے کہ یوسف گل بازار مین بکنے کے لئے آپہونچا۔

وحشت افزا گریہ ہا موقوف فصل گل اسدؔ
چشم دریا ریز ہے میزاب سرکار چمن

اے اسدؔ ان وحشت افزا نالون کو فصل گل کے لئے موقوف رکھ کیونکہ تیری چشم اشکبار سرکار چمن کی میزاب ہے۔ میزاب پرنالہ کو کہتے ہین جس سے پانی گرتا ہے یعنی بے وقت کا رونا کچھ لطف نہین دیتا۔ میرا ایک شعر ہے ؎

خزان مین چاک گریبان سے فائدہ کیا ہے
مزا بہار کا ہے اک ذرا بہار آئے

جوں مردمک چشم سے ہوں جمع نگاہین
خوابیدہ بہ حیرت کدہ داغ ہیں آہیں

جس طرح کہ پتلی کی وجہ سے نگاہین جمع رہتی ہین یا پتلی مین نگاہین جمع ہوتی ہین اسی طرح میرے حیرت کدہ داغ مین آہین سو رہی ہین۔

پھر حلقہ کاکل مین پڑین دید کی راہین
جون دود فراہم ہوئین روزن مین نگاہین

حلقہ کاکل میں پھر دیدار کی راہیں پیدا ہوگئیں یعنی دنیا کی نظر پھر اس کے حلقہ کاکل پر پڑ گئی اور یہ حالت ہوگئی کہ جیسے دھواں روزن میں جمع ہوتا ہے۔ اسی طرح نگاہیں اس حلقہ میں جمع ہیں۔

پایا سر ہر ذرۂ جگر گوشۂ وحشت ہیں داغ سے معمور شقائق کی کلاہیں

دنیا میں تفحص اور تجسس سے یہ حال معلوم ہوا کہ ہر ذرہ کا سر سودا سے معمور ہے اور وحشت کا لخت جگر اور نور بصر ہے شقائق کو دیکھئے کہ اس کی کلاہ میں بھی داغ سودا ہے۔ شقائق النعمان لالہ کی ایک قسم ہے جسے نعمان بن منذر نے لگایا تھا اور یہ ایک مشہور بات ہے کہ لالہ کی سیاہی کو داغ لالہ سے تعبیر کرتے ہیں جس کی صدہا مثالیں موجود ہیں۔

کس دل پہ ہے عزم صف مژگان خود آرا آئینہ کے پایاب سے اتری ہیں نگاہیں

آخر تیرے مژگان صف آرا اور جنگجو کا کس دل پر چڑھائی کرنے کا ارادہ ہے کہ نگاہیں اب آئینہ سے پایاب ہو رہی ہیں۔ پایاب ہونا۔ کسی دریا کے پانی سے گزرنا جس میں کشتی وغیرہ کی احتیاج نہو۔ مطلب یہ ہے کہ تم آئینہ دیکھ رہے ہو آخر یہ پلکیں صف آرا ہو کر کس دل کی تباہی کا ارادہ کر رہی ہیں۔

دیر و حرم آئینۂ تکرار تمنا واماندگی شوق تراشے ہے پناہیں

یہ دیر و حرم دونوں تکرار تمنا کے آئینے ہیں یعنی ان سے حال کھلتا ہے کہ شوق کو پھر تازہ کیا جائے اور پھر تمنا کا اعادہ کیا جائے گویا کہ شوق کی واماندگی پناہیں تراش رہی ہے یعنی شوق جب تھک جاتا ہے تو ان میں سے ایک میں واماندہ ہو کر پڑ رہتا اور اسی کو اپنی پناہ بنا لیتا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پھر کسی تمنا کا آغاز کیا جائے

یہ مطلع اسد جوہر افسون سخن ہو گر عرض تپاک جگر سوختہ چاہیں

حیرت کش یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں کھینچوں ہوں سویدائے دل چشم سے آہیں

اے اسد میرا یہ مطلع افسون سخن کے لئے جوہر بن جائے اگر تپش جگر سوختہ کو عرض کرنا چاہیں اور وہ یہ ہی کہ میری نگاہیں ایک جلوۂ معنی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہیں اور میری آنکھ کے دل سویدا سے برابر آہیں نکل رہی ہیں یا میں سویداے دل چشم سے آہیں نکال رہا ہوں یعنی جلوۂ معنی نے مجکو اتنا حیرت زدہ کیا ہے کہ میری آنکھ کے دل کے سویدا سے آہیں نکل رہی ہیں۔ سویداے دل چشم پتلی کو کہا جا سکتا ہے۔

تن بہ بند ہوس در ندادہ رکھتے ہیں ‏ ‏ دل ز کار جہان اوفتادہ رکھتے ہیں

ہمارے پاس ایسا جسم ہے جو ہوس کے بند میں قید نہیں اور ہمارے پاس اس قسم کا دل ہے جو جہان کے کامون سے بالکل جاتا رہا ہے۔

تمیز زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں ‏ ‏ بہ عکس آئینہ یک فرد سادہ رکھتے ہیں

کون نیکی اور بدی اچھائی اور برائی کی تمیز کرے اور کون اس جھنجھٹ میں پڑے جیسے کہ آئینہ نیکی و بدی اچھائی برائی کی تمیز کے پھیر میں پڑا ہے ہم نے وہ علت نہیں رکھی بلکہ برعکس اس کے ایک سادہ فرد ہم رکھتے ہیں۔

برنگ سایہ ہمیں بندگی میں ہی تسلیم ‏ ‏ کہ داغ دل بہ جبین کشادہ رکھتے ہیں

سایہ کی طرح ہم نے بندگی میں تسلیم و رضا کی خو ڈال رکھی ہے اور جیسے کہ سایہ کی جبین کشادہ پر ایک داغ تسلیم ہے اسی طرح ہم بھی دل کے داغ کو اپنی جبین کشادہ پر خوشی کے ساتھ لئے ہوے ہیں۔ سایہ کی جبین کشادہ وہ جگہ جہان سایہ پڑے اور وہ زمین ہے جس کی تشبیہ جبین کشادہ سے نہایت ہی موزون اور مناسب ہے یا یہ کہ ہم کشادہ پیشانی کے ساتھ اپنے دل پر داغ رکھتے ہیں جیسے کہ سایہ داغ غلامی اپنی جبین پر رکھتا ہے۔ آخری معنی زیادہ مناسب اور اقرب الی الذہن ہیں۔

بہ زاہدان رگ گردن ہی رشتۂ زنار ‏ ‏ سرے بپاے بتِ نانہادہ رکھتے ہیں

بندگی بت کر کے زاہدون کو غرور پیدا ہو گیا ہے گویا کہ رشتۂ زنار اُن کے لئے

رگ گردن زنار سا بن گیا ہو لہٰذا ہم اس خوف سے کہ ہم مغرور نہ ہو جائیں ایسا سر رکھتے ہیں کہ کسی بت کے قدم پر اس کو کبھی نہیں رکھا یہ کیا کہ زاہد زنار پر مغرور ہیں جو یہ کسی بت کے قدم پر نہیں رکھا

معاف بیہودہ گوئی ہیں ناصحان عزیز — دلے بدست نگارے نداده رکھتے ہیں

ہم اپنے ناصحان عزیز کی تلخ نوائی کو معاف کرتے ہیں کیا کریں وہ غریب معذور و مجبور ہیں انھوں نے کبھی کسی معشوق سے دل تو لگایا نہیں پھر وہ ایسی باتیں نہ کریں تو کیا کریں۔

برنگ سبزہ عزیزان بدزبان یکدست — ہزار تیغ بہ زہر آب دادہ رکھتے ہیں

جیسے کہ سبزہ زہر آب میں بجھی ہوئی تلوار لئے ہے ظاہر ہے کہ سبزہ کی پتیاں اور گھاس تلوار سے مشابہ ہے اسی طرح ہمارے بدزبان عزیز بھی ہزاروں تلواریں ہمارے قتل کے لئے ایسی لئے ہوئے ہیں جنھیں زہر آب میں بجھایا ہے۔

طاؤس نمط داغ کے گر رنگ نکالوں — یک قد نسب نامۂ نیرنگ نکالوں

اگر میں طاؤس کی طرح اپنے داغ دل کے رنگ دکھانے پر آؤں اور بتانا چاہوں کہ میرا داغ دل کتنے کتنے رنگوں میں رہ چکا ہے تو غالباً یہ نتیجہ نکلے گا کہ نیرنگ یعنی رنگا رنگی کا ایک پورا نسب نامہ دکھانا پڑے گا تب بتا سکوں گا کہ کب کب داغ دل کا کیا کیا رنگ رہ چکا ہے۔

نے کوچۂ رسوائی و زنجیر پریشان — اے نالہ میں کس پردے میں آہنگ نکالوں

نے (بانسری) ایک کوچۂ رسوائی ہے اور زنجیر ایک پریشان چیز ہے آخر اے نالۂ غم تو ہی بتا کہ میں کون سے پردے سے اپنی آواز نکالوں اُس میں یہ خرابی ہے اور زنجیر کی جھنکار میں پریشانی ہے۔

یک نشو و نما جا نہیں جولان ہوس کو — ہر چند کہ بمقدار دل تنگ نکالوں

دنیا مین کہین اتنی بھی جگہ نہین کہ میری ہوس ایک نشو و نما بھی کر سکے ہر چند اپنے دل تنگ کی مقدار ہی کے موافق مین ہوس نکالون مگر اتنی بھی نہین نکل سکتی

سودائے عشق سے دم سرد کشیدہ ہون　　شام خیال زلف سے صبح دمیدہ ہون

مین سودائے عشق کی وجہ ایک دم سرد کشیدہ ہون گویا مین وہ صبح ہون جو شام خیال زلف یار سے طلوع ہوئی ہے چونکہ شعراء صبح کے طلوع ہونے کو ایک دم سرد کسے تشبیہ دیتے ہین اس لئے کہا ہے کہ چونکہ سودائے عشق سے مین دم سرد کھینچ رہا ہون اس لئے مین بھی ایک صبح معلوم ہوتا ہون۔

دوران سر سے گردش ساغر ہے متصل　　خمخانۂ جنون مین دماغ رسیدہ ہون

دوران سر کی وجہ سے متواتر اور متصل طور پر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مین دور ساغر مین شریک ہون اور پیالہ پر پیالہ چڑھاتا جاتا ہون گویا کہ مین جنون کے خمخانہ مین ایک ایسا دماغ ہون جو نشہ سے سرشار ہے۔

ظاہر ہین میری شکل سے افسوس کے نشان　　جون شانہ پشت دست بدندان گزیدہ ہون

افسوس کے نشان میری صورت اور شکل سے ظاہر ہو رہے ہین۔ گویا مین شانہ کی مانند ہون جو پشت دست کو اپنے دانتون سے چبائے ڈالتا ہے۔

ہون گرمی نشاط تصور سے نغمہ سنج　　مین عندلیب گلشن ناآفریدہ ہون

مین اپنے تصور کی خوشی کی گرمی سے نغمہ سنجی کر رہا ہون گویا کہ وہ بلبل ہون جسکے لئے گلشن ہنوز پیدا بھی نہین کیا گیا مگر وہ خوش اور مسرور ہے۔

دیتا ہون کشتگان کو سخن سے سر تپش　　مضراب تارہائے گلوئے بریدہ ہون

مین مرنے والون کو اپنی شیرین کلامی سے درس تپش دیتا ہون یعنی تڑپاتا ہون گویا کہ مین مضراب ہون اور گلو بریدہ لوگون کے تارون پر روان ہوتا ہون اسی لئے

گویا مرنے والون کے تڑپانے کا باعث ہون۔

ہے جنبش زبان دہن مین سخت ناگوار   خونابۂ ہلاہل حسرت چشیدہ ہون

مجھے اپنے دہن مین اپنی زبان کی جنبش سخت ناگوار اور بری معلوم ہوتی ہے اور مین اس سے غایت درجہ تلخی اور ناگواری کا احساس کرتا ہون اس واسطے کہ مین زہر حسرت پی چکا ہون۔

جون بوے گل ہون گرچہ گرانبار مشت زر   لیکن اسد بوقت گزشتن جریدہ ہون

اگرچہ مجھے گل کی طرح میرے ہاتھ یا میری مٹھی مین بھی زر ہے زر گل یا زرد زرد وہ زرد پتیان جو پھول کے بیچ مین ہوتی ہین جنھین زیرۂ گل بھی کہا جاتا ہے مگر جیسے کہ بو جب رخصت ہوتی اور جاتی ہے تو تنہا جاتی ہے اور کچھ نہین لے جاتی اسی طرح جاتے وقت مین بھی یکہ و تنہا ہون اور کسی چیز یا کسی آدمی کو ساتھ نہ لے جاؤن گا۔

خون در جگر نہفتہ بہ زردی رسیدہ ہون   خود آشیان طائر رنگ پریدہ ہون

مین خون جگر مین چھپائے ہوے ہون اور زرد ہو رہا ہون گویا اس طائر رنگ کا نشیمن ہون جو پرواز کر چکا ہے۔

ہے دست رد بہ سیر جہان بستن نظر   پاے ہوس بہ دامن مژگان کشیدہ ہون

آنکھ بند کر لینا سیر جہان پر دست رد یعنی ہاتھ واپس پھیر دینا ہے یعنی سیر جہان کو نامنظور کرنا ہے اسی لئے مین آنکھ بند کر کے پاے ہوس کو دامن مژگان مین لپیٹ کر بیٹھ چکا ہون یعنی سیر جہان سے قطع نظر کر کے آنکھین بند حیرت زدہ بیٹھا ہون۔

مین چشم واکشادہ و گلشن نظر فریب   لیکن عبث کہ شبنم خورشید دیدہ ہون

میری آنکھین کھلی ہوئی ہین اور گلشن جاذب توجہ اور جاذب نظر ہے مگر یہ سب میرے لیے بیکار ہے کیونکہ مین اس شبنم کی مانند ہون جس کو آفتاب کی کشش جذب کر رہی ہو

حاصل یہ ہے کہ باغ جہان کیسا ہی اچھا اور خوشگوار ہی مگر کیا کیا جائے کہ مین تو کسی اور ہی طرف کھنچ رہا ہون۔

تسلیم سے یہ نالہ موزون ہوا حصول   اے بیخبر مین نغمۂ چنگ خمیدہ ہون

مین جب حکم یار ہے ہر بات پر سر تسلیم خم کرتا رہا۔ اس وقت مجھے یہ نغمۂ موزون جو تو سُن رہا ہے حاصل ہوا ہے اے بےخبر تجھے معلوم بھی ہے مین وہ نغمہ ہون جو چنگ خمیدہ سے نکلا ہون تسلیم کو چنگ خمیدہ سے استعارہ کیا ہے۔ اس استعارۂ بلیغ نے شعر کو نہایت ہی بلند کر دیا ہے۔

پیدا نہین ہے اصل تگ و تاز جستجو   مانند موج آب زبان بریدہ ہون

یہ معلوم نہین کہ میری تگ و تاز اور دوڑ دھوپ کا اصل منشا اور مقصد کیا ہے میری حالت موج دریا کی سی ہو کہ جیسے وہ دوڑ رہی ہے اور ابتک جستجو مین ہو مگر وہ ایک زبان بریدہ کی مانند ہے اس کی منزل اور مقصد کا کسی پر اظہار نہین ہو سکتا۔ بالکل اسی طرح مین بھی ایک زبان بریدہ ہون میرا حال بھی کسی پر نہین کھلتا۔

سر پر مرے وبال ہزار آرزو رہا   یارب مین کس غریب کا بخت رمیدہ ہون

ہزارون حسرتون اور ہزارون تمناؤن کا وبال میری گردن پر ہے اے میرے خدا آخر مین کس غریب کا بخت رمیدہ ہون کہ اس قدر حسرتون کا میرے سر پر وبال لدا ہوا ہے ظاہر ہے کہ غریب کے بخت رمیدہ کے سر پر بھی ہزارون حسرتون کا ہجوم اور وبال ہوگا۔

مین بے ہنر کہ جوہر آئینہ تھا عبث   پائے نگاہ خلق مین خار خلیدہ ہون

مین بے ہنر جوہر آئینہ کی مانند تھا مگر اس کو لوگون نے سمجھا نہین اور آج مین دنیا کے پائے نگاہ مین ایک کانٹا معلوم ہو رہا ہون۔

میرا نیاز عجز ہے مفت بتان اسد   یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہون

میرا عجز و نیاز بتون کے لئے مفت ہے یعنی بغیر کسی غرض و مطلب کے ان کے لئے میرا عجز ہے گویا کہ مین درم ناخریدہ غلام ہون۔

بوحشت گاہ امکان اتفاق چشم مشکل ہے — مہ و خورشید باہم ساز یک خواب پریشان ہے

دنیا ایک وحشت گاہ ہے یہان دو آنکھون کا ملنا ناممکن ہے اب رہا یہ کہ تو یہ اعتراض کرے گا کہ جب یہ بات ہے تو مہ و خورشید باہم کیون آنکھین ملا رہے ہین یا یہ دو آنکھین کیون مل رہی ہین سو اس دہوکہ مین نہ آنا۔ یہ دونون آنکھون کا ملنا ایک خواب پریشان کا سامان ہے۔

نہ انشا معنی مضمون نہ املا صورت موزون — عنایت نامہ ہا اہل دنیا ہرزہ عنوان ہین

اہل دنیا کے عنایت نامون کا کیا حال پوچھتا ہے سب کے عنوان بیہودہ۔ لغو۔ اور فضول ہین نہ انشا درست نہ املا درست۔ نہ معنی موزون۔ نہ حرف صحیح۔

طلسم آفرینش حلقہ یک بزم ماتم ہے — زمانے کے شب یلدا سے موے سر پریشان ہین

طلسم آفرینش یعنی مخلوق ایک حلقہ بزم ماتم ہے اور یہ جو تاریک راتین تو دیکھتا ہے یہ راتین نہین ہین بلکہ دراصل زمانے کے وہ پریشان بال ہین جو ماتم مین پریشان کئے جاتے ہین یعنی زمانے نے موے سر پریشان کرلئے ہین صرف اس لئے کہ حلقہ ماتم اپنے پورے کمال کے ساتھ جاری رہے۔

یہ کس ناہید کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی — کہ مثل ذرہ ہا خاک آئینے پرافشان ہین

یہ کس ناہید طلعت کی تصویر کا جلوہ سیمابی ہے یعنی پارے کی خاصیت رکھتا ہے کہ خاک کے ذرون کی مانند آئینے اڑنے کی کوشش مین مصروف ہین۔ یعنی کس برق وش کی تصویر کا جلوہ سیمابی آئینہ کو مائل پرواز کر رہا ہے۔ ایک ایسا ہی شعر ہے ؎

ہوے اس مہوش کے جلوہ تمثال کے آگے
پرافشان جوہر آئینہ مین مثل ذرہ روزن مین

غالب

گر آتش بہار اکو کب اقبال چمکا دے — وگرنہ شل خار خشک مردود گلستان ہین

شائد آگ یہ احسان کر سکے کہ ہمارے اقبال کے ستارے کو چمکا دے ورنہ ہم سوکھے ہوے کانٹون کی مانند گلستان کے مردود ہین یعنی گلستان نے ہم کو رد کر دیا ہے اس مضمون کو مرزا نے ادنی تغیر کے ساتھ کئی جگہ کہا ہے چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہین ؎

فنا کو سونپ گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا — فروغ طالع خاشاک ہے موقوف گلخن پر

غالب
جلوہ در طالع خاشاک من افتاد زبون
شد غلط جادۂ گلخن بہ گلستان رفتم

اسد بزم تماشا مین تغافل پردہ داری ہے — اگر ڈہانپے تو آنکھین ڈہانپ ہم تصویر عریان ہین

اے اسد بزم تماشا مین تغافل پردہ داری کا کام دیتا ہے اگر تجکو پردہ کرنا منظور ہے تو اور سب پردون کو چھوڑ اور آنکھین ڈہانپ کیونکہ ہم تصویر عریان کی مانند ہین یہی پردہ داری زیادہ موزون ہو۔

مرگ شیرین ہوگئی تھی کوہکن کی فکر مین — تہا حریر سنگ سے قطع کفن کی فکر مین

کوہکن کی موت فکر مین نہایت خوشگوار اور شیرین بن گئی تھی وہ جو تہر کاٹ رہا تھا تو گویا کہ وہ حریر تھا جس سے وہ اپنے کفن کے قطع کرنے کی فکر کر رہا تھا۔ یعنی اس کو قطع سنگ قطع حریر معلوم ہوتا تھا۔

فرصت یک چشم حیرت شبہت آغوش ہے — ہون سپند آسا وداع انجمن کی فکر مین

ایک چشم حیرت کا وا کرنا اور ایک چشم حیرت کے کھولنے کی فرصت اور وقفہ گویا بہت زیادہ شوق اور جوش مین آغوش کا وا کرنا ہے۔میری صورت بالکل دانۂ سپند کی سی ہے کہ جب اُس کو آگ پر ڈالتے ہین تو وہ چٹکتا ہے تو پھٹنے اور شق ہونے سے حالت برشتگی مین گویا کہ ایک چشم حیرت کھولتا ہے اور یہی چشم حیرت کھولنا اُس کے لیے آغوش وداع بن جاتا ہے یعنی اُسی کے بعد وہ جل جاتا ہے اور

پوری انجمن سے رخصت ہو جاتا ہے۔

وہ غریب وحشت آباد تسلی ہون جسے
کوچہ دے ہے زخم دل صبح وطن کی فکر مین

مین وحشت آباد تسلی کا ایک مسافر رہنورد ہون اور اس قدر واجب الرحم اور بیکس ہون کہ زخم دل بھی اپنی کشادگی اور تفرق کی وجہ سے میرے لئے راہ بنا رہا ہے اور کوچہ تیار کر رہا ہے تاکہ مین اپنے وطن مین پہونچ سکون۔ زخم کا کوچہ تیار کرنا نہایت بدیع اور بے مثل خیال ہے۔

سایۂ گل داغ و جوش نکہت گل موج درد
رنگ کی گرمی ہے تاراج چمن کی فکر مین

سایۂ گل ایک داغ ہے اور جوش نکہت گل ایک موج درد ہے گویا کہ رنگ چمن کی گرم بازاری تاراج چمن کی فکر مین ہے۔

اے نوا ساز تماشا سربکف جلتا ہون مین
اک طرف جلتا ہے دل اور اکطرف جلتا ہون مین

اے نوا ساز تماشا یعنی اے فراہم کنندۂ اسباب تماشا۔ مین سربکف ہو کر جل رہا ہون ایک طرف میرا دل جلا جاتا ہے اور ایک طرف مین جل رہا ہون۔

شمع ہون لیکن بہ پا در رفتہ خار جستجو
مدعا گم کردہ ہر سو ہر طرف جلتا ہون مین

مین شمع ہون لیکن وہ شمع کہ جستجو کرتے کرتے اس کے پاؤن مین کانٹے چبھ گئے ہین اب مین مدعا گم کردہ ہو کر ہر طرف جل رہا ہون اور آوارہ پھر رہا ہون۔ یعنی مین شمع ہون لیکن صرف شمع جستجو بن گیا ہون اور اپنے مدعا کو گم کر بیٹھا ہون۔

ہے مساس دست افسوس آتش انگیز تپش
بے تکلف آپ پیدا کرکے تف جلتا ہون مین

دست افسوس کا ملنا تپش کی آگ کو بھڑکاتا ہے مین بے تکلف آپ مین تف پیدا کرکے جلتا ہون

ہے تماشا گاہ سوز تازہ ہر یک عضو تن
جون چراغان دوالی صف بصف جلتا ہون مین

میرا ہر عضو بدن ایک سوز تازہ کا تماشا گاہ بنا ہے اور ہر ایک چراغان دوالی کی طرح صف بصف جل رہا ہے اسی واسطے ایک صورت تماشا گاہ بنا ہوا ہے۔

شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالب کیطرح   بے محل اے مجلس آرائے نجف جلتا ہوں میں

اگر میں شمع ہوں تو غالب کی مانند بزم میں پہونچوں مگر اے مجلس آرائے نجف (مراد حضرت علی سے) میں بے محل جل رہا ہوں۔ صائب کہتا ہے ؎

سوختیم و سوزش ما بر کسے پیدا نہ شد
چون چراغان شب مہتاب بیجا سوختیم

فتادگی میں قدم استوار رکھتے ہیں   برنگ جادہ سر کوئے یار رکھتے ہیں

افتادگی میں ہمارا قدم نہایت مضبوط اور استوار ہے اور جادہ کی مانند کوے یار کا ارادہ ہے یعنی جیسے کہ جادہ عاجزانہ خاک پر پڑا ہوا ہے مگر کوے یار تک پہونچنے کا ارادہ کر رہا ہے یا پہونچا ہے اسی طرح سے ہم بھی جادہ کی مانند کوے یار کا ارادہ رکھتے ہیں اور افتادگی پر استوار ہیں۔

برہنہ مستی صبح بہار رکھتے ہیں   جنون حسرت یک جامہ وار رکھتے ہیں

جس طرح کہ بہار حالت برہنگی میں مست نظر آتی ہے۔ جیسے کہ فصل گل نشے میں چور ہو کر دنیا کے سامنے ہے بالکل اسی طرح ہم ایک حسرت جامہ وار میں مجنون ہیں جامہ وار سے مراد یا یہ ہو کہ ایک سراپا بہار کی حسرت ہے یا گل داغ جنون کی تمنا ہے۔ جامہ وار ایک منقش اور رنگین کپڑا ہوتا ہے جو بہار سے اشبہ ہے۔ اسی واسطے اپنی برہنگی جنون کو برہنہ مستی بہار سے تشبیہ دی بہار کی برہنہ مستی یہی ہے کہ اس جوش نشو و نما میں مست ہو کر اہل جہان کے سامنے جلوہ گر ہے۔

مطلب یہ ہو کہ ہمارے اندر صبح بہار کی برہنہ مستی ہے اور ایک جامہ وار کی حسرت کے مجنون ہیں جیسے کہ صبح بہار برہنہ تھی اور ایک گل بوٹے کی چادر کی احتیاج تھی اسی طرح ہماری برہنگی و عریانی ایک جامہ وار کی تلاش میں ہو۔

طلسم مستی دل آنسوے ہجوم سرشک ہم ایک میکدہ دریا کے پار رکھتے ہین

ہمارے ہجوم سرشک کے ماورا ہمارے دل کی مستی کا ایک طلسم بنا ہوا ہے۔ یعنی ہجوم اشک تو ایک ظاہری چیز ہے اس سے گزر کر جو ایک عالم ہے وہان ہمارے دل کی مستی ظاہر ہوتی ہے۔ جو گویا ایک طلسم ہے اس کی بالکل ایسی تشبیہ ہے جیسے دریا کے پار کوئی شراب خانہ ہوتا ہے اسی طرح ہمارے یہان ماورائے ہجوم اشک مستی دل کا طلسم ہے۔

ہمین حریر شرر باف سنگ خلعت ہے یہ ایک پیرہن زرنگار رکھتے ہین

ہم مجنون ہین اور وہ چنگاریان برساتے ہوئے پتھر جو ہم پر پھینکے جاتے ہین گویا کہ ہمارے واسطے خلعت ہین اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک پیرہن زرنگار پہنے ہوئے ہین۔ سنگ گویا ہمارے لئے حریر ہے جو شرر سے بنا ہے اور اس حریر شرر باف کے ہمارے واسطے ایک سنہرا پیرہن تیار ہو گیا ہے۔

نگاہ دیدۂ نقش قدم ہے جادۂ راہ گزشتگان اثر انتظار رکھتے ہین

جادۂ راہ ایک نگاہ ہے دیدۂ نقش قدم جس سے معلوم ہوتا ہے گزرے ہوئے اور رہنوردان راہ عدم جن کا یہ نقش پا ہے ہمارا انتظار کر رہے ہین۔ جادہ راہ کی نگاہ سے تشبیہ دی ہے وجہ شبہ درازی رسائی وغیرہ ہو سکتی ہے۔ نقش قدم کو ایک آنکھ فرض کیا ہے کہ جس کی نگاہ جادہ ہے۔ اسی سے گزشتگان کا اثر انتظار ثابت ہوا۔

ہوا ہی گریہ بیباک ضبط سے تسبیح ہزار دل بہ ہم اک اختیار رکھتے ہین

ہمارا وہ گریہ جو نہایت بیباک تھا یعنی جس کو کوئی خوف اور خیال ہی نہ تھا ہمارے ضبط کی وجہ سے تسبیح ہو گیا ہے تسبیح کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قطرہائے اشک کو ضبط کیا ہے جو دانون کی صورت ہوتے ہین اور تسبیح دانون ہی سے تیار ہوتی ہے اور تسبیح ہزار دانون کی بھی ہوتی ہے لہذا معلوم ہوا کہ ہم ایک اختیار ہزار

دلون پر رکھتے ہین۔

بساط ہیچ کسی مین بہ رنگ ریگ روان   ہزار دل بوداع قرار رکھتے ہین

ہم بساط ہیچ میرزی اور ہیچ کسی مین ریگ روان یعنی اس ریگ کی مانند جو ہر وقت اڑتا یا چلتا رہتا ہے ہزار دل ایسے رکھتے ہین جو قرار وصبر کو ہر وقت وداع کرتے رہتے ہین۔ یعنی ہم ریگ روان ہین۔ اور یہ روانی اور اضطرار جو ہم مین ہے یہ ہمارا وداع قرار ہے۔

جنون فرقت یاران رفتہ ہے غالب   بسان دشت دل پر غبار رکھتے ہین

اے غالب ہم کو یاران رفتہ کی فرقت نے مجنون اور دیوانہ بنا دیا ہے اور ہمارا دل اس جنگل کی مانند ہے جس مین غبار ہو۔ بالکل اسی طرح ہمارے دل مین بھی غبار رنج والم بھرا ہوا ہے۔

چمن نامحرم آگاہی دیدار خوبان ہے   سحر گلہاے نرگس چند چشم کور ملتے ہین

یہ چمن دیدار خوبان کی آگاہی سے نامحرم ہے یعنی اس نے حسینون کا دیدار دیکھا ہی نہین ہے۔ صبح کے وقت نرگس کے پھول چند اندھی آنکھین ملا کرتے ہین اور یہی دلیل چمن کے نامحرم دیدار خوبان ہونے کی ہے۔

کجا جوہر چہ عکس خط بتان وقت خود آرائی   دل آئینہ زیر پاے خیل مور ملتے ہین

کیا عکس خط اور جوہر کے جھگڑے مین پڑا ہوا ہے اور کیون یہ سمجھ رہا ہے کہ آئینہ مین عکس خط پڑتا ہے۔ بات دراصل یہ نہین ہے بلکہ یہ ظالم معشوق آئینہ کے دل کو خیل مور چہ سے پامال کراتے ہین۔ یعنی جب معشوق آئینہ دیکھتے ہین اور انکے خط کا عکس آئینہ مین پڑتا ہے تو گویا جوہر ہوتے نہین وہ خط جو خیل مور سے مشابہ ہے جوہر یعنی دل آئینہ کو پامال کرتا ہے حاصل یہ کہ معشوق کسی حال مین ظلم سے غافل نہین ہوتے ان کی ظاہری حالت کچھ اور ہوتی ہے اور دلمین کچھ اور بات ہوتی ہے۔

تماشائے بہار آئینہ پرواز تسکین ہے   کف گلبرگ سے پائے دل رنجور ملتے ہین

بہار کا نظارہ ایک آئینہ ہے جس مین تسکین کی پرواز یعنی تسکین کے اڑ جانے کی صورت نظر آتی ہے - اس لئے کہ تماشائے بہار کے وقت پھولون کی پتیان حرکت کرتی اور ہلتی نظر آتی ہین اسی سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ کف گلبرگ نہین ہین بلکہ رنجورون کے پاؤن ہین جنھین وہ مل رہے ہین یعنی ایڑیان رگڑ رہے ہین کہ انکی تسکین پرواز کر گئی ہے -

اسد حسرت کش یکداغ مشک آلودہ ہے یارب   لباس شمع پر عطر شب دیجور ملتے ہین

اے میرے خدا ایک بیچارہ اسد ہو کہ ایک داغ مشک آلود کی تمنا کر رہا ہو اور میسر نہین حالانکہ شمع کے اوپر ہمیشہ عطر شب دیجور ملا جاتا ہے یعنی شمع کے لئے رات بھی لازمی ہو پھر میرا دل جو مثل شمع کے ہے اس کو ایک داغ مشک آلود سے ابتک خلاف قانون فطرت کیون محروم رکھا ہو - داغ کو شمع سے اور مشک کو بوجہ سیاہی کے شب سے تشبیہ دی ہو مگر شب دیجور کو عطر ٹھہرانے کی وجہ میرے خیال مین نہین آتی مطلب یہ ہو کہ مین بھی ایک داغ سیاہ چاہتا ہون جو سرمایہ فخر عشق ہو -

ہوئی ہین آب شرم کوشش بیجا سے تدبیرین   عرق ریز تپش ہین موج کی مانند زنجیرین

کوشش بیجا کی شرم سے وہ تدبیرین جو میرے حق مین یا ایک دیوانہ کے حق مین کی گئی تھین پانی ہو گئی ہین یعنی جو زنجیرین کہ دیوانہ کو پہنائی گئی تھین انکو تپش سے عرق آرہا ہو اور اسی عرق خجالت کی وجہ سے زنجیرین موج دریا معلوم ہوتی ہین زنجیر کی تشبیہ موج سے نہایت ہی مشہور مگر لطیف ہو -

درشتی تامل پنبۂ گوش حریفان ہے   وگرنہ خواب کی مضمر ہین افسانے مین تعبیرین

تامل اور غور و فکر کی درشتی حریفون کے لئے پنبہ گوش بن گئی ہے یعنی انکی فکر نے ان کو اصل مقصود تک پہونچنے سے محروم رکھا ہے وگرنہ افسانے مین خواب

کی تعبیرین بھی مضمر ہیں اور کوئی غور و فکر کی ضرورت نہیں - دنیا کے ہر آغاز مین انجام اور ہر انجام مین آل کار کی تصویرین دکھائی دیتی ہین -

اسد طرز عروج اضطراب دل کو کیا کہئے　　سمجھتا ہون تپش کو الفت قاتل کی تاثیرین

اے اسد اضطراب دل کے طرز عروج کو مین کیا کہون - اب حالت یہ ہے کہ اپنی تپش دل کو مین الفت قاتل کی تاثیرین سمجھتا ہون اور یہی دل کا عروج اضطراب ہے

بدماغی حیلہ جوے ترک تنہائی نہین　　ورنہ کیا موج نفس زنجیر رسوائی نہین

اصل یہ ہی کہ ہم اپنی بد دماغی کی وجہ سے ترک تنہائی کا کوئی حیلہ نہین ڈھونڈھتے اور تنہائی کو برا سمجھنے کی کچھ دلیلین قائم نہین کرتے ورنہ حقیقت یہ ہی کہ تنہائی بھی کوئی بڑی عمدہ چیز نہین ہی اور اگر ہے بھی تو تنہائی میسر کہان ہی کیونکہ کہین بھی جائین اور کیسی ہی تنہائی اختیار کرین پھر بھی آمد و رفت نفس سے چھٹکارا نہین ہی اور یہ نفس کی آمد و شد کی موج ایک زنجیر رسوائی ہی - اور جب یہ رسوائی ہے تو پھر تنہائی کہان -

وحشی خو کردہ نظارہ ہی حیرت جسے　　حلقۂ زنجیر جز چشم تماشائی نہین

میری حیرت ایک وحشی ہے مگر ایسی وحشی ہے جسے نظارہ کی عادت پڑی ہوئی ہے - چونکہ وحشی کو زنجیر مین رکھا جاتا ہے اس لئے اس کے لئے بھی زنجیر کی ضرورت ہی مگر اس کی زنجیر کا ہر حلقہ اس کے واسطے چشم تماشائی کا کام دیتا ہی اور اس کا سبب وہی اس کی خو کردگی نظارہ ہی - مطلب یہ ہی کہ میری حیرت کا عالم بھی نظارۂ جمال محبوب سے خالی نہین ہی -

قطرہ کو جوش عرق کرتا ہی دریا دستگاہ　　جز حیا پرکار سعی بے سروپائی نہین

جوش عرق شرم قطرہ کو دریا دستگاہ بنا دیتا ہے - یعنی جوش شرم سے قطرہ بڑھ کر دریا کی برابر مقدرت رکھنے والا ہو جاتا ہی تو معلوم ہوا کہ بے سروپائی مین

جو سعی کی جاتی ہو اس کے لئے حیا پرکار ہے کہ اس کو معمولی جگہ سے بلند جگہ تک پہونچا دیتی ہے اور جوش شرم کچھ سے کچھ کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ بے سروپائی میں کوئی سعی نہیں ہوسکتی جیسے کہ قطرہ بے سروپا ہے مگر اس کا عرق انفعال اس کو دریا دستگاہ کرتا ہے اسی طرح حیا سعی کے لئے پرکار ہو جاتی ہے۔

چشم نرگس میں نمک بھرتی ہو شبنم سے بہار　　فرصت نشوونما ساز شکیبائی نہیں

یہ نہ سمجھو کہ نشوونما کی فرصت اسباب صبروشکیبائی مہیا کرتی ہو۔ یہ سراسر غلط ہو۔ نرگس کو دیکھو کہ نشوونما پا کر وہ آنکھ پیدا کرتی ہو مگر اسی آنکھ میں بہار شبنم کا نمک بھرتی ہو مطلب یہ کہ نشوونمائے ہستی قابل فخر و امتیاز نہیں ہے۔

کسکو دوں یا رب حساب سوزنا کیہا دل　　آمد و رفت نفس جز شعلہ پیمائی نہیں

اے میرے خدا میں اپنے دل کی تپش اور سوزناکی کا کس کو حساب دوں بڑی مصیبت میں ہوں حالت یہ ہو کہ اب میرے نفس کی آمد و رفت بھی شعلہ پیمائی سے کم نہیں ہو۔ پھر ایسا کون ہو کہ میں اس کو اپنے سوز دل کا حساب سمجھاؤں۔

مت رکھ اے انجام غافل ساز ہستی پر غرور　　مور کے پیرہن سروبرگ خود آرائی نہیں

اے انجام سے غافل کیا دنیا کے ساز و سامان پر اتراتا ہے یہ سمجھ لے کہ یہ تیرا تمام ساز و سامان خود آرائی چیونٹی کے پر ہیں اور یہ ظاہر ہو کہ چیونٹی کے جب پر نکلتے ہیں تو اس کی موت کا زمانہ قریب آ جاتا ہو۔ اسی طرح تیرا ساز و سامان تجھے موت سے قریب کر رہا ہے۔

ظاہراً سر پنجہ افتادگاں گیرا نہیں　　ورنہ کیا داماں کی حسرت پہ نقش پا نہیں

معلوم یہ ہوتا ہو کہ عاجزوں کے پنجہ میں گیرائی کی طاقت ہی نہیں ہو ورنہ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ نقش پا کو کسی دامن کے تھامنے کی حسرت نہیں ہے اگر وہ اپنے پنجہ میں طاقت گیرائی دیکھے تو دامن تھام لے۔

آنکھیں پتھرائی ہیں ناممحسوس ہے تارنگاہ ہو زمین از بسکہ سنگین جادہ بھی پیدا نہیں

چونکہ آنکھیں پتھرا گئی ہیں لہٰذا اب تار نگاہ کا احساس بھی باقی نہیں رہا اسکی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے کہ کسی سنگین زمین کے اوپر جادہ کے نشانات نمودار نہیں ہوتے ہیں پھر جب آنکھیں پتھرا گئیں تو ان میں تار نگاہ کیونکر ظاہر ہو۔ یہ بمنزلہ زمین سنگین ہیں اور تار نگاہ بمنزلہ جادہ کے۔

ہو چکے ہم جادہ ساں سو بار قطع و تا ہنوز زینت یک پیرہن جوں دامن صحرا نہیں

جادہ کو جیسے لوگ قطع کرتے ہیں (جادہ قطع کرنا راہ طے کرنا) اسی طرح ہم کو سو بار قطع کیا ہو (قطع کرنے سے مراد یا ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے یا پامال کرنا) مگر افسوس ہو کہ آج تک ہم کسی پیرہن کے کام نہ آئے اور اسی طرح بیکار رہے جیسے کہ دامن صحرا بیکار رہتا ہو اور کسی پیرہن کی زینت نہیں ہوتا۔

ہو سکی ہی پردہ جوشیدن خون جگر اشک بعد ضبط غیر از پنبۂ مینا نہیں

وہ آنسو جو ضبط کے بعد ہماری آنکھوں سے جاری ہوتے ہیں وہ جوشش جنون جگر کے لئے پردہ ہیں اور اُن کو روکے ہوئے ہیں یعنی اگر وہ اشک نہوں جو ضبط کے بعد نکلتے ہیں تو ہم خون روئیں۔ ان آنسوؤں کی مثال ایسی ہو جیسے کہ پنبۂ مینا ہوتا ہے کہ اس کے ہونے کی وجہ سے شراب شیشہ سے نہیں نکل سکتی ورنہ اگر وہ نہو تو شراب سُرخ نکلے۔

ہو سکے کب کلفت دل مانع جوش سرشک گرد ساحل سنگ راہ جوشش دریا نہیں

کلفت دل طوفان اشک کو کب روک سکتی ہے۔ کلفت بمنزلہ گرد ساحل ہے اور جوش سرشک بمقابل جوشش دریا کے جیسے جوشش دریا کو گرد ساحل نہیں روک سکتی اسی طرح ہمارے دل کی کلفت بھی اس اشک۔ طوفان کو نہیں روک سکتی ہے۔

ہے طلسم دہر مین صد حشر پاداش عمل　　آگہی غافل کہ یک امروز بے فردا نہین

دنیا ایک طلسم ہی جہان پاداش عمل کے سیکڑون حشر برپا ہوا کرتے ہین اے غافل ذرا ہوشیار رہو اور سمجھ لے کہ دنیا مین کوئی امروز بغیر فردا کے ممکن نہین ہے یعنی عمل کے ساتھ ہی عمل کا بدلہ ملتا ہے۔ نواب سراج الدین احمد خان سائل کا ایک شعر ہے کیا خوب کہا ہی ؎

عمل شاہد ہی شرم و انفعال بادہ نوشی پر
اُدہر بوتل ہوئی خالی اِدہر بوتل کا چور اتہا

بسمل اس تیغ دودستی کا نہین بچتا اسد　　عافیت بیزار شغل کعبتین اچھا نہین

مرزا کو اوائل شباب مین کعبتین وغیرہ کا شوق تہا۔ چنانچہ ایک مرتبہ انہین علتون کی وجہ سے ایک کوتوال نے ان کو قید کرا دیا تھا۔ اسی شغل کی نسبت اس شعر مین اشارہ کیا ہے۔ کعبتین کے کھیل کو تیغ دودستی کہنا بہت لطف رکھتا ہے۔

ضبط سے مطلب بجز وارستگی دیگر نہین　　دامن تمثال آب آئینہ سے تر نہین

ضبط کرنے سے آزادی کے سواے اور کوئی مطلب نہین ہے جیسے کہ تصویر کا دامن آئینہ کے پانی سے کبھی تر نہین ہوتا۔ اسی طرح ضابط لوگ سواے وارستگی کے اور کوئی مطلب نہین رکھتے۔

ہی وطن سے باہر اہل دل کی قدر و منزلت　　عزلت آباد صدف مین قیمت گوہر نہین

اہل دل کی قدر و منزلت ہمیشہ وطن سے باہر ہوتی ہے اور اس کی مثال یہ ہی کہ موتی جب صدف کے گوشہ مین رہتا ہے اس کو نہ کوئی دیکھتا ہی نہ اسکی قدر و منزلت ہوتی ہی

اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک　　لعل کیون آتا یہان کان بدخشان چھوڑ کر

باعث ایذا ہی برہم خوردن بزم سرور　　لخت لخت شیشۂ بشکستہ جز نشتر نہین

بزم سرور کا برہم ہونا باعث ایذا ہے - جو شیشے کہ شراب کے پینے کے بعد توڑ دیے جاتے ہین ان کا چورا نشتر معلوم ہوتا ہے اور نشتر ہی کی برابر تکلیف دہ ہوتا ہی -

وان سیاہی مردمک ہے اور یہان داغ شراب　　مہ حریف نازش ہم چشمی ساغر نہین

چاند کی سیاہی اس کی مردمک یعنی آنکھ کی پتلی ہو اور پیالہ کی آنکھ کی پتلی اس کا داغ شراب ہو اس لئے چاند ساغر کی ہم چشمی کا دعوی نہین کر سکتا چشم ساغر اس سے بہتر ہے بوجہ اس کے کہ اس کی پتلی داغ شراب سے بنی ہے - ساغر کو چاند سے اور آنکھ سے تشبیہ دینا شعرا کے مسلمات شاعری مین سے ہے -

ہے فلک بالا نشین فیض خم گردیدنی　　عاجزی سے ظاہرا رتبہ کوئی برتر نہین

آسمان چونکہ جھکا ہوا ہے اسی واسطے فیض پاکر بالا نشین ہوا ہے - معلوم یہ ہوتا ہی کہ عاجزی سے کوئی رتبہ بلند تر نہین ہے

دل کو اظہار سخن انداز فتح الباب ہے　　یان صریر خامہ غیر از اصطکاک در نہین

ہم جب اظہار سخن کرتے ہین یعنی جب شعر لکھتے ہین تو ہمارے دل کے لئے ایک کشادگی پیدا ہوتی ہے گویا وہ آواز جو لکھتے وقت قلم سے نکلتی ہے وہ آواز ہے جو دروازہ کھلتے وقت کواڑون سے یا دروازہ کھلنے سے پیدا ہوتی ہے پھر فتح الباب نہ ہونا کیا معنی -

کب تلک پھیرے اسد لبہاے تفتہ پر زبان　　طاقت لب تشنگی اے ساقی کوثر نہین

تشنہ لب اسد پیاس کی وجہ سے بار بار ہونٹون پر زبان پھیر رہا ہے آخر کب تک وہ غریب اس حال مین ہے اے ساقی کوثر اب اس مین لب تشنگی کی طاقت نہین ہے رحم کیجئے اور اس کو سیراب کرم فرمایئے -

دیکھئے مت چشم کم سے سوے ضبط افسردگان　　جون صدف پر در ہین دندان در جگر افشردگان

وہ لوگ جنکو ضبط نے افسردہ کردیا ہے اُن کو نظر حقارت سے نہ دیکھو۔ انکی دندان درجگر افسردگی (ضبط) کی مثال ایسی ہے جیسے کہ صدف کے اندر موتی بھرے ہوتے ہین - دندان در جگر افسردن یعنی جو نشان دانتون کے یا خود دانت جگر پر نقش ہون ان کو موتی سے تشبیہ دی ہے ۔ اور الفاظ سے فائدہ اٹھایا ہے ۔

گرم تکلیف دل رنجیدہ ہی از بسکہ چرخ　　　قرص کافوری ہی بہر جان سرما خوردگان

چونکہ آسمان ہر وقت رنجیدہ دلون کے تکلیف دینے مین سرگرم رہتا ہی اس لئے اُن لوگون کے لئے جنھین سرما نے تباہ و پریشان کردیا ہے قرص کافوری دیتا ہے ۔ قرص کافوری سے مراد آفتاب ہی اور یہ عادت ہی کہ غربا جن کو جاڑے مین کپڑا ابھی میسر نہین ہی دہوپ مین بیٹھتے ہین تو گویا یہ علاج اور بھی اُن کے آزار کا موجب ہوتا ہے ایک تو سرما خوردہ اسپر قرص کافوری معاذ اللہ ۔

رنجش دل یک جہان ویران کریگی اے فلک　　　دشت ساماں ہی غبار خاطر افسردگان

اے آسمان یہ سمجھ لینا کہ رنجیدہ دلون کے دل کی رنجش ایک جہان کو ویران بنا کر چھوڑے گی کیونکہ افسردہ دلون کا غبار دل سامان دشت مہیا کئے ہوے بیٹھا ہے ۔ گویا ے

غالب ہمین نہ چھیڑ کہ پھر جوش اشک سے
بیٹھے ہین ہم تہیہ طوفان کئے ہوے

ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درس تاسف ہی سہی　　　شوق مفت زندگی ہی گر آبہ غفلت مردگان

اے وہ لوگو کہ بیکاری مین ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے ہو اس حالت سے فائدہ اٹھاؤ اور اس دست بر دست سودن سے سبق تاسف حاصل کرو - یعنی اس کو وہ ہاتھ سمجھو کہ جو حالت افسوس مین ملتے ہین اے غفلت کے متوالو ہوش مین آؤ دیکھو شوق تمھین مفت ملتا ہی یعنی دراصل تو تمھارے ہاتھ بیکاری سے اس صورت مین ہین گر تم چاہو تو اس صورت کو دست تاسف کی صورت سمجھ کر درس افسوس حاصل کر سکتے ہو ۔

خار سے گل سینہ فگار جفا ہے اے اسد — برگ ریزی ہو پر افشانی ناوک خوردگان

اے اسد گل نے کانٹے سے سینہ پر زخم کھائے ہین اور اس کی جفاؤن سے زخمی ہوا ہے گویا کہ تیر کھائے ہوے لوگون کی پر افشانی برگ ریزی یعنی خزان کی صورت ہو اور یہ گویا گل ہین جو خار سے زخمی ہوئے ہین۔

خزینہ دار مسرت ہوئی ہوائے چمن — بنائے خندہ عشرت ہے بر بنائے چمن

نسیم چمن خازن عیش و عشرت ہے اور گویا تمام خندہائے عشرت کی بنا بنائے چمن سے مستحکم اور مضبوط ہو اگر یہ نہ ہو تو خندۂ عشرت بھی نہ ہوا اور جب بنائے خندۂ عشرت مرہون بنائے چمن ہے تو لازم آیا کہ چمن خزینہ دار مسرت ہے۔ اس سے ایک صغری کبریٰ کا سا نتیجہ نکلتا ہے۔

بہ ہرزہ سنجی گلچین نہ کھا فریب نظر — ترے خیال کی وسعت مین ہے فضائے چمن

کیا گلچین کی بیہودہ گوئی سے فریب کھا رہا ہے اور کیون اپنی نظر کو فریب خوردہ بنا رہا ہے کیسا چمن اور کیسی فضائے چمن یہ سب فریب ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ تیرے خیال کی وسعت ہی فضائے چمن ہو باقی فضائے چمن کا کوئی وجود خارج مین نہین ہے ؎

دل اگر خوش ہو تو سب کچھ ہو نہین کچھ بھی نہین
ہمنشین کیسی خزان کیسی بہار زندگی — آسی

یہ نغمہ سنجی بلبل متاع زحمت ہو — کہ گوش گل کو نہ راس آئیگی صدائے چمن

بلبل کی نغمہ سنجی کچھ بھی نہین ایک سامان زحمت ہے کیون کہ گوش گل کو صدائے چمن راس نہین آسکتی۔

صدائے خندۂ گل تا قفس پہونچتی ہے — نسیم صبح سے سنتا ہون ماجرائے چمن

مجھ دور افتادۂ چمن کو چمن کی کیفیت کیا معلوم ہے کہ کیا کیا ہوتا ہے بس اتنا ہو کہ صبح کو جب خندہ گل کی آواز نسیم کے دوش پر سوار ہو کر آتی ہے تو مین بھی سن لیتا ہون اور میرے قفس تک بھی وہ آتی ہے تو اسی سے چمن کا ماجرا معلوم ہوتا ہو۔

گل ایک کاسۂ دریوزۂ مسرت ہے — کہ عندلیب نواسنج ہے گدائے چمن

بلبل باغ کی ایک کاسہ بدست فقیر ہے جو مسرت اور خوشی کی دریوزہ گری کر رہی ہے اور پھول اس کا کاسہ گدائی ہے۔

بہار راہرو جادۂ فنا ہے اسد — گل شگفتہ ہین گویا کہ نقش پائے چمن

بہار جادہ فنا کی مسافر ہے اور کھلے ہوے پھول اُس کے نقش پا ہین گویا کہ بہار چلتی جارہی ہے اور یہ پھول اس کے نقش پا ہین، جو چلنے مین زمین چمن پر پڑتے جاتے ہین۔

حریف نالۂ پُردرد ہی تو ہو پھر بھی — ہر اک تبسم پنہان ترا بہائے چمن

یہ مجھے معلوم ہے کہ میرے نالۂ پُردرد کا وہ دشمن اور حریف ہے مگر پھر بھی مین جانتا ہون کہ تیرا تبسم پنہان چمن کی قیمت ہے اور اس پر سے چمن کا چمن قربان ہو۔

کرم ہی کچھ سبب لطف و التفات نہین — انھین ہنسا کے رُلانا بھی کوئی بات نہین

یہ نہ سمجھنا کہ کرم ہی لطف اور التفات کا باعث ہے۔ حاشا یہ نہین ہے وہان تو رنگ ہی یہ ہو کہ کرم کرتے ہین اور کرم کے بعد فوراً ستم ڈھاتے ہین گویا ہنسانا اور ہنسا کر رُلا دینا کوئی بات نہین ہے۔

.... نیرنگ آفرینش غم

غرضکہ دل کی کسی شے کو بھی ثبات نہین

کہان سے لا کے دکھائیگی عمر کم مایہ — یہ نصیب کو وہ دن کہ جسمین رات نہین

عمر کم مایہ کی مجال نہین ہے کہ وہ کسی بدنصیب کو ایسا دن دکھا سکے کہ جس مین دن کے ساتھ رات نہو یعنی یہ ممکن نہین ہے کہ کسی بدنصیب کو ایسی خوشی نصیب ہو جسکے ساتھ کوئی رنج نہ ہو۔

زبان حمد کی خوگر ہوئی تو کیا حاصل — کہ تیری ذات مین شامل تری صفات نہین

یہ شعر توحید وتحمید مین کہا گیا ہے فرماتے ہین کہ اچھا یہ بھی مان لیا کہ ہماری زبان حمد کی خوگر ہو جائے مگر اس خوگر حمد ہونے سے فائدہ کیا ہے اس لئے کہ تیری ذات مین تیری صفات شامل نہین ہین تو پوری تعریف ہونا محال ہے جب تعریف ہوگی تیری ذات ہی کی ہوگی صفات باقی رہ جائینگی۔

خوشی خوشی کو نہ کہہ غم کو غم نہ جان اسد — قرار داخل اجزائے کائنات نہین

اے اسد دنیا کے رنج وغم خوشی ومسرت دونون کا اعتبار نہین ہے لہذا نہ خوشی کو خوشی سمجھ اور نہ غم کو غم سمجھ اس واسطے کہ آفرینش کے اجزا مین قرار وثبات داخل ہی نہین ہے پھر خوشی اور غم کو کیونکر قرار وثبات ہو سکتا ہے۔

چون شمع ہم اک سوختہ سامان وفا ہین — اور اسکے سوا کچھ نہین معلوم کہ کیا ہین

ہم وہ ہین کہ وفا نے ہمارا سامان ہستی جلا دیا ہو اور ہم شمع کی طرح سوختہ سامان ہو کر رہ گئے ہین بس اتنا ہی ہم کو معلوم ہے اس کے سوا اور کچھ ہم نہین جانتے کہ ہم کیا ہین کہان کا ارادہ رکھتے ہین کہان سے آئے ہین۔

اک سرحد معدوم مین ہستی ہے ہماری — ساز دل شکستہ کی بیکار صدا ہین

ہماری ہستی ایک سرحد معدوم مین ہے یعنی اس سرحد مین ہو جہان کہ عدم ہی عدم ہو گویا کہ ہم آوازہ ہین ساز دل کی اور ساز دل ٹوٹ چکا ہو اس سے معلوم ہوا

کہ ہماری ہستی ایک سرحد معدوم مین ہے یعنی دراصل جب ہم صدائے دل شکستہ ہین تو ہمارا عدم وجود برابر ہے -

جس رخ پہ ہون ہم سجدہ اسی رخ پہ ہے واجب گو قبلہ نہین ہین مگر اک قبلہ نما ہین

کہتے ہین کہ ہم جس طرف ہون سجدہ ادہر ہی کرنا چاہئے اس کے یعنی نہین ہین کہ ہم کوئی قبلہ ہین نہین بلکہ قبلہ نما ہین پس جدہر ہمارا رخ پھر جائے سجدہ ادہر فرض ہے -

مت ہو جیو اے سیل فنا ان سے مقابل جانباز الم نقش بہ دامان بقا ہین

دیکھ خبردار اے سیل فنا اُن لوگون سے نہ بولنا اور ان لوگون کا مقابلہ نہ کرنا جو کہ غمون مین اپنی جان کو تباہ وبرباد کر چکے ہین تو ان کا مقابلہ کر نہین سکتی ہے گویہ ظاہر مین فنا ہو چکے ہین مگر دراصل یہ بقائے جاوید کے دامن کے نقش و نگار ہین اب زمانہ نہ کبھی ان کو مٹا سکتا ہے اور نہ کبھی یہ مٹ سکتے ہین -

پائی ہے جگہ ناصیۂ باد صبا پر خاکستر پروانہ جانباز وفا ہین

باد صبا کی پیشانی پہ ان لوگون کی جگہ ہے کیونکہ یہ اُس پروانہ کی خاک سے مشابہ ہین جس نے وفا مین اپنی جان دیدی ہو یعنی یہ بھی سوز وفا سے جل جل کر خاک برباد ہو چکے ہین اور ہوا ان کو اڑائے اڑائے پھرتی ہے -

ہر حال مین ہین مرضی صیاد کے تابع ہم طائر پر سوختہ رشتہ بپا ہین

صیاد ہم کو کسی حال مین بھی رکھے اُسی کی مرضی کے تابع ہین - کچھ نہین کر سکتے کیونکہ ہم ایسے طائر ہین جن کے پر جلا دیے ہون اور پاؤن مین تاگا باندھ دیا ہو پھر بھلا وہ غریب سوائے اس کے کہ صیاد کی مرضی کے پابند رہین اور کچھ کر ہی کیا سکتے ہین -

اے وہم طرازان مجازی و حقیقی   عشاق فریب حق و باطل سے جدا ہین

اُن لوگون کو مخاطب کر کے کہتے ہین جو بیٹھے ہوئے یہ وہم کر رہے ہین کہ یہ حقیقت ہے اور یہ مجاز ہی کہ اے وہم طرازان حقیقت و مجاز کس پھیر مین پڑے ہو اور کس غم مین مبتلا ہو۔ عاشق اس فریب مین نہین آتے اُن کے یہان حقیقت اور مجاز کی کوئی قید نہین۔ وہ فریب حق و باطل سے الگ رہتے ہین۔ تم لوگ جو یہ وہم کر رہی ہو اصل مین وہمی ہو عاشق نہین ہو۔

ہم بیخودی شوق مین کر لیتے ہین سجدے   یہ ہم سے نہ پوچھو کہ کہان ناصیہ سا ہین

تم لوگ اس غم مین مبتلا ہو کر ہمارے سجدے کی حقیقت کو سمجھو اور معلوم کرو سو یہ بخبر یہ کچھ بھی نہین ہی۔ ہمارا نہ کوئی مطمح نظر ہے اور نہ کوئی ہمارا منتظر ہے۔ بیخودی شوق جس جگہ ہمارا سر جھکا دیتی ہے۔ ہم سجدہ کر لیتے ہین۔ یہ ہم سے ہرگز نہ پوچھو کہ تم نے سجدہ کہان کیا۔ اور کس کے در پر ناصیہ فرسائی کی۔ یہ سب فضول ہی۔

اب منتظر شوق قیامت نہین غالب

دنیا کے ہر اک ذرہ مین سو حشر بپا ہین

غالب کو اب تک انتظار قیامت تھا مگر اب انتظار نہین رہا اس لئے کہ چشم غور دیکھنے سے یہ معلوم ہوا ہی کہ دنیا کے ذرہ ذرہ مین قیامت چھپی ہوئی ہے اور کوئی خاص ضرورت قیامت کے انتظار کی نہین ہی۔

ردیف واوٗ

بہم بالیدن سنگ و گل صحرا یہ چاہی کہ تار جادہ بھی کہسار کو زنار مینا ہو

بہار کی نشو ونما صحرا مین پتھر اور گل دونون کو بڑھاتی ہی جتنا کہ سنگ کوہ مین نشوونما ہوا اسیقدر پھولون مین بالیدگی ہے اور اس بالیدگی کا یہ عالم ہے کہ تار جادہ کہسار اس خط کی طرح بنتا جارہا ہی جو شیشہ شراب کے آدھے بھر جانے پر معلوم ہوتا ہے یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنگل ایک شیشہ سبز شراب ہے اور جادہ ایک خط مینا ہی جو شیشہ مین پڑا ہوا ہی۔

حریف وحشت ناز نسیم عشق جب آؤن کہ مثل غنچہ ساز یک گلستان دل مہیا ہو

مین نسیم عشق کی وحشت ناز کا اس وقت حریف ہو سکتا ہون اور اس وقت اسکا مقابلہ کر سکتا ہون جب میرے پاس بھی ایک دل ایسا موجود ہو جو مثل غنچہ کے سامان چمن مرتب اور مہیا رکھتا ہو غنچہ اگر نسیم چمن کا مقابلہ کرتا ہی تو اُسی صورت اور اسی حالت مین کہ اس کے پاس ایسا دل ہی جو ساز یک گلستان دل رکھتا ہے۔

بجائے دانہ خرمن یک بیابان بیضہ قمری مرا حاصل وہ نسخہ ہی کہ جس سے خاک پیدا ہو

بجائے اس کے کہ دانہ پیدا ہو میرے یہان بیضہ قمری ملتے ہین اور یہی خرمن شمار ہوتا ہی گویا کہ میری کوششون کا حاصل وہ نسخہ ہی جس سے خاک پیدا ہوا کرتی ہی یعنی میری کوشش کے خرمن کو ہمیشہ برق ناکامی جلا دیا کرتی ہی اور خاک ہی خاک میرے خرمن مین نظر آتی ہے بیضہ قمری کی خاکستری اور جگہ بھی مرزا نے کہا ہے ؎

قمری کف خاکستر و بلبل قفس رنگ اے نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے

کمے کیا ساز بینش وہ شہید درد آگاہی جسے موے دماغ بیخودی خواب زلیخا ہو

وہ شخص جسے آگاہی کے درد نے شہید کر دیا ہو یعنی جس کو اُس کی آگہی نے تباہ و برباد کیا ہو۔ وہ کیا سامان بینش پیدا کر سکتا ہو اور بینش سے اس کو کیا حاصل ہو جس کو اگر خواب زلیخا بھی نظر آتا ہو تو اُس کے دماغ کے لئے باعث زحمت اور پریشانی ہوتا ہو اور وہ اس کو بھی ایک امر ناپائدار اور فضول سمجھتا ہو۔

دل چون شمع بہر دعوت نظارہ لا یعنی　　　نگہ لبریز اشک و سینہ معمور تمنا ہو

اگر دعوت نظارہ کا مستدعی ہو تو شمع کا سا دل پیدا کر اور یہ حالت رکھ کر آنکھ اشکون سے لبریز ہو۔ اور سینہ تمنا سے معمور ہو۔ چونکہ شمع مین یہ دونون چیزین موجود ہین اس لئے دل چون شمع کے لانے کی فرمایش کی گر نگاہ کا لبریز اشک ہونا خلاف معمول ہو بلکہ صحیح دیدہ لبریز ہونا ہے۔

نہ دیکھین روئے یکدل سرد غیر از شمع کافوری　　　خدایا اسقدر بزم اسد گرم تماشا ہو

اے خدا بزم اسد مین گرمی تماشا یہان تک ہو کہ ایک دل کو بھی سرد نہ پائین اگر سرد ہو تو بس شمع کافوری ہی ہو۔

اگر وہ آفت نظارہ جلوہ گستر ہو　　　ہلال ناخنک دیدہ ہاے اختر ہو

اگر وہ آفت نظارہ اپنا جلوہ دکھائے تو ہلال تارون کی آنکھون مین ناخنہ کی صورت بن جائے یعنی ہلال سب کو برا معلوم ہونے لگے۔ ناخنہ ایک مرض ہو جو آنکھ مین پیدا ہوتا ہو۔ اور تمام آنکھ پر محیط ہو کر آنکھ کو بے نور کر دیتا ہے۔

بہ یاد قامت اگر ہو بلند آتش غم　　　ہر ایک داغ جگر آفتاب محشر ہو

اگر میرے غم کی آگ اس کے قامت کے غم مین بلند ہو تو میرا ہر داغ جگر آفتاب محشر کی متصور ہو جائے کیونکہ اس کے قامت کو بھی قیامت جانتے ہین اور یہ سب اُسی کا اثر ہو گا۔

ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا　　　اب اس سے ربط کرون جو بہت ستمگر ہو

میرے دل نے حوصلہ پیدا کر لیا ہے اور وہ اچھی طرح ستم کش ہو گیا ہے اب اس کو ظلم و ستم سے کوئی تکلیف پیدا نہیں ہوتی - لہذا میرا ارادہ ہے کہ ایسے ظالم سے دوستی پیدا کرون جو انتہائی ستم گر ہو تا کہ جفا کی لذت پا سکون اور ظلم کا لطف اٹھا سکون یا محبوب کو میرے ستانے مین لطف آئے -

عجب نہین ہے تحریر حال گریہ چشم — بروے آب جو ہر موج نقش مسطر ہو

کوئی تعجب کی بات نہین ہو کہ اگر گریہ چشم کے حال کے تحریر کرنے کے واسطے مین بیٹھون تو اسکے اثر سے ہر سطر سطر کی ایک موج روئے آب بن جائے -

امیدوار ہون تاثیر تلخ کامی سے — کہ قند بوسۂ شیرین لبان مکرر ہو

مین اپنی تلخ کامی کی تاثیر سے امید رکھتا ہون کہ شیرین لبون کے بوسہ کی قند مکرر میسر ہو جائے یعنی تاثیر تلخ کامی ان کو مکرر میرا نام لیکر برا کہنے پر آمادہ کرے اور مجھے بوسہ کے مکرر لینے کا لطف آئے یا یہ کہ مین تلخ کام ہون لہذا مجھے یہ قند مکرر دیجائے -

صدف کی ہے ترے نقش قدم مین کیفیت — سرشک چشم اسد کیون نہ اسمین گوہر ہو

تیرا ہر نقش قدم صدف کی خاصیت رکھتا ہے اسد جو اُس پر آنکھین مل مل کر روتا ہے تو کیا باعث ہو کہ اس کے اشک اس صدف مین گوہر نہ بن جائین - اشک کی تشبیہ گوہر سے مسلمات شعرائے ماضی و حال سے ہے -

بے درد سر بہ سجدۂ اُلفت فرو نہو — جون شمع غوطہ داغ مین کھا گر وضو نہو

بغیر درد کے سجدۂ الفت مین سر نہ جھکا - شمع کی مانند داغ مین غوطہ لگائے اگر وضو نہ ہو شمع کا داغ مین غوطہ لگانا نہایت ہی عمدہ مضمون ہے اور غالباً نیا ہو -

دل دے کف تغافل ابروئے یار مین — آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہ ہو

اپنا دل ابرو دیار کے دست تغافل کو دیدے دل ایک آئینہ ہے اس کو ایسے طاق پر رکھ کر گم کر کہ تیرا وہان گزر نہو - وہ طاق تغافل ابروے یار کا ہو -

زلف خیال نازک و اظہار بیقرار   یارب بیان شانہ کش گفتگو نہو

زلف خیال نہایت نازک ہو۔ اور قوت اظہار بیقرار ہو ایخدا بیان اس زلف مین گفتگو سے شانہ کشی نہ کرے یعنی میرے خیال نہایت نازک ہین وہ متحمل بیان نہین ہو سکتے اگرچہ ضرورت اظہار بیقرار ہو۔

تمثال ناز جلوۂ نیرنگ اعتبار   ہستی عدم ہے آئینہ گر روبرو نہو

تصویر ناز نیرنگ اعتبار کا ایک جلوہ ہو۔ عالم اعتبار جو ایک نیرنگی ہو اس کا اظہار تمثال ناز سے ہوتا ہو ہم ہستی کو ہستی صرف اسیوجہ سے کہتے ہین کہ آئینہ سامنے ہو ورنہ حقیقتاً ہستی ایک عدم ہو۔ جو نیرنگ اعتبار سے زیادہ وقیع نہین ہو۔ اور بالکل ایک اعتباری اور فرضی شے ہو۔

مژگان خلیدۂ رگ ابر بہار ہے   نشتر بمغز پنبۂ مینا فرو نہو

پنبۂ مینا کے مغز مین نشتر چبھونے اور فصد کرنے کی کوئی ضرورت اب باقی نہین ہے اس واسطے کہ اس کی رگ مین رگ ابر بہار کی پلکین چبھ چکی ہین اور وہی اس کی فصد ہے مطلب یہ ہو کہ بہار خود شیشہ ومینا سے بادۂ سرخ روان کردینے والی ہو کوئی کھولے یا نہ کھولے شراب اس سے خود اُبلیگی۔

عرض نشاط دید ہو مژگان انتظار   یارب کہ خار پیرہن آرزو نہو

مژگان انتظار خود ہی نشاط دید کا پیش کرنا ہو یعنی اسے مژگان انتظار نہ سمجھو بلکہ یہ پیش کشی نشاط دید ہو۔ اے خدا اب اتنی تمنا ہے کہ کوئی خار پیرہن آرزو مین نہ چبھ جائے۔

مین مژگان انتظار سے دیدار کی خوشی سمجھا ہون اے میرے خدا کہین ایسا نہو کہ یہ خار پیراہن آرزو ثابت ہون۔ یا یہ کہ اگر عرض نشاط دید مژگان انتظار بنے تو بنے مگر اے میرے خدا یہ خلش پیراہن آرزو نہ بنے۔ یہ کچھ اس قدر اُلجھا ہوا شعر ہو کہ صحیح معنی ذہن نشین

نہین ہوتے۔

وان پرفشان دام نظر ہون جہان اسد   صبح بہار بھی قفس رنگ و بو نہو

اے اسد میرا دام نظر وہان پرفشان ہی یعنی مین نے اس جگہ اپنی نظرون کا جال بچھایا ہی جہان صبح بہار بھی رنگ و بو کو نہین روک سکتی یا جہان کہ صبح بہار مین بھی رنگ و بو کی گنجایش نہین ہی۔

مبادا بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو   مگر طوفان مے مین پیچش موج صبا گم ہو

کہین ایسا نہو کہ فصل بہار کا ساز و سامان بغیر کسی تکلف کے ضائع اور برباد ہو جائے ہونا یہ چاہئے کہ طوفان شراب مین موج نسیم گم ہو کر رہ جاے کہ اس طرح گم ہونا باعث عشرت ہی یعنی لطف جب ہی کہ موج ہوا موج شراب بن کر رہ جائے۔

سبب وارستگان کو ننگ ہمت ہے خداوندا   اثر سرمے سے اور لبہاے عاشق سے صدا گم ہو

اے میرے خدا آزاد لوگون کی ہمت کے لئے کسی سبب کا پیدا ہونا باعث ننگ ہے عاشق کے لبون سے صدا ناپید ہو جاے مگر اس طرح نہین کہ سرمہ اُن کی صدا کو ناپید کر دے بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ پہلے سرمے سے آواز کے گم کر دینے کا اثر جاتا رہے اور پھر ان کے لبون سے صدا گم ہو جاے تاکہ کسی سبب سے ان کی خاموشی کا تعلق نہ ہو ورنہ ان کی ہمت کے یہ منافی ہی۔

نہین جز درد تسکین نکوہشہاے بیدردان   کہ موج گریہ مین صد خندۂ دندان نما گم ہو

بے درد لوگ جو دردمندون کو ملامتین کر کرکے تسکین دیتے ہین اس کا سوائے درد کے اور کوئی حاصل نہین ہی۔ ہم بھی مانتے ہین کہ وہ یعنی بیدرد دردمندون کے واسطے روتے ہین مگر یہ رونا ایسا ہی کہ اس مین سیکڑون خندۂ دندان نما گم ہو سکتے ہین اور چھپ سکتے ہین۔

ہوئی ہی ناتوانی بیدماغ شوخی مطلب   جبین مین در لباس سجدہ ایدست دعا گم ہو

ہماری ناتوانی کا دماغ کسی شوخی مطلب کے اظہار کی تاب نہین لا سکتا اے دست دعا ہاتھ اٹھانے کی ہم مین تاب طاقت نہین ہی بہتر یہ ہو کہ تو سجدہ کا لباس پہن کر جبین عجز مین چھپ جا۔ کیونکہ ہماری ناتوانی کو یہ شوخی اور دست درازی کا مطلب پسند نہین ہی۔ مطلب یہ ہو کہ اظہار مدعا کی شوخی کو چھوڑ۔ اور صرف عجز و نیاز ہی سے کام رکھ۔

تجھے ہم مفت دیوین یک جہان چین جبین لیکن ۔۔۔ مبادا اے پیچتاب طبع نقش مدعا گم ہو

اے پیچ و تاب طبع ناساز ہم چین جبین کا ایک جہان مفت تیری نذر کرتے ہین۔ لیکن ذرا سمجھ لے اور سوچ لے کہین ایسا نہو کہ اس ہجوم کشاکش اور پیچ و تاب مین تو نقش مدعا کو گم کر بیٹھے یعنی ایذا و غم کے ہزارون سامان ہمارے پاس موجود ہین مگر ایسا نہو کہ مقصد اصلی سے دور ہو جاے اور کثرت مشکل آسانی تشکل کا سبب ہو جائے

بلا گردان تمکین بتان صد موجہ گوہر ۔۔۔ عرق بھی جنکے عارض پر بہ تکلیف حیا گم ہو

موتیون کی سو موجین تمکین و ناز بتان پر قربان ہین حالت یہ ہو کہ اُن کے ماتھے پر عرق بھی حیا کی وجہ سے نہین آ سکتا اور رو ہی خ آنے والے قطرہ ہاے عرق حیا موج گوہر ہین۔ اس طرح گویا گوہر ان کی تمکنت پر قربان ہو رہے ہین۔

اٹھاوے کب وہ جان شرم تہمت قتل عاشق کی ۔۔۔ کہ جسکے ہاتھ مین مانند خون رنگ حنا گم ہو

وہ جان حیا۔ قتل عاشق کی تہمت کا کب متحمل ہو سکتا ہے جس کے دست نازنین مین حنا کا رنگ بھی خون عاشق کی طرح گم ہو جاتا اور چھپ جاتا ہی۔

کرین خوبان جو سیر حسن اسد یک پردہ نازک تر ۔۔۔ دم صبح قیامت در گریبان قبا گم ہو

اے اسد اگر حسینان جہان اور ایک ہلکا سا پردہ ڈال کر اپنے حسن کی سیر کرین تو ہم یقین کرتے ہین کہ دم صبح قیامت گریبان قبا مین گم ہو کر رہ جاے یعنی وہ قیامت جو ان کے حسن کی اس تھوڑی سی عریانی سے ظاہر ہے وہ گریبان قبا مین چھپ جائے

امیدوہ سراپا قیامت ہو کر رہ جائین۔

خشکی مے نے تلف کی میکدے کی آبرو کاسہ دریوزہ ہی پیمانہ دست سبو

مے کی خشکی اور مے کے نہونے نے میخانے کی آبرو تلف کردی آج وہ پیمانہ جو سبو پر رکھا ہی بھیک کا پیالہ معلوم ہوتا ہی۔

بہر جاں پروردن یعقوب بال و پا خاک سے دام لیتی ہی پر پرواز پیراہن کی بو

بوے پیراہن یعقوبؑ کی بالیدگی روح کے لئے بازوے خاک سے پر پرواز قرض لیکر مصر سے کنعان تک آرہی ہی۔

گرد ساحل ہی نم شرم جبین آشنا گر نہ باندھی قلزم اُلفت مین سر جا کدو

وہ لوگ جو دریاے محبت کے شناور ہین اگر بجاے کدو کے جسپر پیراک پیرتے ہین اپنے سر سے کام نہ لین تو گرد ساحل ان کی پیشانی کے واسطے عرق شرم بن جاے۔

گرمی شوق طلب ہے عین تاپاکِ وصال غافلان آئینہ دان ہی نقش پاے جستجو

شوق طلب کی گرمی وصل کا عین تپاک ہی اے غافلو وہ نقش جو پاے جستجو سے اٹھ آیئن وہ آئینہ دان ہین یعنی اُن مین آئینے تھے جن مین منزل مقصود کا پتہ ملتا ہی۔

خوے شرم سرد بازاری ہی سیل خانمان ہی اسد نقصان مین مفت اور جب صاحب سرمایہ تو

وہ پسینہ جو شرم سرد بازاری اور ناقدری کی وجہ سے اسد کی پیشانی پر بہتا ہی وہ اس غریب کے واسطے سیل خانمان ہی یعنی اس کو تباہ و برباد کرنے والا ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ تیرے صاحب سرمایہ ہوتے ہوے وہ بیچارہ مفت نقصان اٹھا رہا ہی۔

رنگ طرب ہے صورت عہد وفا گرد تھا کسقدر شکستہ کہ ہے جا بجا گرد

رنگ طرب عہد وفا کی طرح گرد اور رہن ہے خدا معلوم یہ کس قدر شکستہ تھا کہ جا بجا

گرد ہی یعنی اگر ٹوٹا ہوا نہ ہوتا تو جا بجا گرد نہ ہوتا۔

ہر ذرہ خاک عرض تمنائے رفتگان آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرد

خاک کا ہر ذرہ گویا مرنے والون کی تمناؤن کا اظہار کر رہا ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کہ آئینہ ٹوٹ گئے ہین اور تصویرین گرد ہین۔ آئینہ کو دل سے استعارہ کیا ہے اور تمثال آئینہ عالم ارواح سے مراد ہے یعنی جو ذرہ ہائے خاک عرض حال کر رہے ہین وہ ٹوٹے ہوئے دل ہین۔

طاقت بساط دستگہ یکقدم نہین جون اشک جب تلک نہ رکھون دست و پا گرد

آنسو جب روان ہوتا ہے یا جب چلتا ہے تو اپنے دست و پا گرد رکھ دیتا ہے ورنہ چل نہین سکتا۔ دست و پا گرد رکھنا یہی ہے کہ وہ پھیل کر چلتا ہے بالکل ایسی ہی میری مثال ہے کہ مجھ مین ایک قدم اٹھانے کی بھی طاقت نہین ہے جب تک کہ ہاتھ پاؤن گرد نہ کر دون۔

ہے وحشت جنون بہار اسقدر کہ ہے بال پری بہ شوخی موج صبا گرد

جنون بہار مین اس قدر وحشت بھری ہوئی ہے کہ ہر موج باد صبا کی شوخی مین کسی پری کی شوخی پرواز گرد معلوم ہوتی ہے یعنی جس طرح کہ پری کا سایہ پڑتے ہی آدمی دیوانہ ہو جاتا ہے اسی طرح عالم بہار کی موج صبا کا عالم ہے کہ جیسے ہی وہ جسم سے مس کرتی ہے آدمی مجنون ہو جاتا ہے اسی سے پتہ چلتا ہے کہ موج صبا مین شوخی بال پری گرد ہے۔

ہون سخت جان کاوش فکر سخن اسد تیشہ کے کوہسار مین ہے یک صدا گرد

اے اسد مین کاوش فکر سخن مین بڑا سخت جان واقع ہوا ہون۔ گویا کہ تیشے کے پہاڑ مین میری ایک آواز گرد ہو رہی ہے۔ آواز گرد ہونے سے مراد وہی سخن ہے جو کاوش اور فکر کے بعد پیدا ہوتی ہے۔

وضع نیرنگیٔ آفاق نے مارا ہم کو — ہو گئے سب ستم و جور گوارا ہم کو

ایک زمانہ تہا کہ ظلم وستم سے ہم گھبرا جاتے تھے اور تمام فکر پریشان ہو جاتے تھے مگر قربان جائیے اس گردش روزگار کے اور نثار ہو جیئے اس انقلاب زمانہ کے جس نے ہم کو مار ڈالا آج وہی ظلم وستم سب ہم کو گوارا ہو گئے - اور انھیں تمام ظلمون کے خوگر ہو گئے - مولانا حالی کا بالکل ایک ایسا ہی شعر ہی - فرماتے ہین ؎

دنیا کے خرخشون سے چیخ اٹھے تھے ہم اول
آخر کو رفتہ رفتہ سب ہو گئے گوارا

دشت وحشت مین نہ پایا کسی صورت سے سراغ — گرد جولان جنون تک نے پکارا ہم کو

مجھے از خود رفتگی نے دشت کے دشت ناپیدا کنار مین ایسا گم کر دیا کہ اگرچہ گرد جولان جنون نے بھی مجھے سیکڑون آوازین دین مگر پھر بھی میرا کہین پتہ نہ لگا - گرد جولان جنون وہ گرد جو حالت جنون کی دوا دوش مین اڑی ہو -

عجز ہی اصل مین تہا حامل صد رنگ عروج — ذوق پستی مصیبت نے ابہارا ہم کو

ہمارا عجز ونیاز ہی دراصل تمام عروج کا حامل اور ذمہ دار تہا - پستی مصیبت کا جو ہم کو ذوق رہا دراصل اس نے ہم کو ابھار دیا اور کہین سے کہین پہونچا دیا -

ضعف مشغول ہے بیکار بہ سعی بیجا — کر چکا جوش جنون اب تو اشارا ہم کو

ضعف بیکار اپنی کوشش کر رہا ہی اور بیکار ہم کو روکے ہوے ہے ہم اب اسکے روکے رکنے والے نہین ہین - اب ہمارا جوش جنون ہم کو اشارہ کر چکا - اب ہم بغیر صحرا نوردی اور دشت گردی کے رہ نہین سکتے ہین لہذا ضعف کی یہ تمام کوشش بیکار ہو -

صور محشر کی صدا مین ہی فسون امید — خواہش زیست ہوئی آج دوبارا ہم کو

صور محشر کی آواز مین ضرور کوئی نہ کوئی امید کا جادو ہی جسنے ہماری امید مین جان

ڈال دی ہو ورنہ کیفیت یہ تھی کہ ہم جب سے کہ مرے تھے گوشہ قبر مین مایوس پڑے تھے اور کوئی امید دیدار باقی نہین رہی تھی مگر جیسے ہی صور پھنکا فوراً ہی امیدین از سر نو پیدا ہو گیئن اور ہم کو پھر امید دید بندھ گئی۔ یہ مسلم مسئلہ ہو کہ قیامت مین دیدار ہو گا۔

تختۂ گور سفینے کے مماثل ہین اسد　　بحر غم کا نظر آتا ہے کنارا ہم کو

معلوم ہوتا ہے گور کے تختے کشتی ہین جو ہم کو غم و رنج کے دریاے ذخار سے پار لگا رہی ہین اور آج مدتون کے بعد ہم کو اس دریا کا کنارا نظر آیا ہو۔ ورنہ ہم تو یہ سمجھے تھے کہ کہین اس دریا کا کنارا ہی نہین ہو۔

حسن بے پروا گرفتار خود آرائی نہو　　گر کمینگاہ نظر مین دل تماشائی نہو

حسن باوجودیکہ بے پروا ہو مگر پھر بھی خود آرائی مین گرفتار رہتا ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ نظر کی گھات مین دل تماشائی ہے اور دیکھنے کی تاک مین لگا ہوا ہو اگر دل کمین گاہ مین نہ لگا رہے تو حسن کو خود آرائی کی احتیاج نہ رہے۔ مطلب یہ ہو کہ حسن کا بناؤ سنگار تمام تر عشق کے واسطے ہے اور وہی اس ہنگامہ خیزی کا باعث اور موجب ہو۔

ہیچ ہے تاثیر عالمگیری ناز و ادا　　ذوق عاشق گر اسیر دام گیرائی نہو

ناز و ادا نے جو تمام عالم پر اپنا سکہ جما رکھا ہے اور عالمگیر بنا ہی ہو یہ تمام تر بیکار اور ہیچ ثابت ہو بشرطیکہ عاشق کا ذوق دام گیرائی مین قید نہو یعنی اگر عاشق اس کو بطیب خاطر قبول نہ کرے تو عالمگیری ناز و ادا بیکار اور فضول ثابت ہو جائے۔

خود گداز شمع آغاز فروغ شمع ہے　　سوزش غم درپے ذوق شکیبائی نہو

سوزش غم بیکار صبر و شکیب کی کوشش مین مصروف ہے اس کو معلوم نہین ہو کہ شمع کے گداز ہی سے دراصل شمع کا فروغ شروع ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ کچھ کھو کر ہی آدمی حاصل کرتا ہو۔

تار تار پیرہن ہی اک رگ جان جنون   عقل غیرت پیشہ حیرت ے تماشائی نہو

پیرہن کا ایک ایک تار جنون کی ایک رگ جان ہی عقل غیرت پیشہ کو یہ چاہیے کہ حیرت سے وہ اسے نہ دیکھے اسپر حیرانی کی ضرورت نہین ہی۔

بزم کثرت عالم وحدت ہی بینا کیلئے   بے نیاز عشق اسیر زور تنہائی نہو

بزم کثرت چشم حق بین کے لئے عالم وحدت ہے اس کو ہر ذرہ مین وہی عالم وحدت نظر آتا ہی یکجائی اور تنہائی کی ضرورت نہین ہی لہذا ہر وہ شخص جس کو عشق نے بے نیاز کر دیا ہی وہ زور تنہائی مین اسیر نہو۔ تنہائی کی چشم بیناکیواسطے احتیاج نہین ہی۔

ہی محبت رہزن ناموس انسان اے اسد   قامت عاشق پہ کیون ملبوس رسوائی نہو

اے اسد جب محبت انسان کی ناموس کے لئے رہزن ثابت ہوئی ہی پھر اس حالت مین عاشق کے جسم پر کیون لباس رسوائی نہو کیونکہ عشق انسان کے واسطے رہزن ننگ ناموس ہے۔ سعدیؒ نے کہا ہی ؎

ہر کجا سلطان عشق آمد نماند
قوت بازوے تقوی را محل

مطلب یہ ہی کہ محبت کرنا اور بدنام نہ ہونا بعید از قیاس ہے۔ محبت کے ساتھ بدنامی ضرور ہی۔

ردیف ہائے ہوز

**حیرت ہجوم لذت غلطانی تپش	سیماب بالش و کمر دل ہے آئینہ**

ایک طرف تو حیرت ہو اور ایک طرف لذت ہجوم تپش ہو ہم مین یہ دونون چیزین ایک حالت مین موجود ہین دل کا تکیہ سیماب ہو اور ٹیکا آئینہ ہو - آئینہ استعارہ کیا ہو حیرت سے اور بالش سیاب بیقراری اور تپش سے مطلب یہ ہو کہ دو صورتین دل کے لئے معارض ہین حیرت اور بے قراری نہ یون چین ہو نہ یون آرام ہے -

**ہم زانوے تامل و ہم جلوہ گاہ گل	آئینہ بند خلوت و محفل ہے آئینہ**

آئینہ ہی ہم زانوے تامل ہے اور آئینہ ہی جلوہ گاہ گل ہو گویا کہ خلوت و جلوت کی رونق آئینہ ہی کے دم سے وابستہ ہے اور جو کچھ ہے اسی کی بدولت ہو آئینہ ہم زانوے تامل اسی لئے ہے کہ آئینہ کو زانو پر رکھ کر دیکھتے ہین اور جلوہ گاہ گل اس لئے ہے کہ اس مین حسن کی تصویر نظر آتی ہے حقیقت یہ ہے کہ آئینہ کے جلوہ گاہ گل ہونے کا کوئی خاص ثبوت اس شعر مین نہین ملتا -

**دل کارگاہ فکر و اسد بینوائے دل	یان سنگ آستانہ بیدل ہے آئینہ**

اسد کے پاس دل نہین ہی حال آنکہ دل ہی کارگاہ فکر ہوا کرتا ہو ہمارے واسطے آستانہ بیدل آئینہ بنا ہوا ہو اور وہی دل ہے وہی ہماری مبداء فکر ہو صرف طرز بیدل ہی پر ہماری فکر سخن کا انحصار ہے اور اسی آستان کا پتھر اسد کا آئینہ ہے -

**جز دل سراغ درد بدل خفتگان نہ پوچھ	آئینہ عرض کر خط و خال بیان نہ پوچھ**

جن کے دل مین درد نے مقام اور قیام کیا ہے اُن کا حال اپنے دل سے پوچھ اُنکے خط و خال بیان سے کام نہ لے بلکہ اپنے آئینہ سے کام لے - آئینہ ہی یہ کام کرسکتا ہے -

آئینہ سے مراد وہی مخاطب کا دل ہو۔

ہندوستان سایۂ گل پائے تخت تھا ساماں بادشاہی وصل بتاں نہ پوچھ

سایۂ گل گویا کہ ہندوستان تھا اور وہی ہندوستان ہمارا پایۂ تخت تھا ہائے کیا پوچھتا ہے اس زمانہ کی بادشاہی کا حال جبکہ ہم کو وصل بتان میسر تھا یعنی جب ہم کو وصل بتان میسر تھا تو گویا ہم بادشاہ تھے ۔ اور سایۂ گل وگلزار مین جو ہم بیٹھتے تھے وہ ہمارا پایۂ تخت تھا۔ سایۂ گل کو ہندوستان بوجہ تاریکی اور سیاہی کے کہا ہو۔

تو مشق ناز کر دل پروانہ ہے بہار بیتابی تجلی آتش بجان نہ پوچھ

تجھے اپنی مشق ناز سے غرض ہے تو اپنی مشق ناز کئے جا اگرچہ بہار پروانے کا دل بنی ہوئی ہو مگر اس سے تجھے کیا غرض کہ اس پروانہ آتش بجان کی تجلی مین کس قدر بیتابیان اور تجلیان بھری ہوئی ہین۔ تجھے اپنے کام سے کام ہے کسی کے دکھ درد سے کیا غرض۔ بہار کو پروانہ کا دل اس لحاظ سے کہا ہے کہ دل پروانہ بھی سوزاور آتش عشق سے بھرا ہوا ہوتا ہو اور گل بہاری بھی بلحاظ رنگ سرخ ہوتے ہین بے قراری پروانہ آتش بجان بہار کے پھولون کی وہ حرکت ہوسکتی ہے جو ہوا کی تھوکھی سے چمن مین پیدا ہوتی ہے۔

غفلت متاع کفۂ میزان عدل ہون یارب حساب سختی خواب گران نہ پوچھ

اے میرے خدا میرے خواب گران اور میری غفلت بے پایان کا حساب نہ کر کیونکہ میزان عدل کے پلے مین میری طرف سے نیکیون کے بجائے غفلت ہی غفلت ہے پھر حساب ہی کیا ہو یہان تو غفلت کے سوا اور کچھ موجود ہی نہین ہو۔

ہر داغ تازہ یک دل داغ انتظار ہے عرض فضائے سینۂ درد امتحان نہ پوچھ

میرے دل کا ہر تازہ داغ گویا کہ ایک دل ہو جو داغ کا انتظار کر رہا ہو پھر ایسی حالت مین تو اس سینہ کی وسعت اور فضا کا کیا حال پوچھتا ہو جو درد کا امتحان کر رہا ہو

کوئی حد وحساب ہو تو بیان کیا جائے۔

کہتا تھا کل وہ نامہ رسان سے بسوز دل
درد جدائی اسد اللہ خان نہ پوچھ

میرا محبوب کل قاصد سے نہایت درد کے ساتھ کہہ رہا تھا کہ اسد اللہ خان کی جدائی کا جس قدر مجکو افسوس اور قلق ہی اس کو کچھ نہ پوچھ۔

رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ
اے آبلہ محمل پے صحرائے عدم باندھ

اے آبلے تو صحرائے عدم کے لئے محمل باندھ لے اور چلنے کے واسطے تیار ہوجا اور اس رفتار سے اجزائے قدم کی شیرازہ بندی کرلے۔یعنی اجزائے قدم کی شیرازہ بندی کرکے عدم تک پہونچ۔ آبلہ کو محمل کہنا نہایت لطیف ہی کیونکہ آبلہ صورتاً محمل سے مشابہ ہی۔

بیکاری تسلیم بہر رنگ چمن ہے
گر خاک ہو گلدستہ صد نقش قدم باندھ

بیکاری تسلیم ہر رنگ مین چمن ہی۔اگر چمن کی خاک بھی ہو تو اسپر بھی گلدستۂ نقش قدم کا گمان کرنا چاہئے۔کیونکہ خاک مین تسلیم کا رنگ نمودار ہی یعنی شیوہ تسلیم سیکڑون خوبیان اپنے دامن مین رکھتا ہی۔اگرچہ وہ ظاہرا بیکار معلوم ہوتا ہے۔

دیباچہ وحشت ہی اسد شکوہ خوبان
خون کر دل اندیشہ و مضمون ستم باندھ

اے اسد معشوقون کا شکوہ وحشت کا دیباچہ ہی تو اندیشہ کا دل خون کر اور ستم کا مضمون لکھ مطلب یہ ہی کہ یہ شکوہ خون اندیشہ سے لکھا جاسکتا ہے اس کے سوا نہین۔

خلق ہی صفحہ عبرت سے سبق ناخواندہ
ورنہ ہی چرخ وزمین یک ورق گردانده

کیا کیا جائے کہ خلق صفحہ عبرت سے سبق نہین لیتی اور مآل ہستی پر نظر نہین رکھتی۔ درحقیقت یہ ہی کہ ہستی کوئی چیز نہین ہی چرخ وزمین کا کوئی وجود نہین ہی بلکہ آسمان اور زمین دراصل ایک ورق ہین جسے پلٹ دیا گیا ہے۔ادہر زمین ادہر آسمان یعنی عالم ہستی ایک گردش مین ہے اور کسی رنگ کو قرار وثبات نہین ہے۔آسمان وزمین کو ایک

الٹا ہوا ورق کہنا نئی بات ہے۔ ادہر کچھ اور اُدہر کچھ اور۔

میکدے مین ز دل افسردگی بادہ کشان موج مے شل خط جام ہے ہر جا ماندہ

میکدے مین بادہ کشون کی دل افسردگی کی وجہ سے موج شراب خط پیالۂ مے کی مانند منجمد اور بے حس ہو کر رہ گئی ہے اور اس مین ذرا بھی روانی نہین ہے یہ تمام میکشون کی افسردگی کا اثر ہے۔

خواہش دل ہی زبان کو سبب گفت و بیان ہی سخن گرد ز دامان ضمیر افشاندہ

زبان کی گفتگو اور بیان دل کی خواہش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یعنی جب دل مین کوئی بات پیدا ہوتی ہو تو زبان اس کا اظہار کرتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ سخن یعنی کلام نظم ایک گرد ہی جو دامان دل سے جھاڑی جاتی ہو۔ یعنی شعر نام ہے محض اظہار جذبات دلی کا

کوئی آگاہ نہین باطن ہمدیگر سے ہی ہر اک فرد جہان مین ورق ناخواندہ

کوئی ایک دوسرے کے دلی بھیدون سے آگاہ نہین ہو۔ گویا دنیا کا ہر ایک فرد ایک ایسا ورق ہو جو دوسرے کے مطالعہ مین نہین آیا اور جسے دوسرے نے پڑھا نہین ہے۔

حیف بے حاصلی اہل ریا پر غالب یعنی ہین ماندہ ز آنسو و ز ین سو راندہ

اے غالب ریاکارون کی بے حاصلی پر بڑا افسوس ہے نہ بیچارون کو کچھ دنیا مین حاصل ہوتا ہے نہ دین مین۔ از ین سو راندہ و ازان سو درماندہ۔ گویا کہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اس سے پہلا شعر بھی کچھ اسی قسم کا ہو جس سے شکایت مترشح ہوتی ہی معلوم ہوتا ہو کہ یہ غزل کچھ اثر لیکر کہی گئی ہے۔

بسکہ مے پیتے ہین ارباب فنا دزدیدہ خط پیمانہ مے ہے نفس دزدیدہ

چونکہ ارباب فنا پوشیدہ طور پر مے پیتے رہتے ہین اس واسطے خط پیمانۂ مے ان کا

نفس دزدیدہ بن گیا ہے یعنی پیمانے مین یہ خط نہین ہو بلکہ ان کا وہ دم ہو جو انہون نے چرالیا ہو۔ یا یہ کہ ان کا نفس دزدیدہ بمنزلہ پیمانہ مے کے نشان کے ہے جو ان کے چھپ کر مے کشی کرنے کا نشان ہے۔

بر غرور طرح قامت رعنائی سرو — طوق ہو گردن قمری مین رگ بالیدہ

سرو کے قد کی دل کشی اور رعنائی کو دیکھ کر قمری کو غرور پیدا ہو گیا ہے اور اس کی گردن کا طوق رگ بالیدہ یعنی رگ گردن (غرور) ہو گیا ہو یہی طوق غرور کا نشان ہے مطلب یہ ہو کہ قمری اپنے محبوب کی رعنائی اور زیبائی سے مغرور ہو رہی ہے۔

اکی ہو وا اہل جہان نے بہ گلستان جہان — چشم غفلت نظر شبنم خور نادیدہ

اہل زمانہ نے باغ زمانہ مین اس شبنم کی طرح چشم غفلت کھولی ہو جو ہنوز پرتو خورشید سے محروم ہے یعنی چشم غفلت کھولی تو ضرور مگر کوئی نتیجہ نہین ملا۔ یا یہ کہ جیسے شبنم خور نادیدہ باغ مین چشم غفلت کھولتی ہے مگر پرتو خورشید فوراً ہی اس کو فنا کر دیتا ہو اسی صورت سے اہل جہان نے بھی گلستان عالم مین آنکھین کھول رکھی ہین مگر ہنوز مآل ہستی سے بے خبر ہین۔

یاس آئینہ پیدائی استغنا ہے — ناامیدی ہو پرستار دل رنجیدہ

یاس آدمی کے سامنے ایک استغنا کا آئینہ لا کر رکھ دیتی ہے اور ناامیدی دل رنجور کی خدمت گذاری کرتی ہے یہ ایک مشہور مقولہ ہے کہ الیاس احدالراحتین۔ یعنی یاس سے بھی ایک قسم کا آرام ہوتا ہے۔ اسیطرح مرزا نے کہا ہے کہ یاس آدمی کو بے پروا بنا دیتی ہے اور ناامیدی دل کو مدد پہونچا دیتی ہے۔

واسطے فکر مضامین متین کے غالب — چاہئے خاطر جمع و دل آرامیدہ

مضامین متین کی فکر کے واسطے اے غالب آسودہ دل اور خاطر جمع چاہئے پریشانی خیال اور تکدر حواس مین مضمون آفرینی کیونکر ہو سکتی ہو اور آدمی کیا کر سکتا ہے۔

جوش دل ہی نشہ ہاے فطرت بیدل نپوچھ   قطرہ ہی میخانہ ہی دریاے بے ساحل نپوچھ

اس حالت مین کہ دل کا جوش ہی اسی کو دیکھ اور اسی کی واردات مین بیدل کی فطرت کے نشے کو کیا پوچھتا ہی اس کا تو بہت بڑا درجہ اور مرتبہ ہی - جب قطرہ ہی ایک میخانہ ہے تو اس دریا کی واردات کیا سننا چاہتا ہے جس کا کہین کنارا ہی نہین ہی - بقول شخصے قیاس کن ز گلستان من بہار مرا والا مضمون ہی -

آبلہ پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا   اے دماغ نارسا خمخانۂ منزل نپوچھ

پاؤن کا آبلہ آبلہ نہ تھا بلکہ اندازہ پریشانی رہنوردی کا ایک پیمانہ تھا جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ منزل کے پہونچنے تک ایسی ایسی لاکھون صعوبتون اور دشواریون کا سامنا ہوگا - پس اس صورت مین اے دماغ نارسا خمخانۂ منزل کی دشواریون اور تکلیفون کا کیا اندازہ بتایا جاے نہ معلوم آبلے کی طرح کتنے پیمانے بھرین گے - مطلب یہ ہی کہ اے دماغ آبلہ پا ہی سے دشواریون کا اندازہ کر - منزل تک پہونچنے کی تکلیفون کا تخمینہ دریافت نکر وہ تو بہت دور ہے -

ہین گشتن ہاے دل بزم نشاط گردباد   لذت عرض کشاد عقدۂ مشکل نپوچھ

دل کی کشادگی اور فراخی بگولے کی طرح محفل طرب سے مشابہ ہی جیسے اس کی کشادگی مین پریشانی ہی پریشانی ہی ایسے ہی یہ بھی عقدۂ مشکل کے حل ہونے کا رنگ ہی لہذا اس کے کھلنے کی لذت کچھ نہ پوچھئے - ایک جگہ فرمایا ہی

تنگی دل کا گلہ کیا یہ وہ کافر دل ہی
کہ اگر جمع نہ ہوتا تو پریشان ہوتا

نے صبا بال پری نے شعلہ سوداے جنون   شمع سے جز عرض افسون گداز دل نپوچھ

نہ باد صبا کوئی سایہ پری کا کام کرتی ہی اور نہ شعلہ اس کے لئے سوداے جنون کا سامان ہی شمع سے یہ کچھ نہ پوچھنا چاہئے کہ صبا اور شعلہ اس کے واسطے کیا کیا سامان

مہیا کرتے ہین اُس سے سوائے گداز دل کے فسون کے اور کچھ نہ پوچھ۔

یک قرہ برہم زدن حشر دو عالم فتنہ ہو — یان سراغ عافیت جز دیدہ بسمل نپوچھ

ایک پلک مارنا دونون جہان کے فتنون کا حشر ہے۔ لہذا دنیا مین اگر تجھے عافیت اور آسودگی کا کھوج لگانا ہے تو صرف دیدہ بسمل سے اس کا پتہ لگا۔ اور دیکھ کر ایک پلک جھپکانے مین کس قدر فتنے برپا ہوتے ہین اور کتنے فتنون کا حشر ہوتا ہو پلک کا جھپکانا ایک حشر سامانی کی کیفیت رکھتا ہے۔ مطلب یہ ہو کہ دنیا وہ جگہ ہو جہان ہر چشم زدن مین سیکڑون فتنے مہیا ہوتے ہین اگر راحت کی تمنا ہے تو دیدہ بسمل سے اس کا پتہ لگا۔ کیونکہ یہان بس آنکھ بند کرلینا ہی باعث راحت ہو۔

تا تخلص جامۂ شنگرفی ارزانی اسد — شاعری جز ساز درویشی نہین حاصل نپوچھ

پہلے قاعدہ تھا کہ دیوان وغیرہ لکھتے تھے تو تخلص رنگین روشنائی سے لکھا کرتے تھے جیسا کہ قدیمی لکھی ہوئی کتابون سے پتہ چلتا ہے اسی بناپر شاعر کہتا ہے کہ شاعر کا تخلص تک جامۂ شنگرفی پہنے ہوے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعری نام ہے ساز درویشی کا اور یہ سراپا فقر ہی فقر ہے۔ اس لئے اس کا حاصل اور نتیجہ دریافت کرنا بے سود ہے۔

شکوہ و شکر کو ثمر بیم و امید کا سمجھ — خانۂ آگہی خراب دل نہ سمجھ بلا سمجھ

کوئی شکوہ ہے تو وہ نتیجہ ہے بیم کا اور کوئی شکر ہے تو ثمرہ ہے امید کا۔ خدا اس دوربینی کا ستیاناس کرے اس نے جان کہار کھی ہو۔ دل کیا ہو کمبخت ایک بلا ہو کہ ہر صورت مین ایک آفت کا سامنا ہو۔ یعنی آگہی اور باخبری ہی دل کی ایک دشمن ہے جس کی بدولت ان زحمت ہاے ناروا کا سامنا کرنا پڑتا ہو۔

وحشت درد بیکسی بے اثر اسقدر نہین — رشتۂ عمر خضر کو نالۂ نارسا سمجھ

خضر کی عمر کا رشتہ ایک نالۂ نارسا ہو ورنہ درد بیکسی کی وحشت اسقدر بے اثر نہین ہو سکتی

جس قدر کہ اُن کے رشتہ عمر مین بے اثری ہے جس کا کوئی حاصل ہی نہین اسی سے معلوم ہوتا ہو کہ ان کی عمر محض ایک نالۂ بے اثر ہے ورنہ تنہائی کے درد کی وحشت خدا نخواستہ اس قدر کیون بے اثر ہونے لگی تھی، اس کا پھر بھی کوئی نہ کوئی حاصل ہوتا ہے۔

شوق عنان گسل اگر درس جنون ہوس کرے ‏ ‏ جادۂ سیر دو جہان یک مژہ خواب پا سمجھ

اگر میرا شوق بیتاب درس جنون کی خواہش کرے تو ایک خواب پا مین دونون جہان کے جادہ کی سیر مخفی ہے۔ یا یہ کہ اگر میرا شوق بیتاب درس جنون لینا چاہے تو ایک پلک جھپکانے کی اس حالت مین جبکہ پاؤن سوجاتا ہو دونون جہان کی سیر کرسکتا ہے گویا وہی یک مژہ خواب پا اس کے لئے جادہ سیر دو جہان ہی۔ چونکہ حالت خواب مین مژہ جھپکانے کی ضرورت ہے لہذا خواب پا کے لئے بھی پلک کے جھپکانے کی ضرورت سمجھی گئی۔

گاہ بہ خلد امیدوار گہ بہ جحیم بیمناک ‏ ‏ گرچہ خدا کی یاد ہی کلفت ماسوا سمجھ

کبھی خلد کی امید ہوتی ہو اور کبھی دوزخ کا خوف ہوتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ خدا کی یاد مین بھی کلفت ماسوا شامل رہتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مومن کا ایمان خوف و رجا کے درمیان ہوا کرتا ہے۔

اے بہ سراب حسن خلق تشنۂ سعی امتحان ‏ ‏ شوق کو منفعل نہ کر ناز کو التجا سمجھ

اے وہ شخص کہ تو دوست کے حسن خلق کے دھوکے مین پڑا ہوا ہے اور سعی امتحان کا تشنہ ہو یعنی امتحان کی لایعنی تمنا مین مبتلا ہے کیون اپنے شوق کو شرمندہ کرتا ہو اس سے کوئی التجا کرنا بے سود اور بیکار ہی اور اگر تو یہی چاہتا ہو تو بس یہ کافی ہو کہ دوست کے ناز ہی کو اپنی التجا سمجھ لے باقی بے سود ہی۔

شوخی حسن و عشق ہے آئینہ دار ہمدگر ‏ ‏ خار کو بے نیام جان ہم کو برہنہ پا سمجھ

یہ سمجھ لے کہ حسن اور عشق کی شوخی ایک دوسرے کی خدمت گزار اور آئینہ دار ہی مین

نزدہ اس سے غافل نہ یہ اُس سے لہذا جہان تجھے کوئی خار نظر آئے؛ ہان اُس خار کو تیغ برہنہ سمجھ لے اور ہمارے متعلق یہی خیال کر لے کہ ہم بھی رہین برہنہ پا موجود ہین کیونکہ ربط عشق و حسن اسی کا متقاضی ہے۔

نغمۂ بیدلی اسد ساز فسانگی نہین بسمل درد خفتہ ہو گریۂ ماجرا سمجھ

اے اسد نغمہ بیدل یعنی کلام بیدل کوئی کہانی نہین ہی یا کہانی کا کوئی سامان نہین ہی بلکہ تجھے پہلے اُس درد پنہان کو دیکھنا چاہئے جو اس مین پوشیدہ ہی اسی سے بسمل ہو جا اور اُن کے کلام کو نوحہ حال سمجھ تب اُس سے لذت اندوز ہوگا

دوسرے معنی یہ ہین کہ اے اسد زمانہ بیدلی کے مضمون کو ساز فسانگی نہ جان اور انھین قصہ کہانی نہ سمجھ بلکہ یہ ایک درد خفتہ ہے اور گریہ ماجرا ہے اس سے سبق لے اور اس سے بسمل ہو جا۔

کلفت ربط این و آن غفلت مدعا سمجھ شوق کرے جو سر گران محمل خواب پا سمجھ

این و آن - ما و شما - ایرا غیرا کی دوستی اور ربط کی خاطر جو کچھ تو تکلیف اٹھاتا ہی اس کو اپنے مدعا کی غفلت سمجھ - اور کہین آنے جانے کی زحمت بیجا گوارا نہ کر بلکہ اگر شوق تجکو سر گران کرے تو اس سر گرانی کو یہ سمجھ لے کہ خواب پا کا محمل آیا ہی یعنی اس کو خواب پا سمجھ اور خیال کر لے کہ تیرا پاؤن خواب اور آرام کا طلب گار ہی اور اس تمنائے لایعنی سے تجکو روکنا چاہتا ہے۔

جلوہ نہین ہی درد سر آئینہ صندلی نہ کر عکس کجا و کو نظر نقش کو مدعا سمجھ

آئینہ کے صندلی چوکھٹے کو آئینہ کی پیشانی پر صندل لگانے سے تعبیر کر کے کہتے ہین کہ آخر آئینہ پر صندل کیون لگاتا ہے اس مین تیرا جلوہ پڑتا ہے تو جلوہ تو جلوہ ہی یہ کوئی درد سر نہین ہی - عکس کہان رکھا ہی اور نظر کہان ہے یہ سب نقوش آئینہ کے لئے نقش مدعا ہین لہذا تیری یہ فکر کہ تو اس کو صندلی کرتا ہی بیکار ہی۔

ہی خط عجز ناو تواں درس آرزو ہی یہ سیاق گفتگو کچھ نہ سمجھ فنا سمجھ

آرزو کا پہلا درس عاجزی ہی ہے یعنی کوئی آرزو کرتے ہی عجز پیدا ہوتا ہو۔ گویا یہاں کی گفتگو کا سیاق سباق ہی یہ ہو کہ تمام چیزوں کو ہیچ اور لاشے تصور کر لیا جائے اور ماسوائے خدا کسی شے کو کچھ نہ سمجھا جائے۔

چربی پہلوئے خیال رزق دو عالم احتمال کل ہی جو وعدہ وصال آج بھی ایخدا سمجھ

پہلوئے خیال اس قدر چرب ہوتا ہی کہ دونوں عالم کو اپنے اندر جذب کرنے کی قدرت اس میں موجود ہی اے میرے خدا جو وعدہ وصال کل کے لئے ہے اس کو آج بھی سمجھ لے خیال آج کو کل اور کل کو آج بنا سکتا ہے۔

دوسرے معنی یہ ہیں جو بہت ہی قرین قیاس و عقل ہیں کہ گو پہلوے خیال نہایت چرب اور قوی ہے اور ہمارا یہ خیال ہو کہ کل وصل ضرور ہوگا۔ مگر احتمالات اتنے ہیں کہ پہلوے خیال کی چربی اُن کے سامنے کچھ بھی نہیں ہو۔ وہ اس کو نوالہ کئے لیتے ہیں اور کھائے جاتے ہیں لہٰذا اے میرے خدا کل کے لئے جو وعدہ وصال اٹھا رکھا ہے اسی کو آج بھی سمجھ لے تاکہ احتمالات کے جھگڑوں سے میں پہلوے خیال کو بچالوں۔

نے سر و برگ آرزو نے رہ و رسم گفتگو اے دل و جان خلق تو ہمکو بھی آشنا سمجھ

نہ ہمارے لئے کوئی سامان آرزو مہیا کیا جاتا ہو نہ ہم سے گفتگو کی رسم و راہ ہوے دنیا کے دل و جان بننے والے دنیا کی دلی مدعا کو پورا کرنے والے تو ہم کو آشنا سمجھ۔ ہم بھی تیرے چاہنے والوں میں ہیں ہم بھی تیرا خیال رکھتے ہیں لہٰذا کچھ نہ کچھ ہمارا بھی خیال چاہیئے۔

غیر مطبوعہ پوچھ حال اس انداز اس عتاب کیساتھ لبوں پہ جان بھی آجائیگی جواب کیسا تھ

مدتوں کے بعد کسی تغافل شعار نے حال دل پوچھا ہو مگر نہایت غصہ کے لہجہ میں اور نہایت بری طرح اسی پر ایک آرزومند پرسش حال کہتا ہو کہ خدا کے لئے حال پوچھ

مگر اس غصہ کے لہجہ مین نہ پوچھ اس قدر رنجیدہ بنا کر نہ پوچھ اس قدر عتاب نہ کر کہین ایسا نہو کہ جواب کے ساتھ ہی ساتھ میری جان بھی لبون پر آ جائے۔

مجھے بھی تا کہ تمنا سے ہو نہ مایوسی　　ملو رقیب سے لیکن ذرا حجاب کیساتھ

کوئی ستم شعار رقیب سے بھی نہین ملتا اور اس سے بھی اسی طرح کشیدہ ہے جیسے کہ غالب سے اسی پر غالب کہتے ہین کہ یہ انداز اور یہ تغافل تو اتنا ہمت شکن ثابت ہو رہا ہے کہ مین بھی مایوس تمنا ہوتا جاتا ہون اور جو آرزوئین ہین وہ سب ختم ہو رہی ہین ایسی حالت مین اپنی چھاتی پر پتھر رکھ کر رقیب کی سفارش کرتے اور کہتے ہین کہ اس سے ملو تاکہ مجھے قطعی مایوسی نہو جائے مگر ذرا حجاب کے ساتھ ملو ورنہ اگر تم قطعاً اسی کے ہو کر رہ گئے تو وہ بھی میری مایوسی کا سبب ہوگا۔

نہو بہرزہ روادار سعی بیہودہ　　کہ دور عیش ہے مانا خیال و خواب کیساتھ

کیا بے فائدہ کوشش کر رہا ہے اور کیا بیکار عیش و راحت کی تمنا مین مشغول ہے اسے چھوڑ اگر عیش و آرام میسر ہوا بھی تو کیا ہے۔ زمانہ عیش کی ہستی بس اتنی ہی ہے جیسے خیال و خواب کی نہ ان کو قیام ہے اور نہ اس عیش و آرام کو ثبات ہے۔

بہر نمط غم دل باعث مسرت ہے　　نموئے حسرت دل ہے ترے شباب کیساتھ

اگرچہ مین غم دل مین مبتلا ہون مگر بہر طور میرا یہ غم دل میرے لئے باعث مسرت ہے کیونکہ جس قدر ترا شباب ترقی کر رہا ہے اسی قدر میری حسرت دل بڑھ رہی ہے تو گویا اسکا نمو اس کے ساتھ اور اس کی ترقی اس کے ساتھ لازم و ملزوم ہو گئی ہے۔

پہلا مصرع اصل مین بالکل شکستہ حالت مین ہے پڑھا نہین جاتا۔　　سکون دل کو تعلق ہے اضطراب کیساتھ

لگاؤ اسکا ہے باعث قیام ہستی کا　　ہوا کو لاگ بھی ہے کچھ مگر حباب کیساتھ

ہوا پانی مین ایک گرہ لگا دیتی ہے اسی سے بلبلا بنتا ہے اور ہوا ہی بلبلے کو فنا کرتی ہے

شعر کا مطلب ان دونون باتون کو سمجھنے کے بعد کچھ دشوار نہین رہتا۔

ہزار حیف کہ اتنا نہین کوئی غالب
جو جاگنے کو ملادیوے آکے خواب کیساتھ

عاشق شب فراق مین بے قرار ہے ادہر رات کی تاریکی ہے درازی ہے اور ادہر کرب ہے بے قراری ہے نہ دل مین قرار ہے نہ آنکھون مین نیند ہے چارون طرف سے ہزارون رنجون اور پریشانیون کا سامنا ہے اس وقت گھبراتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاے زمانہ بھرا ہوا ہے تو ہوا کرے اس سے کیا حاصل ہے کیا فائدہ میرے درد دل کی داد دینے والا کوئی نہین۔ میری بیداری کو نیند کے ساتھ کوئی نہین ملاسکتا۔ یہ نہایت ہی عمدہ شعر کہا ہے نہایت گہرا خیال ہے۔

ردیف (ی)

دل ہی نہین کہ منت دربان اٹھائیے
کس کو وفا کا سلسلہ جنبان اٹھائیے

پہلے در دلدار پر جاکر دربانون کے نازنخرے اس لئے برداشت کرتے تھے کہ دل مجبور کرتا تھا مگر اب بدقسمتی سے دل ہی نہین ہی پھر آخر دربانون کے غمزے کیون اٹھائین اور کس کو وفا کا سلسلہ جنبان ٹھہرائین۔

تاچند داغ بیٹھئے نقصان اٹھائیے
اب چارسوے عشق سے دوکان اٹھائیے

کہان تک داغ ہوکر بیٹھے ہوے نقصان اٹھایا کرین بہتر یہ ہے کہ عشق کے اطراف سے اپنی دوکان بڑہادین اور اس حد مین قدم ہی نہ رکھین۔

ہستی فریب نامۂ موج سراب ہے
یک عمر ناز شوخی عنوان اٹھائیے

جس کو ہستی سمجھ رہی ہو وہ ایک فریب نامہ ہے موج سراب کا یعنی اس خط فریب آلود مین دھوکہ ہی دھوکہ ہے اور اصل مین کچھ بھی نہین جیسے کہ موج سراب صرف

دہوکے کی ٹٹی ہوتی ہے۔ایسے ہی ہستی بھی ہے اس موج سراب مین جو ایک فریب نامہ سے
مشابہ ہے صرف عنوان ہی عنوان ہے (موجِ سراب کو عنوان کہا گیا ہے) عمر بھر اسی
عنوان کے پھیر مین پڑے رہے۔

ضبطِ جنون سے ہر سرِ مو ہے ترانہ خیز
یک نالہ بیٹھے بیٹھے تو نیستان اٹھایئے

جنون کے ضبط کرنے سے میرے جسم کے ہر بال سے ایک ترانہ نکل رہا ہے اور یہ کیفیت
ہو گئی ہو کہ اگر تھوڑی دیر بیٹھے تو ایک نیستان کی کیفیت آ جائے گی۔

طرزِ خراش نالہ سرِ شک نمک اثر
لطف کرم بدولت مہمان اٹھایئے

اشک نمک اثر طرزِ خراش نالہ کی بدولت ہین ایسی حالت مین گویا یہ لطف و کرم
مہمان کی وجہ سے اٹھا رہے ہین۔ اور یہان مہمان سے مراد نالہ ہے۔

کیا پوچھے ہو بر خود غلطی ہائے عزیزان
خواری کو بھی اک عار ہو عالی نسبون سے

جو عالی نسب واقع ہوے ہین ان عزیزون کی غلطیان کیا پوچھتا ہے حقیقت یہ ہے
کہ ان سے خواری کو بھی عار ہو وہ بھی ان کے پاس نہین آتی۔

گو تم کو رضا جوئی اغیار ہے لیکن
جاتی ہو ملاقات کب ایسے سببون سے

ہر چند کہ تم غیر کے ہو کر رہ گئے ہو اور شب و روز اسی کی رضا جوئی مین مصروف
رہتے ہو اور اس سے سمجھتے ہو کہ مین اب تمھاری محبت کو ترک کر دون گا مگر یہ صرف تمھارا
خیال ہے۔ محبت ایسی بلا ہے جو رشک پر غالب ہے۔ میری ملاقات ایسے سببون سے ترک
نہین ہو سکتی۔ حکیم مومن خان کہتے ہین ؎

مومن
لے شب وصل غیر بھی کاٹی
تو مجھے آزمائے گا کب تک

داغ
عدو کے ساتھ ہی آئین وہ خیر وقت اخیر
وہ اب کرینگے گوارا جو عمر بھر نہ گیا

مت پوچھ اسد وعدۂ کم فرصتی زیست
دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعبون سے

اے اسد کم فرصتی زیست کے وعدہ کی کیفیت کیا پوچھتا ہے۔ بس کچھ نہ پوچھ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے یہ زندگی کے دو دن بھی قیامت کے رنج و غم اٹھا اٹھا کر گزارے ہین۔

مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق مین سوچا ہے
کہین ہو جائے جلد اے گردش گردون دون وہ بھی

اے گردش زمانہ جو تو نے میرے حق مین سوچا ہے اور جس درجہ پر تو مجکو پہونچانا چاہتی ہے وہ بھی معلوم ہے خیر یہ سب کچھ مجھے گوارا ہے اور اب میرے لئے وہ کوئی نئی بات نہین ہے خدا کرے وہ بھی جلد ہو جائے اور اس تکلیف بیم ورجا سے نجات پاؤن۔

بے تکلف در بلا بودن بہ از بیم بلاست

نظر راحت پہ میری کر نہ وعدہ شب کے آنیکا
کہ میری خواب بندی کیلئے ہوگا فسون وہ بھی

للہ میری راحت کو برباد نہ کر مجھ سے شب کے آنے کا وعدہ نہ کر تیرا یہ وعدہ میری خواب بندی کا منتر ہو جائے گا اور مجھے شب بھر نیند نہ آئے گی مین پریشان رہون گا۔

صد رنگ گل کترنا در پردہ قتل کرنا
تیغ ادا نہین ہے پابند بے نیامی

تیغ ناز سو سو طرح کے گل کھلاتی ہے اور پردہ مین رہ کر قتل کرتی ہے اُسکے واسطے کچھ اس بات کی ضرورت نہین ہے کہ وہ بے نیام ہو تب کوئی کام کر سکے بلکہ وہ پردہ مین رہ کر یہ قیامت ڈہاتی ہے۔

طرف سخن نہین ہے مجھ سے خدا نکردہ
ہے نامہ بر کو اس سے دعوائے ہم کلامی

خدانخواستہ وہ مجھ سے بالمقابل ہو کر بات نہین کرتا بلکہ میرے قاصد کو اس سے البتہ ہم کلامی کا دعویٰ ہے۔

طاقت فسانۂ باد اندیشہ شعلہ ایجاد
اے غم ہنوز آتش اے دل ہنوز خامی

حالت یہ ہے کہ طاقت ایک افسانہ باد ہو گئی یعنی طاقت طاق ہو گئی اندیشہ اور فکر مین بجلیون کا عالم پیدا ہو گیا تو کیا اے غم اب تک تجھے آگ کی ضرورت ہے اور اے دل کیا اب تک تجھ مین خامی باقی ہو۔

ہر چند عمر گزری آزردگی مین لیکن ہے شرح شوق کو بھی جون شکوہ ناتمامی

اگرچہ رنج و غم مین عمر گزر گئی ہے مگر شرح شوق ہنوز اس طرح ناتمام ہو جیسے کہ شکوہ ناتمام ہے غرضکہ نہ شکوۂ غم میرا پورا ہوا نہ شوق کی طرح عمر پوری ہو سکی۔ اور عمر آزردہ رہتے رہتے ختم ہو گئی۔

ہے یاس مین اسد کو ساقی سے بھی فراغت دریا سے خشک گزرے مستون کی تشنہ کامی

ناامیدی مین اسد کو ساقی کی بھی ضرورت نہین رہی اور اس سے بھی فارغ ہو گیا گویا مستون کی تشنہ کامی دریا سے خشک گزر گئی۔

دہلی کے رہنے والو اسد کو ستاؤ مت بیچارہ چند روز کا یہان میہمان ہے

مرزا کا اصلی مولد و مسکن آگرہ تھا اسی بنا پر فرماتے ہین کہ اے دلی کے رہنے والو غریب اسد کو کیون ستا رہے ہو اس کو پریشان نہ کرو غریب ہو مسافر ہو چند روز کا مہمان ہے پھر تم کہان یہ کہان۔

گر مصیبت تھی تو غربت مین اٹھا لیتے اسد میری دہلی ہی مین ہونی تھی یہ خواری ہائے

اے اسد اگر مصیبت تھی تو پردیس مین اٹھا لیتے کوئی نہ جانتا اور کسی کو نہ معلوم ہوتا مگر بڑی مصیبت یہ ہے کہ یہ وطن مین یعنی دلی مین خوار ہوا۔ افسوس افسوس۔ مرزا نے اس خیال کو یون بھی لکھا ہے ؎

مجکو دیار غیر مین مارا وطن سے دور
رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم

دوسرے شعرا نے بھی اس خیال کو بہت ہی لطیف پیرایے مین لکھا ہے۔

کیا غم ہی اس کو جسکا علی سا امام ہو   اتنا بھی اے فلک زدہ کیون بے حواس ہے

بالکل صاف شعر ہے چونکہ مروجہ دیوان کی غزل مین سے ایک یہی شعر رہ گیا تھا لہذا لکھدیا گیا۔

پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسد   دل وقف درد کر کہ فقیرون کا مال ہے

اے اسد رنج و غم سے پہلو تہی نہ کر اور دل کو نہ بچا بلکہ اس کو درد کے لئے وقف کرنے کیونکہ یہ مال فقیرون کا ہے اور وقف کسی کی ملک نہین ہوتا یعنی جہان تک ممکن ہو رنج و غم دو دل کی ہستی اسی لئے ہے۔

نظر بہ نقص گدایان کمال بے ادبی ہی   کہ خار خشک کو بھی دعوے چمن نسبی ہے

فقیرون کے عیوب پر نظر کرنا عین بے ادبی ہی اس واسطے کہ خار خشک اگرچہ بذاتہ کچھ بھی نہین مگر اس کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ مین نے بھی چمن ہی مین نشو و نما پائی تھی اور چمن سے میرا سلسلہ قرابت ہی اسی طرح فقیر بھی خدا کے بندے ہین ان کو برا سمجھنا اور برا کہنا سزاوار نہین ہی

ہوا وصال سے شوق دل حریص زیادہ   لب قدح پہ کف بادہ جوش تشنہ لبی ہے

وصل ہونے کے بعد دل حریص کا شوق اور زیادہ ہو گیا گویا کہ پیالہ جس کا شراب سے وصل ہو گیا اس کے جھاگ اس کے جوش تشنہ لبی کی دلیل ہین مطلب یہ ہی کہ وصل کے بعد بھی عاشق کا جوش و خروش کم نہین ہوتا بلکہ وہ اور بڑھتا یا بدستور قائم رہتا ہی اسی خیال کو ایک جگہ یون ظاہر کیا ہے ؎

گر ترے دل مین ہو خیال وصل مین شوق کا زوال
موج محیط آب مین مارے ہی دست و پا کہ یون

خوشا وہ دل کہ سراپا طلسم بے خبری ہو   جنون و یاس و الم رزق مدعا طلبی ہے

وہ دل بڑا اچھا ہے جو سراسر بے خبری کا طلسم بنا ہوا ہو نہ اسے کسی راحت کا احساس ہو اور نہ مسرت کا یہ جنون اور ناامیدی دراصل مدعا طلبی کے حیلے بہانے ہین جب تک کہ یہ

دل مین موجود ہین اُس وقت تک عشق کا کمال نہین ہوسکتا۔

چمن مین کس کی یہ برہم ہوئی ہو بزم تماشا — کہ برگ برگ سمن شیشہ ریزہ حلبی ہے

چمن مین چمبیلی کے پھولون کی پتیان دیکھ کر خیال پیدا ہوتا ہو کہ یہ شیشہ کے ٹکڑے ہین اس کے بعد یہ گمان پیدا ہوتا ہو کہ یہ ٹکڑے شیشہ شراب کے ہین اسپر حیرت واستعجاب کے عالم مین خیال آتا ہو کہ اے میرے خدا یہ کس کی محفل برہم ہوگئی ہے کہ شیشون کے ریزے پڑے ہوے ہین - قاعدہ ہو کہ بعد شراب پینے کے یا محفل برہم ہونے کے شیشہ شراب کے ٹکڑے پڑے رہ جاتے ہین جنھین شرابی حالت نشہ مین پھینک دیا کرتے ہین اسی سے بزم تماشا کی برہمی کا خیال آیا ہو۔

امام ظاہر و باطن امیر صورت و معنی — علی ولی اللہ جانشین نبی ہے

یہ شعر بھی عقائد کے متعلق ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مدح مین کہا گیا ہے۔

ظاہر ہو طرز قید سے صیاد کی غرض — جو دانہ دام مین ہو سو اشک کباب ہے

صیاد نے جس صورت سے ہم کو قید رکھا اسی سے اس کی غرض ظاہر ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ دام مین جو دانہ ہم دیکھ رہے ہین وہ اس اشک کی صورت مین ہی جو حالت برشتگی مین کباب سے نکلتا ہے یعنی معلوم ہوتا ہے کہ سیکڑون ہمارے ہم جلیس اس قید مین پڑے ہین اور کباب ہو کر رہ گئے ہین جن کے اشک ابتک موجود ہین گمان غالب ہے کہ یہی معاملہ ہمارے ساتھ پیش آئے گا اور ہمارے اس طرح سے قید کرنے کی غایت یہی ہی۔

بے چشم دل نہ کر ہوس سیر لالہ زار — یعنی یہ ہر ورق ورق انتخاب ہے

جب تک کہ چشم دل بینا نہو اس وقت تک لالہ زار کی سیر کی تمنا نہ کر یہ سمجھ لے کہ چمن کا ہر ورق ایک ورق انتخاب ہی۔ اس کو بچشم دل دیکھ۔

ہی پیچ وتاب رشتۂ شمع سحرگہی　　　خجلت گدازی نفس نارسا مجھے

میرا ہر نفس نارسا میرے واسطے ایسا ہوگیا ہی جیسے کہ شمع کی بتی کو صبح کے وقت ایک پیچ وتاب ہوتا ہی نفس کی تشبیہ رشتہ شمع سحرگہی کے پیچ وتاب سے نہایت بدیع ہی-

وان رنگہا بہ پردۂ تدبیر ہین ہنوز　　　یان شعلۂ چراغ ہی برگ حنا مجھے

وہان پردہ تدبیر مین رنگینیان کی جارہی ہین اور یہان یہ حالت ہی کہ چراغ کے شعلہ کا مجھے برگ حنا پر گمان ہوتا ہے یعنی کسی تدبیر کی ضرورت نہین ہے اور ہر تدبیر میرے لئے اُلٹی ہو رہی ہے-

پرواز ہانیاز تماشائے حسن دوست　　　بال کشادہ ہے نگہ آشنا مجھے

حسن دوست کے لئے پرواز بطور نیاز پیش کئے جاتے ہین اس لئے میری نگہ آشنا جو اُسکے نظارہ سے کامیاب ہی میرے واسطے بازوے کشادہ کا کام دیتے ہین-

از خود گزشتگی مین خموشی پہ حرف ہے　　　موج غبار سرمہ ہوئی ہی صدا مجھے

میری از خود رفتگی اور از خود گزشتگی سے دنیا میری خموشی کے مطلب کو سمجھ گئی اور اس لئے میری خموشی پر الزام آگیا- یعنی سکوت داستان خوان مصیبت بن گیا- اسی لئے موج غبار سرمہ جو خموشی ہے وہ میرے لئے صدا بن گئی ہے-

تا چند پست فطرتی طبع آرزو　　　یارب ملے بلندی دست دعا مجھے

اے خدا آرزو کی پست فطرتی طبع کا مین کب تک اور کہان تک متحمل ہون اب تو میرے خیالات کو ایسی بلندی عطا کر کہ جیسے دست دعا کو عطا کی ہے آرزو خود پست فطرت ہے یا آرزو کا پیدا کرنا پست فطرتی ہے اس واسطے مین نہین چاہتا کہ اب میرا اس سے سابقہ رہے-

یکبار امتحان ہوس بھی ضرور ہے — اے جوش عشق بادہ مرد آزما مجھے

اے جوش عشق تو مجھے بوالہوس تو ضرور قرار دیتا ہے اور جب مین تجھ سے طلب بادہ کرتا ہون تو یہ کہکر ٹال دیتا ہی کہ کچھ نہین یہ صرف ہوس ہی - مگر خیر ایک مرتبہ اس ہوس کا امتحان تو کرلے ذرا آزما کر تو دیکھ کہ میری ہوس کا درجہ بھی تو دیکھ لے -

مین نے جنون سے کی جو اسد التماس رنگ — خون جگر مین ایک ہی غوطہ دیا مجھے

اے اسد مین نے جنون سے جو رنگ کے لئے التماس اور تمنا کی تو اُس نے مجکو خون جگر مین ایک غوطہ دیا - رنگ سے تنوع معنی پیدا ہوتا ہی نہ معلوم یہ چاہا تہا کہ مجھے بھی کوئی رنگ عنایت کر - نہ معلوم یہ خواہش تھی کہ میرا رنگ رفتہ مجھے واپس کر - بہرحال رنگ کے معنی کوئی خاص مقرر نہین کرسکتے - اس کا خون جگر مین غوطہ دینا بھی نہایت لطیف ہے ہوسکتا ہے کہ اس نے مجھے یہ رنگ عنایت کیا اور ہوسکتا ہی کہ سزا دی -

کہون کیا گرمجوشی میکشی مین شعلہ رویان کی — کہ شمع خانۂ دل آتش مے سے فروزان کی

کیا پوچھتے ہو اس گرمجوشی کا حال جو شعلہ رویون نے حالت میکشی مین ظاہر کی یہ گرمجوشی اتنی بڑہی ہوئی تھی کہ دل کی آگ کو شراب کی آگ سے روشن کیا اور یہ انتہا گرمجوشی ہے اس شعر مین بھی دل کی آگ روشن کرنا دونون طرف منسوب ہوسکتا ہے یا یہ کہ ہماری آتش شوق کو بھڑکا دیا - یا یہ کہ اپنی دل کی شمع کو جلا دیا - میرے نزدیک قوی امکان آتش عشق کا بھڑکانا ہے اور موخر الذکر معنی مین صرف ایک مناسبت شعلہ رویون کی ہی باقی کچھ نہین -

ہمیشہ مجکو طفلی مین بھی مشق تیرہ روزی تھی — سیاہی ہے مرے ایام مین لوح دبستان کی

مین وہ بدنصیب ہون کہ بچپن ہی سے تیرہ روزی کی مشق کرتا رہا ہون اور میرے ایام کی تیرگی اور سیاہی وہ ہی جو لوح مشق پر مکتب مین میرے مشق مین صرف ہوتی تھی اس سے مطلب صرف اتنا نکلتا ہی کہ مین بدنصیب ازلی یا بدقسمت فطری ہون -

دریغ آہ سحرگہ کار باد صبح کرتی ہے　　کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شعلہ رویان کی

افسوس کہ میری آہ گرم سحر بھی شعلہ رویوں کے دل میں کوئی گرم جوشی پیدا نہیں کرتی بلکہ اس میں بھی نسیم صبح کا اثر ہے ان پر ان شمع رویوں میں اور سرد مہری کا اثر پیدا کرتی ہے

مجھے اپنے جنون کی بے تکلف پردہ داری تھی　　ولیکن کیا کروں آوے جو رسوائی گریبان کی

میں بے تکلف اپنے جنون کی پردہ داری کر رہا تھا مگر کیا کیا جائے گریبان کے رسوا ہونے کی نوبت آئی اور اسی سے مجھے بھی رسوا ہونا پڑا۔

ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں　　کہ جوہر آئینہ کا ہر پلک ہے چشم حیران کی

میں نے حیرت آزمائی میں ایک ہنر پیدا کیا ہے میری چشم حیران کی ہر پلک آئینہ کا جوہر بن گئی ہے اور یہی ہنر ہے چشم حیران بمنزلہ آئینہ کے ہے اور مژگان جوہر کی طرح ہیں۔

خدایا کس قدر اہل نظر نے خاک چھانی ہے　　کہ ہیں صد رخنہ جون غربال دیوارین گلستان کی

خدایا اہل نظر کہاں کہاں خاک چھانتے پھرا کئے ہیں اور انہوں نے سیر گلستان میں کتنی خاک اڑائی ہے کہ باغ کی دیوارین چھلنی ہوگئی ہیں جو ان کی کاوش نظر کا پتہ دے رہی ہیں۔

ہوا شرم تہیدستی سے وہ بھی سرنگون آخر　　بس اے زخم جگر اب دیکھ لی شورش نمکدان کی

تہیدستی کی شرم سے وہ بھی سرنگون ہوگیا اور اس نے بھی گردن جھکا لی اے زخم جگر بس نمکدان کی شیخی دیکھ لی کہ یا تو ان شورا شوری یا بایں بے نمکی۔ یعنی ہمارے زخم پر اس قدر نمک چھڑکا گیا کہ وہ عاجز ہوکر سرنگون ہوگیا۔

بیاد گرمی صحبت برنگ شعلہ دہکے ہے　　چھپاؤں کیونکہ غالب سوزشیں داغ نمایاں کی

داغ دل صحبت ہائے گزشتہ کی یاد میں برابر شعلہ کی مانند دہکتا رہتا ہے اے غالب میں

اپنے زخم کی سوزش نہیں کیونکر چھپاؤں اور کیسے پوشیدہ رکھوں وہ چھپنے کے قابل ہی نہیں ہے دیکھنے والے دیکھ کر ہی اس کی حالت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔

نہ کھینچ اے سعی دستِ نارسا زلفِ تمنا کو ۔ پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی

اے دست نارسا کی کوشش کیوں بیکار زلف تمنا کے نقش بنا رہی ہے تجھ سے یہ بن نہیں سکتے کیا تجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ مانی ایسا چابک دست بھی اتنا عاجز ہے کہ موئے قلم سے زیادہ اس کی تدبیر اس جگہ بیکار اور پریشان ہوتی ہے موئے قلم سے وہ بال مراد ہیں جو مصوروں کے مو قلم میں ہوتے ہیں۔

اسد کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے ۔ فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی

موج ہستی نے اسد کو بوریے میں رکھ کر پھونک دیا اس شعر میں موج ہستی کو بلحاظ موج بوریا کہا گیا ہے یعنی اسد کو خود اسی کی ہستی نے تباہ و برباد کر دیا اس وجہ سے کہ وہ موج ہستی مشابہ ہے بوریا سے لہذا اسد کو بھی فقیر کہہ سکتے ہیں مگر موج ہستی کا اس طرح پھونکنا پتہ دیتا ہے کہ اس میں نوجوانی کی شرارت باقی ہے شرارت اور پھونکنے میں بوجہ شرر ایک مناسبت لفظی و معنوی موجود ہے نوجوانی کی شرارت سوز عشق ہے۔

بجز دیوانگی ہوتا نہ انجام خود آرائی ۔ اگر پیدا نہ کرتا آئینہ زنجیر جوہر کی

خود آرائی کا انجام دیوانگی ہوتا ہے مگر آئینہ نے جوہر سے ایک زنجیر تیار کر رکھی ہے جو اس جنون اور اس وحشت کی روک تھام کئے ہوئے ہے۔

غرورِ لطفِ ساقی نشۂ بیباکی مستاں ۔ نم دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی

لطف ساقی کے غرور نے مستوں پر بیباکی کا ایک نشہ چڑھا دیا ہے اور ان کو بیباک بنا دیا ہے اب حالت یہ ہے کہ وہ طراوت موج کوثر کو صرف دامان عصیاں کی نمی سمجھتے ہیں یعنی کوثر کوئی چیز ہی نہیں ہمارے دامان ترکی نمی ہے یہ غرور اور یہ سمجھنا نتیجہ ہے ساقی کے لطف کا۔ ایسا ہی یہ شعر میر درد کا ہے

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہل ہوس شاید — یہ جانا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی

اہل ہوس عاریتاً مجھ سے میرے دل کی تمنا رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ منگا ہوا اپنا دل میں اُن کو دیدوں تو وہ سمندر کی دعوت میں ہو آئیں۔ سمندر اگر یہاں اُس کیڑے سے مراد ہے جسے بتایا جاتا ہے کہ آگ میں پیدا ہوتا ہو تو دل کی ضرورت بلحاظ اس کی سوزناکی کے ہو اور اگر سمندر سے مراد دریا ہو تو دریا دلی کی وجہ سے دل کی ضرورت ہو مگر پہلا خیال زیادہ قرین قیاس اور درست ہو۔

اسد خراب بخشیدن دریا خضر کو کیا تھا — ڈبوتا چشمۂ حیوان میں گر کشتی سکندر کی

اے اسد سوائے اس کے کہ دریا کا تھوڑا سا پانی خرچ ہو جاتا اور خضر کا کیا بگڑتا تا اگر سکندر کی کشتی چشمۂ حیوان میں ڈبو دیتا یعنی جب کشتی ہی ڈبونا تھی تو آب حیوان میں کشتی ڈبوتا۔ یہاں بھی لفظ کشتی میں ایک ایہامی لطف ہے۔

ہوا ہی مانع عاشق نوازی ناز خود بینی — تکلف برطرف آئینۂ تمیز حائل ہے

معشوق کی خودی اور خود بینی کا ناز عاشق نوازی کا مانع ہو گیا ہو اور آئینۂ تمیز درمیان میں حائل ہو یعنی اس کا یہ سمجھ لینا کہ یہ عاشق ہو اور اس سے ناز پیدا ہونا ایک آئینہ حائل کا کام دے رہا ہے۔

بہ سیل اشک لخت دل ہی دامنگیر مژگاں کا — غریق بحر جویائے خس و خاشاک ساحل ہے

آنسوؤں کی سیل میں جو دل کے ٹکڑے بہے ہوئے چلے آتے ہیں وہ پلکوں کا دامن پکڑتے ہیں۔ گویا کہ ڈوبنے والے تنکے کا سہارا ڈھونڈھ رہے ہیں۔

یہاں ہو یاں تک اشکوں میں غبار کلفت خاطر — کہ چشم تر میں ہر اک پارۂ دل پا در گل ہے

اشکون کے ساتھ اس قدر میرے دل کا غبار کلفت نکلا ہی کہ میری آنکھ سے ہر ایک وہ دل کا ٹکڑا جو رونے مین آنکھون تک آیا ہے کیچڑ مین پھنسا ہوا ہے یعنی ادہر غبار کلفت اور ادُہر آب اشک یہ دونون مل کر خاصی کیچڑ ہوگئی ہی۔

نکلتی ہی تپش مین بسملونکی برق کی شوخی غرض اب تک خیال گرمی رفتار قاتل ہی

برق کی شوخی جو بیتاب نکلتی ہی وہ بسملون کی تپش کے انداز مین نکلتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس وقت تک بسملون کو گرمی رفتار قاتل کا خیال لگا ہوا ہی

رنگ نے گل سے دم عرض پریشانی بزم برگ گل ریزہ مینا کی نشانی مانگے

حال پریشانی بزم کے اظہار کے وقت رنگ نے پھولون سے انکی پتیان مانگ لین تاکہ اس سے شیشہ کے اُن ٹکڑون کا جو محفل مین ٹوٹنے کے بعد پڑے رہ جاتے ہین نقشہ کھینچکر اہل محفل کو دکھاے۔ رنگ سے مراد رنگ گل یعنی گل جو پھولون کی پتیون پر ہی وہ، یہ پتیان لیکر اُن ٹوٹے ہوے میناے مے کے ٹکڑون کی تصویر دکھا رہا ہے جو پریشانی بزم عشرت کے وقت بزم مین پاے جاتے ہین۔

آمد خط سے نہ کر خندۂ شیرین کہ مباد چشم مور آئینۂ دل نگرانی مانگے

آمد خط کی وجہ سے خندۂ شیرین نہ کر کہین ایسا نہو کہ چشم مور بھی آئینہ دل نگرانی طلب کرنے لگے یعنی خط کے حسن پر تیرا خوش ہونا اس بات کا خوف دلاتا ہی کہ چشم مور بھی جو کسی قابل نہین آئینہ دل نگرانی کیلیے طلب کرے چشم مور سے مراد یہی سبزۂ خط ہی۔

ہون گرفتار کمین گاہ تغافل کہ جہان خواب صیاد سے پرواز گرانی مانگے

مین اس کمین گاہ تغافل مین جاکر گرفتار ہوا ہون جہان پرواز خواب صیاد سے گرانی مانگ کر آرام یا ماندگی کی تمنا مین رہتا ہی پھر اس کمین گاہ کی سختی کی حالت ہی پوچھنا بیکار ہے جہان پرواز بھی آرام کا متدعی اور طلبگار ہی۔

وحشت شور تماشا ہی کہ جون نکہت گل نمک زخم جگر بال فشانی مانگے

شور تماشا کی وہ وحشت ہی کہ زخم سی جو گل کی طرح ہو نمک زخم نگہت گل کی مانند اُڑا جاتا ہے۔

وہ تپ عشق تمنا ہی کہ جون رشتہ شمع   شعلہ تا نبض جگر ریشہ دوانی مانگے

مجھے اس تپ عشق کی خواہش ہی کہ جس مین یہ خاصیت ہو کہ شعلہ غم نبض جگر تک ریشہ دوانی کرتا چلا کرے۔ جیسے کہ رشتہ شمع کے سوز کی ریشہ دوانی اس کی انتہا تک ہوا کرتی ہے۔

گر ملے حضرت بیدل کا خط لوح مزار   اسد آئینہ پرواز معانی مانگے

اگر حضرت بیدل کا لوح مزار کہین مل جاے تو اسد اُسی سے آرایش معانی کے لئے آئینہ مانگے یعنی اسی سے اکتساب فیض کرے۔

سر نشہ گردش اگر کیفیت افزا ہو   نہان ہر گردباد دشت مین جام سفائی ہے

اگر نشہ گردش کا سرور کوئی کیفیت پیدا کرے تو پھر جنگل کے ہر بگولے مین ایک جام سفائی نظر آے کیونکہ وہ بھی ہر وقت گردش مین ہی۔ مطلب یہ ہی کہ گردش کے لطف کو چونکہ تو نے نہین سمجھا اس لئے اس کے سرور سے واقف نہین۔

عروج نشہ ہی سر تا قدم قد چمن رویان   بجاے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہی

اصل یہ ہی کہ معشوقون کا قد سر سے پاؤن تک عروج نشے کی کیفیت پیدا کرتا ہی اور اسی سے اس کو عروج نشے کا لطف حاصل ہوتا ہی۔ ورنہ اگر قد ہی پر صرف دلکشی اور لطافت کو منحصر رکھا جاے تو ہر سرو بھی ایک مینائے خالی معلوم ہوتا ہی بات ہی کیا رہی صرف یہ فرق باعث دل کشی و بالیدگی انبساط ہے۔

ہوا آئینہ جام بادہ عکس روے گلگون سے   نشان خال رخ داغ شراب پرتگالی ہی

میرے محبوب کے عکس رخ سے آئینہ جام بادہ بن گیا کیونکہ وہ گلگون تھا اور شراب بھی

گلگون ہوتی ہو تو اس عکس کے پڑنے سے یہ معلوم ہوا کہ شیشہ مین شراب بھری ہوئی ہو اور اس کے خال رُخ کے عکس سے یہ گمان گزرتا ہو کہ پیالہ مین شراب پرنگالی کا داغ لگا ہوا ہے۔

بے پائے خامۂ مُو طے رہِ وصفِ کمر کیجیے
کہ تارِ جادۂ سر منزل نازک خیالی ہو

چاہیئے کہ محبوب کے وصف کمر کی راہ کو موقلم کے پاؤن سے طے کرین کیونکہ اس کی کمر سر منزل نازک خیالی کا ایک جادہ ہو لہذا بغیر پائے خامۂ مو کے طے ہونا محال ہو۔

اسد اٹھنا قیامت قامتوں کا وقت آرائش
لباس نظم مین بالیدن مضمون عالی ہو

اے اسد جب یہ محبوبان قیامت قامت آرایش کے وقت کھڑے ہوتے ہین تو ایسا معلوم ہوتا ہو کہ کوئی مضمون عالی نظم کے سانچے مین ڈھل کر بڑھ گیا اور بلند سے بلند تر ہو گیا ہے۔

سیہ مستی ہو اہل خاک کو ابر بہاری سے
زمین جوش طرب سے جام لبریز سفالی ہو

اہل زمین کالی گھٹائین دیکھ دیکھ کر سیہ مست ہو رہے ہین اور زمین خوشی اور مسرت کے جوش کی وجہ سے بھرا ہوا سفالی جام معلوم ہوتی ہو۔

اسد مت رکھ تعجب خرد ماغی ہائے منعم کا
کہ یہ نامرد بھی شیر افگن میدان قالی ہے

اے اسد اگر دولت مند کچھ خرد ماغ واقع ہوا ہو تو اس سے تعجب نہ کر۔ تعجب کی بات نہین ہو کیونکہ یہ نامرد قالین کے میدان کا شیر افگن ہو لہذا اس کو بھی خرد ماغ ہونا چاہیئے۔ قالین پر شیر وغیرہ کی تصویرین ہوتی ہین اور منعم قالین پر بیٹھتا ہو اسلیئے اسکو شیر افگن قالین کہا

نشہ مے بے چمن دود چراغ کشتہ ہے
جام داغ شعلہ اندود چراغ کشتہ ہے

نشہ ہو اور صحن باغ نہو تو وہ نشہ ایسا معلوم ہوتا ہو کہ جیسے بجھے ہوے چراغ کا دھوان ہوتا ہو اور اس صورت مین جام ایک داغ معلوم ہوتا ہو کہ جس کو شعلہ سے زراندود

کر دیا ہے۔

داغ ہمدیگر ہین اہل باغ گر گل ہو شہید ۔ لالہ چشم حسرت آگودِ چراغ کشتہ ہے

اہل باغ ایک دوسرے سے رشک کرتے ہین اور یہ حالت ہی کہ اگر خود ہین کفن گل شہید ہو تو لالہ اس چراغ کی جس کو بجھا دیا ہو چشم حسرت آلود معلوم ہو۔

شور ہی کس بزم کے عرض جراحت خانہ کا ۔ صبح یک زخم نمک سود چراغ کشتہ ہے

نہ معلوم یہ کس بزم کے جراحت خانہ کے ظاہر کرنے اور پیش کرنے کی زمانہ مین دھوم مچی ہوئی ہی کہ صبح بھی ایک زخم نمک سود معلوم ہوتی ہی اور یہ زخم اس چراغ کا ہی جس کو کشتہ کر دیا گیا ہی یہ لحاظ چاک کے صبح کو زخم سے اور بہ لحاظ سفیدی کے زخم نمک سود سے تشبیہ دی گئی ہی۔

نامراد جلوہ ہر حالت مین حسرت گل کرے ۔ لالہ داغ شعلہ فرسود چراغ کشتہ ہے

وہ شخص کہ دید جلوہ سے محروم اور نامراد رہا اُس سے ہر صورت اور ہر حالت مین حسرتون کا اظہار ہوتا ہی ۔ چراغ کشتہ جو حالت محرومی جلوہ مین شہید کر دیا گیا اپنے داغ شعلہ فشان کا لالہ کے بھیس مین اظہار کر رہا ہے۔ اس شعر مین گل کرنا ظاہر کرنے کے معنی مین آیا ہی اور یہ صرف تناسب الفاظ کے لئے ہے۔

ہو جہان تیرا دماغ ناز مست بیخودی ۔ خواب ناز گلرخان دود چراغ کشتہ ہی

جس جگہ کہ تیرا دماغ ناز بیخودی سے مست ہو یعنی جہان تو مست ہو کر بیخود ہو وہان معشوقون کا خواب ناز بھی بے قدر اور بے کیف ہو جائے گا ۔ اور وہ خواب اس چراغ کا دھوان بن کر رہ جائے گا جو بجھنے کے بعد پریشان ہو جاتا ہی یعنی تجھے اس حالت مین دیکھنے کے بعد اُن کا خواب خواب پریشان کی صورت اختیار کرے گا ۔ اور اُن کے آرام کی صورت ہی بدل جائے گی۔

ہی دل افسردہ داغ شوخی مطلب اسد ۔ شعلہ آخر فال مقصود چراغ کشتہ ہے

اے اسدؔ میرا بجھا ہوا دل شوخی مقصد کی وجہ سے داغ ہو کر رہ گیا ہی اور شعلہ حصول مقصود کے لئے گویا ایک فال بد ہی جس سے بد انجامی کا اظہار ہو رہا ہی آخر مین نے شعلہ کو بھی دیکھا کہ وہ مقصد چراغ کے لئے ایک فال بد تھا جس کا انجام چراغ کا کشتہ ہو جانا ہوا۔ ایسا ہی کچھ میرے حق مین بھی ہونے والا ہے۔ کیونکہ فال ویسی ہی ہی۔

ہنگام تصور ہون دریوزہ گر بوسہ — یہ کاسۂ زانو بھی اک جام گدائی ہے

مین تصور محبوب کے وقت جو سر زانو بیٹھا ہون تو گویا بوسہ کی بھیک مانگ رہا ہون اور یہ کاسۂ زانو میرے لئے بھیک مانگنے کا پیالہ ہی۔ چونکہ زانو پر سر جھکا کر بوسہ محبوب کا خیال ہی اس لئے کاسۂ زانو کاسۂ گدائی ہے۔

وہ دیکھ کے حسن اپنا مغرور ہوا غالبؔ — صد جلوہ آئینہ ایک صبح جدائی ہی

صبح جدائی سو آئینون کا ایک آئینہ ہی۔ اسی آئینہ مین میرے محبوب نے اپنا حسن دلکش دیکھا۔ جس سے وہ مغرور ہو گیا اور مجھ سے ملنے کے لئے اس کے دل مین انکار پیدا ہوا۔ صبح جدائی سے وہ صبح بھی مراد ہو سکتی ہی جو شام وصل کے بعد نمودار ہو یعنی اُس نے اس مین اپنا حسن دیکھا اور مجھ سے جدا ہوا۔

یون بعد ضبط اشک پھرون گرد یار کے — پانی پئے کسو پہ کوئی جیسے وار کے

اشک آنکھون مین بھرے ہین اور محبوب کے گرد پھر رہے ہین گویا کہ محبوب پر وار وار کر پانی پی رہے ہیں۔ یہ ایک رسم ہے کہ مریض پر یا کسی عزیز پر وار کر پانی پی لیتے ہین آب اشک کو پانی اور چشم پر آب کو جام سے تشبیہ دینا مسلمات سے ہے۔

بعد از وداع یار بخون در طپیدہ ہین — نقش قدم ہین ہم کف پائے نگار کے

وداع یار کے بعد ہم خون مین لوٹ رہے ہین اور ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے کہ اس کے مہندی لگے ہوئے پاؤن کے نقش قدم ہین۔ چونکہ نقش قدم بھی خاک پر لوٹتا ہی

اسی افتادگی کی وجہ سے خود کو نقش قدم کہا اور چونکہ خون مین لوٹ رہی ہین اس لئے حنائی پاؤن کا نشان بتایا گیا۔

ظاہر ہے ہم سے کلفت بخت سیاہ روز گویا کہ تختہ مشق ہین خط غبار کے

ہم کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ بخت سیاہ کی تکلیف کس درجہ پر ہوتی ہے اور کتنی ہوتی ہے اس مصیبت کا اظہار تمام تر ہمین سے ہوتا ہے گویا کہ ہم زمانہ کے لئے خط غبار کی لوح مشق ہین (غبار سے مراد تکالیف زمانہ) اور خط غبار ایک خط بھی ہے چونکہ اس لفظ مین ایہام ہے لہذا بنظر تناسب اس کو یہان صرف کیا گیا۔

حسرت سے دیکھ رہتے ہین ہم آب و رنگ گل مانند شبنم اشک ہین مژگان خار کے

پھولون کی آب و تاب کا دور سے نظارہ کر کے حسرتین کر رہے ہین گویا کہ ہم بے بس مژگان خار کے اشک ہین۔ ع

مین ہون وہ قطرۂ شبنم جو ہو خار بیابان پر

ہم مشق فکر وصل و غم ہجر سے اسد لائق نہین رہے ہین غم روزگار کے

غم فراق اور فکر وصل بس یہی دو کام ہین جو ہمارے لئے مخصوص ہو گئے ہین اور کوئی کام ہم سے نہین ہو سکتا۔ زمانہ کے دوسرے غم اٹھانے کی نہ ہم کو مہلت ہے نہ ضرورت ہے۔ نہ قدرت ہے ؎

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

بہ نقص ظاہری رنگ کمال طبع نہان ہے کہ بہر مدعا دل زبان لال زندان ہے

نقص ظاہری مین طبیعت کے کمال کا رنگ پوشیدہ ہے کیونکہ مدعائے دل نکلنے نہین پاتا اور وہ دل مین رہ جاتا ہے۔ گویا کہ زبان گنگ ایک قید خانہ ہے جو کمال طبع کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور اس کو برباد نہین ہونے دیتا۔

خموشی خانہ زادِ چشم بے پروا نگاہان ہی   غبارِ سرمہ یان گردِ سوادِ سنبلستان ہے

خاموشی گویا کہ ان بے پروا نگاہ معشوقون کی غلام خانہ زاد ہی اور غبارِ سرمہ سوادِ سنبلستان کی گرد معلوم ہوتا ہے - غبارِ سرمہ سے مراد وہی خاموشی ہی - سوادِ سنبلستان مین معشوق - سنبلستان خطِ رخسار - چونکہ سوادِ سرمہ یعنی خموشی کا تعلق دہن محبوب سے ہے اور دہن سبزہ سے قریب ہے اسواسطے اس خاموشی کو گردِ سوادِ سنبلستان کہا گیا یا یہ کہ چشم کو چونکہ سخنگِ بھی کہا گیا ہی مگر جو معشوق کہ اپنے عجب اور بے پروائی کی وجہ سے نگاہ بھی نہین کرتے اُن کی آنکھ گویا خاموش ہے - اور غبارِ سرمہ جس کا آنکھ سے تعلق ہے وہ گویا گردِ سوادِ سنبلستان ہی -

زبس دوشِ رمِ آہو پہ ہی محمل تمنا کا   جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایان ہی

چونکہ تمنا کی محمل یعنی تمنا کی آرام گاہ رمِ آہو کے دوش پر ہی یعنی حالت رمیدگی مین ہے اس واسطے قیس کے جنون سے بھی شوخیٔ لیلےٰ کا اظہار ہوتا ہے لیلی مین بذات خود رمیدگی ہی اور مجنون کی تمنا دوش رمیدگی پر ہے اس واسطے دونون مین یکسانیت ہی -

نقابِ یار ہی غفلت نگاہی اہلِ بینش کی   مژہ پوشیدنی ہا پردۂ تصویرِ عریان ہی

اہل بینش کی غفلت نگاہی نے یار کے چہرے پر نقاب ڈالدیا ہی اور اُن کا آنکھین بند کر لینا اس تصویرِ عریان کا پردہ بن گیا ہی حاصل یہ ہی کہ اس کا جلوہ ہر جگہ موجود ہی مگر اس واسطے نہین دکھائی دیتا کہ ہم لوگ خود غافل ہین اور ہماری غفلت اُسکے جلوہ کا پردہ بنی ہوئی ہی -

اسدؔ بندِ قبائے یار ہی فردوس کا غنچہ   اگر وا ہو تو دکھلا دون کہ یک عالم گلستان ہی

اے اسد بندِ قبائے یار اپنی بہار کے لحاظ سے غنچۂ باغ فردوس ہی اگر وہ کھل جائے تو مین لوگون کو دکھادون کہ گلستان ہی گلستان کا عالم نظر آئے -

رہاِ بے قدرِ دل در پردہ جوشِ ظہور آخر   گل و نرگس بہم آئینۂ اقلیم کوران ہی

جوش ظہور کے پردے میں دل بے قدر رہا اور باوجود ظاہر ہونے کے اُس کو کسی نے نہ دیکھا گویا گل ہو جو ہر گز نرگس اس کو دیکھ نہیں سکتی- اس کی مثال ایسی ہو جیسے اندھوں کی ولایت میں آئینہ گو بذات خود آئینہ سبھی کچھ ہے مگر اقلیم کوراں میں کوئی اس کا پوچھنے والا نہیں ہو اور وہ بے قدر رہو- جوش ظہور سے مراد یہاں دنیا ہو سکتی ہے-

تکلف ساز رسوائی ہو غافل شرم رعنائی ۔۔۔ دل خون گشتہ در دست حنا آلود عریاں ہے

اے غافل رعنائی کو شرم کرنا چاہیے کہ اس کا تکلف سامان رسوائی پیدا کر رہا ہے تکلف میں تو مہندی لگاتا ہے اور وہ مہندی بھرا ہاتھ بتا رہا ہے کہ تو نے دل کا خون بہایا ہے اور دنیا اس کو دیکھ رہی ہو- حنا آلودگی حالت خون شدگی دل کو عریاں کر کر تجھے رسوا کر رہی ہے

تکلف برطرف خواب زلیخا جمع کر ورنہ ۔۔۔ پریشاں خواب آغوش وداع یوسفستاں ہے

تکلف کو چھوڑ اور ایک خواب زلیخا کے خواب کی طرح حاصل کر ورنہ اصل بات یہ ہے کہ خواب پریشان یوسف کے وداع کا آغوش ہو جائے گا- پریشانی کو کشادگی سے تعبیر کر کے آغوش وداع جو کشادہ ہوتی ہے قرار دیا گیا ہو- حاصل یہ ہو کہ دل جمعی حاصل کر ورنہ یوسف مقصود کا پانا محال ہو-

اسد جمعیت دل در کنار بیخودی خوشتر ۔۔۔ دو عالم آگہی سامان یک خواب پریشاں ہے

اے اسد تمام جمعیت دل بیخودی کی گود میں اچھی معلوم ہوتی ہیں گویا کہ یہ زمانہ بھر کی آگاہی اور ہوشیاری ایک خواب پریشان کے واسطے پیدا ہوئی ہیں -

عاشق نقاب جلوۂ جانانہ چاہیے ۔۔۔ فانوس شمع کو پر پروانہ چاہیے

عاشق کو جلوۂ محبوب کا نقاب ہونا چاہیے اور اپنے معشوق کے جلوہ پر نور پر اس طرح چھا جانا چاہیے جس طرح کہ جہاں شمع ہو وہاں پروانوں کے پر سے فانوس بہت زیادہ مناسب ہوتا ہے-

پیدا کریں دماغ تماشاے سرو و گل　　حسرت کشون کو ساغر و مینا نہ چاہیے

حسرت کشون کو ساغر و مینا کی ضرورت نہین ہو اور اس کی حسرت نہ کرنا چاہیے بلکہ سرو و گل کے دیکھنے کے لئے جگر پیدا کریں اس واسطے کہ خود سرو بجاے مینا کے اور گل بجاے ساغر کے ہو کے ان کی سرور کا باعث ہو جائین گے۔

دیوانگان ہین حامل راز نہان عشق　　اے بے تمیز گنج کو ویرانہ چاہیے

عشق کے راز اور رموز پوشیدہ کے حامل دیوانے ہین اور کیون نہون اسواسطے کہ خزانہ ہمیشہ ویرانون مین دفن کیا جاتا ہے دیوانے بمنزلہ ویرانے کے ہین اور راز نہان عشق بمقابلے خزانے کے ہین۔

ساقی بہار موسم گل ہے سرور بخش　　پیمان سے ہم گزر گئے پیمانہ چاہیے

اے ساقی موسم گل کی بہار سرور افزا ہے اگرچہ ہم نے ترک شراب نوشی کا عہد کر لیا تھا مگر اب ہم کو پیمان کی ضرورت نہین ہم پیمانہ چاہتے ہین۔

ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقت قہقہہ　　کرمک شب تاب آسا مہ پر افشانی کرے

اگر میرا دوست قہقہہ مار کر ہاتھ پر ہاتھ مارے جیسا کہ دستور ہو کہ قہقہہ کی ہنسی ہنس کر ہاتھ پر ہاتھ مارا کرتے ہین تو اس کے اثر سے چاند کرم شب تاب کی طرح پر افشانی کرنے لگے اور تڑپ کی صورت اس مین پیدا ہو جائے۔

وقت اس افتادہ کا خوش جو قناعت سے اسد　　نقش پاے مور کو تخت سلیمانی کرے

وقت اس افتادہ کا خوش۔ فارسی کے محاورے کا ترجمہ ہو۔ جیسے عرفی ایک شعر مین کہتا ہو کہ ؎

وقت عرفی خوش کہ نکشودند چون در بر رخش
بر در نکشود ساکن شد در دیگر نزد

اُردو میں کہیں گے اے اسد وہ شخص بڑا اچھا جو قناعت کرکے ایک جگہ پڑا رہے اور نقش پائے مور کو تخت سلیمان سمجھے۔ نقش پائے مور بوجہ افتادگی زمین سے کہا گیا ہے

ہے صریر خامہ ریزش ہائے استقبال ناز نامہ خود پیغام کو بال پر پرواز ہے

صریر خامہ (وہ آواز جو لکھنے کے وقت قلم سے نکلتی ہے) صریر خامہ نہیں ہے بلکہ استقبال ناز کی ایک ریزش اور بارش ہے یعنی ناز خود پیغام کا استقبال کرتا ہے اس طرح سے گویا نامہ خود پیغام کے لئے پر پرواز بن جاتا ہے۔ نامہ کی تشبیہ بوجہ اس بسط اور کشادگی کے پر پرواز سے دی گئی جو اس میں موجود ہے۔

سرنوشت اضطراب انجامی الفت نہ پوچھ نال خامہ خار پیراہن آغاز ہے

نہ پوچھ کہ محبت و الفت کی سرنوشت میں آخر آخر میں کس قدر اضطراب اور بیقراری لکھی ہوئی ہے گویا کہ نال خامہ سوت جو قلم کے جوف سے قلم بناتے وقت نکلتا ہے وہی نال خامہ یا خود نے خامہ پیراہن آغاز محبت کے لئے کانٹوں کا کام دیتا ہے یعنی تقدیر محبت لکھتے ہوئے قلم کا سوت یا خود قلم آغاز محبت کے لئے کانٹے ہیں جو بے قرار کرتے ہیں۔

شوخی اظہار کو حد وحشت مجنون اسد بسکہ لیلائے سخن محمل نشین راز ہے

مجنون کی وحشت کے سوا کوئی اس کی شوخی کا اظہار نہیں کر سکتا کیونکہ لیلائے سخن راز کے محمل میں پوشیدہ ہے لہٰذا پہلے مجنون کی سی وحشت پیدا کی جائے تب اس شوخی کا اظہار ہو سکتا ہے۔

خواب جمعیت مخمل ہے پریشان مجھ سے رگ بستر کو ملی شوخی مژگان مجھ سے

خواب مخمل سے مراد ہے مخمل کا یکسان اور ہموار ہونا یہ بھی بالکل خواب سبزہ کی طرح ہے کہ سبزہ کے گرنے ہموار ہونے اور کو سبزہ خوابیدہ کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بستر مخمل میری وجہ سے پریشان ہوا اور رگ بستر کو میں نے شوخی مژگان عنایت کر دی ہے گویا کہ ہر ایک ریشہ مخمل

ایک نشترِ مژگان ہو گیا ہے جو بے خوابی کی وجہ سے باز ہے۔ چونکہ برابر شبِ ہجر مین نے کروٹین بدلی ہیں اور پریشان رہا ہون لہٰذا مخمل کی بھی نیند اڑ گئی۔ اور رگِ نشترِ مژگان وا ماندہ ہو گئی۔ ایسا ہی شعر ہے جو مرزا عزت نے کہا ہے ؎

زبس دادم بکف سررشتۂ آشفتہ حالی را
رگِ خواب پریشان کردہ ام خوابِ نہالی را

کنجِ تاریک و کمین گیریٔ اختر شمری
عینکِ چشم بنا روزنِ زندان مجھ سے

مین قید ہون اور زندان کے ایک تاریک گوشہ مین روزنِ دیوارِ زندان سے شبِ فراق کے تارے گن رہا ہون گویا کہ روزنِ زندان کو مین نے عینکِ چشم بنا دیا ہے۔

اے تسلی ہوسِ وعدہ فریب افسون ہے
ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ سامان مجھ سے

اے میری تسلی دل چونکہ مجھے اپنے محبوب سے ابھی وعدہ کی ہوس ہے بس وہی فریب وعدہ میرے واسطے افسون بنا ہوا ہے اور مین خاموش ہون ورنہ کیا مجھ سے ایک ایسا نالہ نہین ہو سکتا جو تمام تر سامان میرے واسطے مہیا کرے۔

بستنِ عہدِ محبت ہمہ نادانی تھا
چشمِ نکشودہ رہا عقدۂ پیمان مجھ سے

عہدِ محبت کا باندھنا سراسر میری نادانی پر مبنی تھا اس سے کوئی نتیجہ نہین نکلا بلکہ وہ گرہ جو پیمانِ محبت کے وقت باندھی گئی تھی وہ ایک چشمِ ناکشودہ ہو کر رہی یعنی یار نے مجھے آنکھ کھول کر بھی نہ دیکھا اور بیکار ثابت ہوئی۔

اے اسد دسترسِ وصلِ تمنا معلوم
کاش ہو قدرتِ برچیدنِ دامان مجھ سے

اے اسد مجھے تمنا کی دسترس اور قدرتِ وصل معلوم ہے جس قدر کہ ہے کاش ایسا ہو کہ بے تعلقی کی قدرت پیدا ہو جائے یعنی اس امید مین کبھی میری تمنا اپنے مقصد کو تو پہونچیگی نہین چاہتا یہ ہون کہ اس مین یہ قدرت پیدا ہو جائے کہ مجھ سے علیحدہ ہو جائے۔

نگہ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہی اسد ہی چراغان خس و خاشاک گلستان مجھ سے

اے اسد میری نگاہ گرم سے آگ برس رہی ہو اور میری وجہ سے تمام خس و خاشاک پر جنگل مین چراغان معلوم ہوتا ہی یعنی جدہر نگاہ گرم سے دیکھتا ہون آگ لگ جاتی ہی

زلف سے شب درمیان دادن نہین ممکن دریغ ورنہ صد محشر بہ رہن صافی رخسار ہے

زلف کو ایک رات فرض کیا اور رخسار کو صبح محشر کہا اسی بنا پر شعر کے یہ معنی ہین کہ زلف کی رات گزارنا اور اس رات کو چھوڑ جانا ممکن نہین ہو ورنہ اس کے رخسار کی صفائی مین سیکڑون محشر رہن اور پوشیدہ ہین۔

دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ رات گزرنے کے بعد دن آتا ہو اور دن گزرنے کے بعد رات آتی ہو لہذا کہتے ہین کہ افسوس ہو تو اتنا ہو کہ ہم اپنے محبوب کی زلف کی رات کو ہر محشر کے دن کے درمیان مین نہین ڈال سکتے کہ دن گزرے اور فوراً یہ رات آملے ورنہ اس کی صفائی رخسار سے سیکڑون قیامتین پیدا ہوسکتی ہین کہ ایک حشر گزرا اور یہ شب زلف درمیان مین آئی پھر دز حشر صفائی رخسار گزرا پھر شب زلف درمیان مین آگئی ۔ اسی طرح صد محشر پیدا ہو سکتے ہین۔

در خیال آباد سودائے سر مژگان دوست صد رگ جان جادہ آسا وقف نشتر زار ہے

گویا مژگان دوست کا سودا اور خیال ایک شہر ہو جس کا نام خیال آباد ہے اس مین راستے اور سڑکین رگ جان کی بنی ہین جہان نشتر زار ہی نشتر زار ہین مطلب یہ ہو کہ خیال مژگان دوست مین رگ جان مین سیکڑون نشتر زار چھپے ہوئے ہین۔

بسکہ ویرانی سے کفر و دین ہوئے زیر و زبر گرد صحرائے حرم تا کوچۂ زنار ہے

چونکہ ویرانی کی وجہ سے کفر اور دین سب کے سب زیر و زبر ہو گئے ہین تو آج یہ حالت ہو کہ صحرائے حرم کی گرد زنار کے کوچہ تک پائی جاتی ہو مطلب

یہ ہے کہ زمانہ کے انقلاب نے اس قدر ابتری پھیلائی کہ آج کفر و اسلام یکساں ہو کر رہ گئے ہیں۔

اے سر شوریدہ ناز عشق و پاس آبرو ‌ ‌ ‌ یک طرف سودا و یک سو منت دستار ہے

اے سر شوریدہ ادھر تو عشق کا ناز ہے اور ادھر حفظ آبرو کا خیال ہے یہ تو بالکل وہی بات ہوئی کیا ایک طرف تو پگڑی بچانے کی فکر ہے اور ایک طرف سر میں سودا بھی رکھنا ہے۔

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی
عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا
غالبؔ

وصل میں دل انتظار طرفہ رکھتا ہے مگر ‌ ‌ ‌ فتنہ تاراج تمنا کے لئے درکار ہے

دل کو وصل محبوب میں بھی ایک انتظار ہے اور یہ انتظار کچھ عجب انتظار ہے ظاہرا اسوقت تو کسی انتظار کی ضرورت ہے نہیں بس ہے تو یہی ہے کہ تاراج تمنا کے لئے کسی فتنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

خانماں ہا پائمال شوخی دعوی اسد ‌ ‌ ‌ سایۂ دیوار سیلاب در و دیوار ہے

اے اسد بہت سے گھر ہیں جنھیں شوخی دعوی نے پامال کر دیا ہے یہ سمجھ لے کہ سایۂ دیوار اس بارہ میں در و دیوار کے لئے سیلاب کے مانند ہے جو اس کو تباہ و برباد کر دیتا ہے،

محبت طرز پیوند نہال دوستی جانے ‌ ‌ ‌ دویدن ریشہ ساں مفت رگ خواب زلیخا ہے

محبت نہال دوستی کا طریق پیوند جانتی ہے یعنی محبت ایک ایسی چیز ہے جو نہال دوستی کی پیوند کا طریقہ جانتی ہے۔ خواب زلیخا کے لئے دوڑنا اور ریشہ دوانی کرنا بالکل آسان ہے یعنی رگ خواب زلیخا کا اثر یوسف تک پہونچا ہے۔

نشاط دیدۂ بینا ہے کو خواب چہ بیداری ‌ ‌ ‌ بہم آوردۂ مژگان بوسہ روئے تماشا ہے

یعنی خواب ہو یا بیداری ہو چشم بینا کے لئے وہ نون ایک ہین اور وہ دونون سے تماشا حاصل کرتی ہو گویا اگر چشم حقیقت بین بند ہوتی ہو تو اس بند ہونے مین اسکی پلکون کا ملنا روے تماشہ کا بوسہ لینا ہو مژگان کے ملنے کو بوسۂ روے تماشہ اسلئے کہا گیا کہ اس مین بھی منہ اور رخسار ملتے ہین۔

نگہ معمار حسرت ہا چہ آبادی چہ ویرانی کہ مژگان جس طرف وا ہو بکف داماں صحرا آئے

میری نگہ شوق حسرتون کی معمار ہو یعنی برابر حسرتون کی عمارتین بناتی چلی جاتی ہو خواہ وہ آبادی ہو خواہ ویرانی ہو۔ کچھ بھی ہو اور حالت یہ ہو کہ جس طرف ہم نظر اٹھا کر دیکھتے ہین دامان صحرا ہی نظر آتا ہے جسے بسانے اور آباد کرنے کی ضرورت ہو۔

نہ سوے آبلون مین گر سر شک دیدۂ نم سے بہ جولانگاہ نومیدی نگاہ عاجزان پا ہے

مصیبت یہ ہے کہ دیدۂ نم کے آنسو آبلے ہین جنکی وجہ سے نگاہ سو گئی ہے یعنی یہی آنسوؤن کا پانی نگاہ کو ساتھ لیکر آبلون مین آرام کر رہا ہو اگر ایسا نہو تو میدان نا امیدی مین عاجزون کی نگاہ پاؤن کا کام دیتی ہو۔ اور وہ اس میدان کی اسی پاؤن سے تک و دو کرتے رہتے ہیں۔

بہ سختی ہاے قید زندگی معلوم آزادی شرر و ربند دام رشتۂ رگ ہاے خارا ہے

زندگی کی قید کی سختیون سے جیتے جی آزادی محال اور ناممکن ہو شرر کو دیکھئے کہ وہ رگ سنگ (وہ لکیرین جو پتھر مین ہوتی ہین) کے تاگون کے جال مین جکڑا ہوا ہو اور آزاد نہین ہو سکتا۔ اسی طرح کوئی شخص جیتے جی سختی کی قید سے آزادی نہین پا سکتا۔ ایک جگہ فلسفیانہ طریق سے کہتے ہین ۔

قید حیات و بند غم اصل مین دونون ایک ہین
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پاے کیون

اسد یاس تمنا سے نہ رکھ امید آزادی گداز آرزوہا آبیار آرزوہا ہے

اے اسد یہ نہ سمجھنا کہ تمناؤں سے مایوس ہونے کے بعد آزادی حاصل ہو جائے گی اور اب کوئی تمنا پیدا نہ ہوگی یہ سمجھ لے کہ یہ آرزوئیں جو گذار یا کر باقی ہوتی ہیں یہ آرزوؤں کی آبیاری کر رہی اور اُن کو سینچ رہی ہیں لہٰذا جتنی مایوسی ہوگی اور زیادہ آرزوئیں پیدا ہوں گی۔

بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلف بار بستر ہے
معافِ پیچ و تاب کشمکش ہر تارِ بستر ہے

شوخیِ اعضا کے ہوتے تکلف بستر کے لئے بار معلوم ہوتا ہے میرے بستر کے ہر تار کے لئے کشمکش اور پیچ و تاب معاف ہے یعنی میری تڑپ نے میرے ہر تارِ بستر کو کشمکش اور پیچ و تاب کے لئے مجاز کر دیا ہے۔

مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر
بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پر خار بستر ہے

حالت یہ ہو کہ پلکیں فرشِ راہ بنی ہوئی ہیں۔ دل ناتوان ہے اور پڑا ہوا ہے۔ آرزو بیقرار ہو تو اس صورت میں میرا بستر میرے پائے خفتہ کے واسطے وادیِ پر خار ہے جس کی پائے خفتہ سے سیر کر رہا ہوں۔

ہو سکے کیا خاک دست و بازوئے فرہاد سے
بیستون خوابِ گرانِ خسرو پرویز ہے

بھلا اس صورت میں فرہاد کے دست و بازو سے کیا کام ہو سکتا ہے کہ خسرو پرویز شیرین کے ساتھ اپنی خواب گران میں مشغول ہو گویا کہ یہ بیستون پرویز کی نیند ہے جو پہاڑ کی صورت میں فرہاد کے سامنے ہے ایسی حالت میں اس کے ہاتھ پاؤں کیا کام کر سکتے ہیں۔

ان ستم کیشوں کے کھائے ہیں بس تیرِ نگاہ
پردۂ بادام یک غربالِ حسرت بیز ہے

چونکہ عاشق معشوقوں کے سیکڑوں ہزاروں تیرِ نگاہ کھائے ہیں تو اسی سے آج یہ کیفیت ہو کہ بادام کا پردہ یعنی چھلکا ایک حسرت بیز چھلنی بن کر رہ گیا ہو گویا بادام کے چھلکے کے سوراخ زخم ہیں جو نگاہوں کے تیر سے پیدا ہوئے ہیں۔

خونچکاں ہی جادہ مانندِ رگِ سودائیاں   سبزہ صحرائے الفت نشترِ خونریز ہے

محبت کا جادۂ راہ سودائیوں کی رگ کی طرح خونچکاں ہو رہا ہے گویا صحرائے الفت کا سبزہ ایک خونریز نشتر ہے جو برابر خونچکانی کر رہا ہے یہاں محبت کی سختی راہ کا بیان مقصود ہے جو ایک تشبیہی صورت میں بیان ہوا ہے۔

عارضِ گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسدؔ   جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے

فصلِ بہار کے رخسار یعنی اُس کی رونق اور تر و تازگی دیکھ کر دوست کا پُر رونق چہرہ یاد آیا اصل یہ ہے کہ فصلِ بہار نہایت ہی جوش انگیز اور ولولہ خیز چیز ہے۔

ہی بہار تیز رو گلگوں نکہت پر سوار   یک شکستِ رنگِ گل صد جنبشِ مہمیز ہے

بہار نہایت تیزی کے ساتھ خوشبو کے گھوڑے پر سوار ہو کر چلی جا رہی ہے ایک شکستِ رنگِ گل سے سیکڑوں جنبشِ مہمیز کا اثر پیدا ہوتا ہے۔ مہمیز کرنا گھوڑے پر ایڑ لگانے کو کہتے ہیں۔

شبنم آسا کو مجال سبحہ گردانی مجھے   ہی شعاعِ مہر زنارِ سلیمانی مجھے

سبحہ گردانی اور تسبیح پڑھنے کا شوق شبنم ہی کو مبارک رہے مجھے اس کی مجال نہیں ہے بلکہ شعاعِ آفتاب میرے لیے زنارِ سلیمانی ہے۔ زنارِ سلیمانی اُس خط کو کہتے ہیں جو مہروں پر باریک باریک لکیروں میں ہوا کرتی ہیں یعنی زنارِ سلیمانی ہی میرے واسطے شعاعِ آفتاب کا کام دے رہا ہے۔

بلبلِ تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ تپش   جنبشِ بالِ قلم جوشِ پریشانی مجھے

میں بلبلِ تصویر ہوں کہ اپنے سوز و تپش کے ظاہر کرنے کے واسطے بیتاب ہوں قلم کی وہ جنبش جو میرے کھینچنے اور بنانے میں ہوتی ہے میرے لیے ایک

جوش پریشانی ہے۔ یعنی اُسی سے میری پریشانی کا اظہار ہوتا ہے۔

واکیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس ناخن بُریدہ ہے تیغ صفاہانی مجھے

میرے تارِ نفس کی گرہ اس سے کھل نہین سکی یعنی یہ میری زندگی کی گتھیون کو نہین سلجھا سکی اس لیے مین تیغ اصفہانی کو ایک ناخن بریدہ کی مانند سمجھتا ہون جو سراسر بیکار ہے۔

جو غزل ذیل مین لکھی جاتی ہے یہ غالب کی ایک ایسی غزل ہے جو بعض بعض پرچون مین خود انھین کے نام سے چھپ چکی ہے اور بعض بیاضون مین بھی انہین کے نام سے پائی جاتی ہے چنانچہ میرے پاس جو دو بیاضین قلمی قدیم موجود ہین اُن مین یہ غزل غالب ہی کے نام سے ہے مگر نہ مطبوعہ مروجہ دیوان مین اس کا کہین نام و نشان ہے اور نہ حمیدیہ نسخے مین اس کا کوئی پتہ چلتا ہے اور جہان تک میرا اندازہ ہے اسکے یہ بھی مین نہین کہہ سکتا کہ یہ غزل غالب کے تخیل سے کوئی نسبت رکھتی ہے مگر مین پھر بھی بغیر کسی قسم کی صحیح راے کے اظہار کے اور غزلون کے ساتھ اس کی بھی شرح کرنا مناسب سمجھتا ہون۔ اگرچہ بادی النظر مین اس کی شرح کی کوئی خاص ضرورت اور احتیاج نہین دیکھتا۔ مگر چونکہ میرا اصول شرح یہ رہا ہے کہ کسی شعر کو یہ کہکر نہ چھوڑا جاے کہ بالکل صاف شعر ہے اس واسطے اس کا لکھنا ہی زیادہ انسب ہے۔

بتائین ہم تمھارے عارض و کاکل کو کیا سمجھے اسے ہم سانپ سمجھے اور اُسے من سانپ کا سمجھے

تم ہم سے پوچھتے ہو کہ تم ہمارے رخسار اور زلفون کو کیا سمجھتے ہو تو خیر لو بتاتے ہین۔ اسے یعنی زلف کو ہم سانپ سمجھے ہین اور اسکو یعنی عارض کو سانپ کا من سمجھے ہین اس شعر مین غیر مرتب لف و نشر کی ایک صورت پائی جاتی ہے۔

یہ کیا تشبیہ بیہودہ ہو کیون موذی سے نسبت دین ہما عارض کو اور کاکل کو ہم ظل ہما سمجھے

چونکہ پہلے شعر مین عارض کو سانپ کے من سے اور کاکل کو سانپ سے تشبیہ

دے چکے ہیں لہذا اِبا کر کے کہتے ہیں کہ استغفر اللہ یہ ہم نے کیا تشبیہ دی موذی سے تشبیہ دینا بڑی بات ہے۔ لہذا عارض ہما ہے اور کاکل ہما کا سایہ ہے ہما ایک مشہور مبارک فال جانور ہے جس کے سر پر اس کا سایہ پڑے اس کے لئے حکم لگایا جاتا ہے کہ وہ بہت نصیبہ ور ہوگا۔

غلط ہی ہوگئی تشبیہ یہ تو ایک طائر ہے — اسے برگ سمن اور اسکو سنبل کی جٹا سمجھے

جیسا کہ پہلی تشبیہ کو معیوب قرار دیکر اس سے ابا کیا تھا اسی طرح اس تشبیہ سے بھی گریز کیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ تو بدتمیزی ہوئی وہ ہما کیا کچھ بھی کیوں نہ ہو ایک جانور سے تشبیہ دینا معیوب ہے بلکہ اس کا رخسار برگ سمن ہے اور اس کی زلف سنبل کی جٹا ہے۔

نباتات زمیں سے انکو کیا نسبت معاذ اللہ — اسے برق اور اُسے ہم کالے ساون کی گھٹا سمجھے

جی نہ مانا اور یہ تشبیہ کہ رخسار چنبیلی کے پھول کی پتی اور زلف سنبل کی جٹا ہے بھی مرغوب طبع نہ ٹھہری تو مجبوراً یہ کہا کہ نہیں گھاس پھونس سے ایسی عمدہ چیزوں کو کیا نسبت دی جائے بلکہ اس کے رخسار اپنی درخشانی اور صفائی کی وجہ سے برق ہیں اور اُس کی زلفیں ساون کی کالی گھٹا ہیں۔

گھٹا اور برق سے کیونکر گھٹا کر انکو نسبت دوں — اِسے ظلمات اُسے ہم چشمۂ آب بقا سمجھے

مگر گھٹا اور برق رتبہ میں ایسے کہاں ہیں ان سے نسبت دینا تو اُن کے رتبہ کو کم کر دینا ہے بلکہ ہمارے نزدیک اُس کی زلفیں ظلمات ہیں اور رخسار چشمۂ آب بقا ہیں۔

جو کہئے یہ فقط مقصود تھا خضر و سکندر سے — ید بیضا اسے اور اسکو موسیٰ کا عصا سمجھے

یہ ظلمات اور آبحیات چونکہ خضر و سکندر سے متعلق ہیں لہذا یہ کہنا بھی فضول ہے ہم رخسار کو ید بیضا سمجھتے ہیں اور زلف کو بوجہ لمبائی کے موسیٰ کا عصا جانتے ہیں۔

ناموزون جو اس تشبیہ سے بھی داغ ان دونونکو آتا ہو — اسے وقت نماز صبح اور اسکو عشا سمجھے

پھر کہتے ہین کہ یہ بھی ٹھیک نہین بلکہ ہم رخسار کو صبح کی نماز کا وقت جانتے ہین کیونکہ وہ روشنی مین ان سے مشابہ ہین اور زلف کو نماز عشا کا وقت جانتے ہین کیونکہ وہ تاریکی مین اسی سے مشابہ ہے۔

جو یہ نسبت پسند خاطر والا نہو تو پھر — اسے قندیل کعبہ اسکو کعبہ کی ردا سمجھے

اور اگر یہ نسبت بھی آپ کو پسند نہو تو ہم رخسار کو قندیل کعبہ اور زلف کو کعبہ کی ردا یعنی چادر کعبہ کہین گے۔ ردائے کعبہ بوجہ سیاہی کے کہا گیا۔

اسدان ساری تشبیہون کو رد کرکے یہ کہتا ہے — سویدا اس کو سمجھے اسکو ہم نور خدا سمجھے

یہ ساری تشبیہین بیکار سی ہین ہم ان تشبیہون کو مسترد کرکے کہتے ہین کہ اُس کی زلف کی سیاہی سویدائے دل ہے اور اس کے رخسار کا نور نور خدا ہے۔ اگرچہ اس غزل مین مرزا کا رنگ طبعی بالکل نہین پایا جاتا۔ مگر چکنی ڈلی کی مدح دیکھتے ہوے اور اُن تشبیہون پر نظر رکھتے ہوے اس تشبیہی غزل کو بھی اُن سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ اصل مین اُردو مین وہ جو کچھ کہتے تھے یا بادشاہ کے حکم سے یا خاطر احباب سے کہتے تھے اور جب یہ مسلم ہے تو پھر اسے بھی مرزا سے منسوب کرنا ہی پڑے گا۔

غیر مطبوعہ نسیم صبح جب کنعان مین بوے پیرہن لائی — پے یعقوب ساتھ اپنے نوید جان و تن لائی

یہ تلمیح ہے قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف۔ کہتے ہین کہ نسیم صبح جب مصر کی طرف سے خوشبوے پیراہن یوسف لیکر کنعان مین آئی تو گویا پدر مفارقت زدہ یوسف کے لئے جان و تن کے زندہ کرنے کی خوشخبری لیکر آئی۔

دکھا رہا تم شب زندہ دار ہجر رکھتا تھا — سپیدی صبح غم کی دوش پر ڈھلکر کفن لائی

عاشق جو شب فراق مین رات بھر جاگتا رہا گویا اس کا وقار تام قایم رکھنے کے لئے صبح غم کی سفیدی اپنے کاندھے پر اس کو دفن کرنے کے لئے کفن لیکر آئی یہ ایک نازک تخئیل ہے۔

زآفت گاہ صحرا ازل تا عرصہ امکان   مگر روح روان فتراک مین رنج و محن لائی

صحرائے ازل ایک آفت گاہ تھا جہان آفتون اور بلاؤن کا ہجوم تھا تو اس آفت گاہ ازل سے ہماری روح روان رنج و محن اپنے فتراک (شکار بند) مین باندھ کر لائی اور میدان دنیا تک وہی ساتھ لئے ہوے چلی آئی۔

شہید شیوہ منصور ہے انداز رسوائی   مصیبت پیشگی مدعا دار و رسن لائی

چونکہ انداز رسوائی منصور کے شیوہ کا شہید اور دلدادہ ہے یعنی انداز رسوائی منصور کا عاشق اور قدر دان ہے اسی لئے مدعا کی مصیبت پیشگی اس کے واسطے دار و رسن لیکر آئی مصیبت پیشگی مدعا یہ کہ مدعا ہمیشہ کوئی نہ کوئی مصیبت پیدا کرتا ہے۔

وفا دامن کش پیرایہ ہستی ہے اغالب   کہ پھر نزہت گہ غربت سے تا حد وطن لائی

وفا اس ہستی کا دامن کھینچ رہی ہے یہی وہ ظالم ہے کہ ہم کو غربت کی نزہت گاہ سے کھینچکر پھر وطن مین لے آئی۔

وفا جفا کی طلبگار ہوتی آئی ہے   ازل کے دن سے یہ اے یار ہوتی آئی ہے   (غیر مطبوعہ)

وفا ہمیشہ سے خود ظلم و ستم کی طلبگار رہی ہے گویا کہ ازل کے دن سے یہ رسم جاری ہے اور برابر یہی بات ہوتی چلی آئی ہے۔ یعنی جب کسی پر جفا ہوئی وہ اسی کی وفا کے سبب سے ہوئی۔

جواب جنت بزم نشاط جانان ہے   مری نگاہ جو خونبار ہوتی آئی ہے

مین بزم نشاط دوست سے روتا ہوا آیا ہون - اور میری یہ نگاہ خونبار اسکی بزم نشاط کا جواب ہے یعنی اس کی بزم نشاط کا جو جنت کی مانند ہے میری نگاہ جو خونفشانی سے سراپا بہار معلوم ہوتی ہے جواب بن گئی ہے -

نوید جوش جنون وحشیو مبارکباد　　بہار ہدیۂ انتظار ہوتی آئی ہے

اے وحشیو جوش جنونکا نوتم کو مبارک ہو - وحشت کے بڑھنے کا تمھارے واسطے سامان پیدا ہوگیا کیونکہ بہار نظرون کو تفریح بخشتی ہوئی آپہونچی -

دل و دماغ دفا پیشگان کی خیر نہین　　جگر سے آہ شرربار ہوتی آئی ہے

اب دفا پیشہ لوگون کے دل اور دماغ کا خدا ہی حافظ ہے وہ بغیر جلے نہین رہ سکتے اس لئے کہ ان کی آہ جگر سے شرربار ہوتی چلی آرہی ہو -

یونہی افزایش وحشت کے جو سامان ہونگے　　دلکے سب زخم بھی ہمشکل گریبان ہونگے

اگر وحشت کے بڑھنے کے یہی سامان ہوتے رہے جیسے کہ اب ہین تو مجھے امید ہے کہ میرے دل کے تمام تر زخم بھی ایسے ہی چاک ہو جاوینگے جس طرح کہ گریبان چاک ہو رہا ہے -

غیر مطبوعہ وجہ مایوسی عاشق ہی تغافل اُن کا　　نہ کبھی قتل کرینگے نہ پشیمان ہونگے

اگر وہ تغافل نہ کرتے اور بالکل انجان نہ بن جاتے تو ایک قسم کی امید بھی تھی مگر اُن کے اس تغافل نے بالکل مایوس کر دیا اب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کبھی قتل ہی نہ کرین گے اور جب قتل ہی نہ کرین گے تو پھر پشیمانی کیسی -

دل سلامت ہے تو صدمونکی کمی کیا ہمکو　　اُفسے اُفسے تو بہت جانکے خواہان ہونگے

اگر دل سلامت رہا تو صدمون کی ہم کو کیا کمی ہے یہ کم بخت رہا تو ایک نیا قاتل پیدا کرے گا اور اُن کے ایسے　بہت سے جان کے خواہان پیدا ہو جائینگے

منتشر ہو کے بھی دل جمع رکھینگے یعنی   ہم بھی اب پیروِ گیسوئے پریشان ہونگے

باوجود پریشان ہونے کے بھی اب دل جمعی کی صورت کو ہاتھ سے نہ دین گے
اور ہم بھی اب انھین کے گیسوے پریشان کا اتباع کرینگے جیسے کہ وہ باوجود پریشانی
دائمی کے جمع رہتے ہین۔

گردشِ بخت نے مایوس کیا ہے لیکن   اب بھی ہر گوشۂ دل مین کئی ارمان ہونگے

نصیبے کی گردش نے ہم کو بالکل پریشان کر دیا ہے اور اب اس قابل نہین رکھا
ہے کہ ہم کو کوئی ارمان ہو۔ پھر بھی ہمارے یہان ارمانون اور حسرتون کی اس قدر
افزونی ہے کہ آج بھی دل کے گوشون مین اگر تلاش کی جاے تو ہر گوشہ مین کچھ
نہ کچھ ارمان نکل ہی آئین گے۔

ہے ابھی خون سے فقط گرمیِ ہنگامۂ اشک   پر یہ حالت ہے تو نالے شرر افشان ہون گے

ابھی تو یہ ہے کہ ہنگامۂ اشک کی گرمیِ بزم صرف خون ہی کی وجہ سے ہے
یعنی ابھی تو یہ ہے کہ آنکھون سے خون آتا ہے مگر یہی حالت رہی تو نالے شرر افشان
سینے سے نکلین گے اور وہ گرمی ہنگامہ پیدا کرینگے۔

باندھ کر عہدِ وفا اتنا تنفر ہے ہے   تجھ سے بے مہر کم اے عمر گریزان ہونگے

اے عمر فانی تو نے ہم سے عہد وفا باندھا تھا یا اب اس قدر نفرت ہے کہ
ہم سے نفرت کرتی ہوئی جدا ہو رہی ہے اور چلی جا رہی ہے ہاے اے عمر فانی تو
بڑی ہی بے مروت بڑی بے وفا ہے۔ دنیا مین تجھ سے بے مہر کم ہون گے۔

اسقدر بھی دلِ سوزان کو نہ جان افسردہ   ابھی کچھ داغ تو اے شمع فروزان ہونگے

اے شمع فروزان تجھے اپنے نور اپنی روشنی پر بڑا غرور ہے اور بڑھ بڑھ کر باتین
بنا رہی ہے کیونکہ تو نے سمجھ لیا ہے کہ غالب کا دل تو افسردہ ہو ہی چکا ہے اب کون ہو

جو تیرا مقابلہ کرے گا مگر سن ہم تجھے سمجھائے دیتے ہیں۔ ہمارے دل کو اتنا افسردہ نہ جان وہ افسردہ تو ہوا ہے مگر اتنا افسردہ نہیں ہے کہ تجھ سے مقابلہ نہ کر سکے ابھی تو اس میں کچھ داغ باقی ہوں گے جو تیرے مقابلہ کے لئے کافی ہیں اور تجھے شرما سکتے ہیں۔

عہد میں تیرے کہاں گرمیٔ ہنگامۂ عیش — گل مری قسمت وارژونہ پہ خنداں ہونگے

یہ تیرا گمان غلط ہے کہ تیرے زمانہ میں کہیں عیش وعشرت کا نام ہے۔ نہیں ہرگز نہیں گرمی ہنگامۂ عیش کا وجود تیرے زمانہ میں کہیں ممکن ہی نہیں گل جنھیں دیکھ کر گرمی ہنگامۂ عیش کا خیال کیا ہے میرے اُلٹے مقدر پر ہنس رہے ہیں اُن سے خوشی اور عیش کا گمان نہ رکھ۔

خوگر عیش نہیں ہیں ترے برگشتہ نصیب — انکو دشوار ہیں وہ کام جو آسان ہونگے

وہ لوگ جو تجھپر عاشق ہو چکے ہیں اُن کے نصیب پلٹ چکے ہیں اب اُن سے عیش کے خوگر ہونے کی امید نہ رکھ وہ کام جو زمانے بھر کے واسطے سہل اور آسان ہیں اُن کے لئے دشوار سے دشوار ہیں۔

موت پھر زیست نہو جایہ ڈرہی غالب — وہ مری نعش پہ انگشت بدنداں ہونگے

خیال ہے کہ میں مروں گا تو انھیں افسوس ہوگا اور وہ دانتوں میں انگلی دبا کر نعش پر کھڑے ہوں گے خیر اس کا اثر اور تو جو کچھ ہوگا سو ہوگا دیکھا جائے گا مگر مجھے ڈر یہ لگا ہوا ہے کہ کہیں میری موت پھر زندگی سے نہ بدل جائے۔ یعنی اُن کے اس افسوس سے مجھے جینا نہ پڑے۔ نہایت عجیب وغریب شعر کہا ہے اور بلا مبالغہ مومن خان کی غزل کے بہترین شعروں کا یہی ایک شعر جواب ہے۔ یہ شعر غالب کے خاص انداز کا ہے فارسی میں ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

زاں نمی ترسم کہ گردد قعر دوزخ جائے من
وائے گر باشد ہمیں امروز من فردائے من

غیر مطبوعہ

نمایش پردہ دار طرز بیداد تغافل ہے / تسلی جان بلبل کیلئے خندیدن گل ہے

بلبل کے حال سے گل سراسر تغافل برت رہا ہے اور بالکل بیخبر ہے مگر نمایش نے اس تغافل پر پردہ ڈال رکھا ہے گل جو دکھانے کے لئے ہنس رہا ہے بلبل کی جان اس سے تسلی پا رہی ہے اور وہ یہ سمجھتی ہے کہ گل کا یہ ہنسنا میرے حال پر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے حال سے غافل نہین ہے اور یہ غنیمت ہے۔

نمود عالمِ اسباب کیا ہے لفظ بے معنی / کہ ہستی کی طرح مجکو عدم مین بھی تامل ہے

لوگ کہتے ہین کہ عالم اسباب موجود ہے مگر ہمارا خیال ہے کہ عالم اسباب کی نمود ایک لفظ بے معنی ہے اور سراپا بے بود ہے اور جب عالم اسباب ہی سرے سے نہین ہے تو پھر یقینی لفظ عدم بھی محل تامل ہے کیونکہ معدوم تو وہی شے سمجھی جائے گی جو موجود بھی ہو۔ نہایت عمدہ شعر کہا ہے۔

نرکھ پابند استغنا کو قیدِ رسم عالم کا / ترا دست دعا بھی رخنہ انداز توکل ہے

دعا مانگنا دنیا کی ایک رسم ہے مگر ہم کہتے ہین کہ استغنا یعنی بے پروائی کو رسم عالم کا کیون پابند اور مقید کیا جائے۔ ہمارے نزدیک بر بنائے رسم زمانہ دعا مانگنا بھی شان توکل مین رخنہ اندازی کرتا ہے اس کو بھی ترک کر دینا چاہئے اقبال کا ایک شعر ہے ؎

واعظ کمال ترک سے ملتی ہے یان مراد
دنیا کو چھوڑتا ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے

نہ چھوڑا قید مین بھی وحشیونکو یاد گلشن نے / یہ چاک پیرہن گویا جواب خندۂ گل ہے

وحشیون کو یاد چمن نے قید مین بھی نہ چھوڑا اور یاد چمن سے پیرہن کا چاک کرنا بھی گویا خندۂ گل کا ایک جواب ہے۔

ابھی دیوانگی کا راز کہہ سکتے ہین ناصح کو / ابھی کچھ وقت ہے غالب ابھی فصل گل و مل ہے

اے غالب ناصح ہم سے اکثر پوچھا کرتا ہے کہ ہم دیوانے کیون ہو گئے لہذا اگر وہ پوچھنا چاہے تو اس زمانے مین پوچھ لے۔ کیونکہ ابھی بہار کا زمانہ ہے ابھی تو ہم ہوش مین ہین خزان کے موسم مین ہم اپنے قابو سے باہر ہو جائین گے اور پھر یہ بات ہمارے اختیار کی نہ ہوگی۔

غیر مطبوعہ

بھولے ہوئے جو غم ہین انھین یاد کیجیے　　　تب جا کے انسے شکوۂ بیداد کیجیے

مجھے ہزارون غم ہین اور غمون کی کثرت کی وجہ سے بہت سے غمون کو مین بھول گیا ہون اب اُن کے ایسے عالم مین شکوہ کیا کرون جب کہین اطمینان سے بیٹھ کر اُن بھولے ہوے تمام غمون کو یاد کرون تب کہین جا کر اُن سے رنج و غم کا شکوہ کرنے کے قابل ہون۔

حال آنکہ اب زبان مین نہین طاقت فغان　　　پر دل یہ چاہتا ہے کہ فریاد کیجیے

وقت وہ آگیا ہے کہ فریاد کرتے کرتے زبان مین فریاد کرنے کی طاقت باقی نہین رہ گئی ہے مگر جوش غم اب بھی اتنا ہے کہ دل کا برابر یہی تقاضہ ہے کہ جہان تک ہوسکے فریاد کئے جاؤ۔

خود جان دیکے روح کو آزاد کیجیے　　　تا کے خیال خاطر جلاد کیجیے

اب تک یہ انتظار رہا کہ جلاد ظالم کبھی نہ کبھی ہماری گردن پر تلوار رکھدیگا اور ہم اس بہانے قید ہستی سے رہا ہو جائینگے۔ مگر عمر گزری جاتی ہے وقت نکلا جاتا ہے اور جلاد کو یہ خیال نہین آتا کہ ہماری گردن کے بوجھ کو ہلکا کر دے۔ لہذا اب بہتر یہ ہے کہ جان دیکر روح کو آزاد کر دیا جاے۔ اور اس انتظار کو الوداع کہا جائے۔

بس ہو دلون کیواسطے اک جنبش نگاہ　　　اُجڑے ہوے گھرون کو پھر آباد کیجیے

وہ دل جو تمھاری عدم توجہی کی وجہ سے ویران اور برباد ہو گئے ہین انکے

آباد کرنے کی اگر کوئی صورت ہو تو یہی ہو کہ آپ ایک نگاہ ان کو دیکھیں اور چاہیئے بھی یہی کہ جو گھر ویران ہیں ان کو پھر آباد کر دیجئے۔ کوئی کہتا ہے ؎

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلا دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

کچھ وردمند منتظر انقلاب ہیں　　جو شاد ہو چکے انھیں ناشاد کیجئے

کچھ لوگ ایسے ہیں جو دل کے درد سے بے چین ہیں تباہ و برباد ہو چکے ہیں کوئی سہارا باقی نہیں رہا اب وہ غریب انقلاب عالم کا انتظار دیکھ رہے ہیں۔ اور پریشان ہیں لہٰذا آپ کو چاہیئے کہ آپ انقلاب برپا کیجئے اور ہوائے عالم کا رخ بدلئے۔ جو لوگ کہ اب تک آپ کے لطف و کرم سے خوش شاد ہشاش بشاش ہوتے چلے آئے ہیں اُن کو ذرا ستایئے اور جو اس وقت تک برابر ستائے جاتے رہے ہیں اُن کو شاد کیجئے۔

شاید کہ پاس باعثِ افشائے راز ہو　　لطف و کرم بھی شاملِ بیداد کیجئے

معشوق کو ترکیب بتاتے ہیں اور بدنامی سے بچاتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ تم نادانی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ آئنا کسی کو مایوس نہ کرو کہ اس کی مایوسی کا سیر ایسا اثر پڑے اور سب لوگ سمجھ جائیں پھر زمانہ بھر میں تمہارے ظلم و ستم کا راز فاش ہو جائے لہٰذا اس کی مناسب اور بہتر ترکیب یہ ہے کہ ظلم و ستم میں تھوڑا سا لطف و کرم بھی شامل کر لیجئے ایک جگہ کہا ہے کہ ؎

جان کر کیجئے تغافل کہ کچھ امید بھی ہو
یہ نگاہ غلط انداز تو سم ہے ہم کو

بیگانۂ رسوم جہان ہے مذاقِ عشق　　طرز جدید ظلم کچھ ایجاد کیجئے

عشق راہ و رسم کی پابندی نہیں چاہتا وہ اس سے بیزار ہے لہٰذا یہی فرسودہ اور پامال ظلم جو ہمیشہ سے ہوتے چلے آتے ہیں کہاں تک بجھ گئے بجائیے گا۔ اب

انھین چھوڑے میرا عشق جدت پسندان رسوم کی پابندی نہین کرنا چاہتا کچھ نئے نئے طریقے ظلم وستم کے نکالئے کوئی کہتا ہے ؎

وصل سے انکار ہے یہ تو پرانی بات ہے
اب نئے انداز سیکھو جی جلانے کے لئے

غیر مطبوعہ ہمسے خوبان جہان پہلو تہی کرتے رہے ہم ہمیشہ مشق از خود رفتگی کرتے رہے

خوبان جہان برابر ہم سے پہلو تہی کرتے رہتے ہین اسی واسطے ہم ہمیشہ از خود رفتگی کی مشق مین محو اور مشغول رہتے ہین اور کبھی اپنے ہوش مین نہین آتے۔

کثرت آرائی خیال ما سوا کی وہم تھی مرگ پر غافل گمان زندگی کرتے رہے

ماسوا کا خیال اور وحدت کے علاوہ کثرت کا ذکر یہ کچھ بھی نہ تھا صرف ایک وہم تھا در اصل کثرت کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ جو کچھ تھی وحدت ہی وحدت تھی کثرت کا خیال اپنے دل مین مضبوط کرنے کی مثال ایسی ہی ہے کہ ان جاہلون اور غافلون نے موت کے اوپر زندگی کا گمان کیا۔

داغہاے دل چراغ خانہ تاریک تھے تا مغاک قبر پیدا روشنی کرتے رہے

میرے دل کے جلتے ہوے داغ اندھیرے گھر کا چراغ تھے اور انھون نے آخر اتنک اپنا کام کیا یعنی قبر کے تاریک گڑھے تک برابر روشنی دیتے رہے۔

شور نیرنگ بہار گلشن ہستی نہ پوچھ ہم خوشی اکثر رہین ناخوشی کرتے رہے

باغ ہستی کی بہار کی نیرنگی کی حقیقت کیا پوچھتا ہے یہ کہنے والی بات نہین ہے بڑا دل دکھانے والا قصہ ہے عالم یہ ہے کہ اکثر ایسی باتین جو اول اول بادی النظر مین ہم کو اپنی خوشی کی معین اور مددگار نظر آئین آخر آخر مین انھین کو رنج اور غم کا رہن بنانا پڑا یعنی دنیا کی اکثر باتین جو ظاہرا سامان طرب تھین وہ باعث غم ثابت ہوئین۔

رخصت اے تمکین آزار فراق ہمرہان   ہوسکا جبتک غم واماندگی کرتے رہے

اے دوستون کے فراق کے رنج اور اے اس رنج کی تمکنت خدا کے لئے اب ہمارا پیچھا چھوڑ اور ہمارے دل سے رخصت ہو جا۔ جب تک کہ ہم سے ممکن ہوا اور جب تک کہ ہم سے ہوسکا ہم اپنے تھک کر گر پڑنے کا رنج کرتے رہے مگر آخر بتا تو سہی کہ کب تک اس دکھڑے کو روئین اور کہانتک بیٹھے ہوے یہ سوچا کرین کہ ہم اپنے ساتھیون سے چھٹ گئے۔

درد ہو دل مین تو دوا کیجیے   دل ہی جب درد ہو تو کیا کیجیے غیر مطبوعہ

علاج ہوا کرتا ہے درد کا لہذا اگر دل مین کوئی درد ہو تو ہم اس کا علاج کرین مگر مشکل تو یہ آپڑی ہے کہ درد درد نہین رہا ہے بلکہ وہ دل بن گیا ہے اور اس نے پریشان کر رکھا ہے اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے میرا ایک شعر ہے۔

احساس درد ہو تو کرین درد کا علاج
لیکن یہان تو درد کی پہچان ہی نہین

ہم کو فریاد کرنی آتی ہے   آپ سنتے نہین تو کیا کیجیے

مدتون پیچتے پیچتے ایک مجبور فراق بدقسمت عاشق خاموش ہو کر بیٹھ گیا ہے اس کے اس بیٹھے رہنے اور اس خاموشی پر یہ گمان ہوتا ہے کہ اس کو فریاد کرنی نہین آتی آخر معشوق اس سے پوچھتا ہے کہ کیا بات ہے تب وہ جواب دیتا ہے کہ ظالم تیرا یہ خیال غلط ہے کہ مجکو فریاد کرنی نہین آتی۔ یہ بات نہین ہے۔ مجھے فریاد کرنی تو آتی ہے مگر جب تو اُسے سنتا ہی نہین تو فائدہ کیا ہے میرے خیال مین یہ شعر اسی قبیل کا ہے ؎

ہم بھی منہ مین زبان رکھتے ہین
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

بلکہ وہان تو مدعا کا ذکر بھی ہے یہان تو مدعا کا ذکر ہی اڑا دیا ہے صرف فریاد ہی رہ گئی ہے

اِن بتون کو خدا سے کیا مطلب   توبہ توبہ خدا خدا کیجیے

ان ظالم سنگدل بتون کو خدا سے کیا مطلب ہے کون خدا کیسا خدا توبہ کرو توبہ کرو - یہ ظالم ان باتون کو کیا جانین - اس شعر مین لطف زبان ایسا ہے کہ بیاختہ داد دینا پڑتی ہے سہل ممتنع انھین شعرون کا نام ہے حالانکہ اس مین رعایت لفظی بھی موجود ہے - دونون شعر نہایت عمدہ ہین -

رنج اٹھانے سے بھی خوشی ہو گی   پہلے دل دردآشنا کیجیے

اُن لوگون سے خطاب ہے جو دنیا کے رنج وغم اور ہجر کے صدمون سے گھبراتے اور رنج کے نام سے دور بھاگتے ہین - فرماتے ہین کہ بیخبرو - اگر تم اپنے دلکو دردآشنا بنالو تو پھر رنج اٹھانے سے بھی تم کو خوشی ہو -

عرض شوخی نشاط عالم ہے   حُسن کو اور خودنما کیجیے

ہرچند کہ خودنمائی بُری اور بدترین چیز ہے مگر کیا کیا جاے دنیا کی خوشی اور نشاط تفریح اور انبساط کا اسی پر انحصار ہے لہذا جہان تک ہوسکے خودنما بنیے اور حسن کو اور خودنما کیجیے یہی شوخی دنیا کی جان ہے -

دشمنی ہوچکی بقدر وفا   اب حق دوستی ادا کیجیے

حقیقت یہ ہے کہ یہ شعر وہ ہے جو شرح وبیان کے بار کا تحمل نہین کرسکتا اور بیاختہ کہنا پڑتا ہے کہ

خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست

ہاے کہتا ہے کہ جتنی ہم نے وفا کی تھی اتنی تم نے دشمنی تو کرلی اُس کا حق ادا کرچکے اب دوستی کا حق ادا کیجیے - اس فقرہ کی شرح صرف ذوق سلیم پر منحصر ہے -

موت آتی نہین کہین غالب   کبتک افسوس زیست کا کیجیے

اے غالب زندگی کا افسوس اور رنج کرنے سے اگر موت آجائے تو ایک بات بھی ہے مگر موت ان باتون سے نہین آسکتی لہذا یہ رنج وغم کرنا کیون ہین فضول اور لایعنی ہے چھوڑو اس قصہ کو اس کا کچھ حاصل نہین ہے۔

سکوت وخامشی اظہار حال بے زبانی ہے ❊ کمین درد مین پوشیدہ راز شادمانی ہے — غیر مطبوعہ

کہتے ہین کہ سکوت اور خاموشی کیا ہین یہ بے زبانی کے حال کا اظہار ہین یعنی خاموش رہنے ہی سے دنیا پر بے زبانی کے درد کا اظہار ہوتا ہے یون سمجھ لیجئے کہ درد کی آڑ مین یہان شادمانی پوشیدہ ہے۔ اور اس رنج مین خوشی پنہان ہے۔

عیان ہین حال و قال شیخ سے انداز دلچسپی ❊ مگر رند قدح کش کا ابھی دور جوانی ہے

یہ معلوم ہے کہ شیخ کے حال اور قال۔ وضع ولباس۔ طور وطریق سے دلچسپی ٹپکتی ہے اس کی گفتگو مین دل کشی ہے اُس کے حال سے ہر شخص نصیحت پکڑ سکتا ہے مگر رند پر ان سب باتون کا اثر پڑنا اک ذرا دشوار معلوم ہوتا ہے اس کا ابھی جوانی کا عالم ہے۔ اور جوانی دیوانی ہوتی ہے وہ ان سب باتون کی پروا نہین کرتی اور کبھی ان سے لطف اندوز نہین ہوتی۔

ثبات چند روزہ کارفرمائے غم وحسرت ❊ اجل سرمایہ دار دور عیش وکامرانی ہے

اس شعر مین موت وحیات کا تقابل کیا گیا ہے اسی بنا پر کہتے ہین کہ زندگی غم وحسرت پیدا کرتی اور اُن کی کارفرمائی کرتی ہے۔ اور موت عیش اور کامرانی کی سرمایہ دار ہے یعنی اس کے بعد پھر کوئی حسرت اور غم نہین رہتا۔

گداز داغ دل شمع بساط خانہ ویرانی ❊ تپش گاہ محبت مین فروغ جاودانی ہے

داغ دل کا پگھلنا خانہ ویرانی کی بساط اور فرش کے لئے ایک شمع ہے گویا اگر اس کے ذریعہ سے تپش گاہ محبت مین ہمیشہ اُجالا رہے گا۔ اس واسطے کہ داغ دل کو اپنی سوختگی اور اپنی گرمی سے ہمیشہ گداز ہوگا اور وہ شمع کا کام دے گا۔

غیر مطبوعہ

وفورِ خودنمائی ہے میں ذوقِ جلوہ آرائی　　　　بوہم کامرانی جذبِ دل کو شادمانی ہے

میرے معشوق کو خودنمائی کا ذوق حد سے زیادہ ہے اور یہ ذوق منجر ہو کر جلوہ آرائی تک آپہونچا ہے یعنی وہ خودنمائی کے شوق مین دنیا کو اپنا حسن عالم سوز دکھا رہا ہے ادہر تو یہ عالم ہے ادہر حضرت دل پھولے نہین سماتے وہ سمجھتے ہین کہ ہمارے جذبِ عشق نے اثر کیا ہے اور یہ کامرانی اسی جذب کا نتیجہ ہے حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔

دلِ حرمان لقب کی داد دے اے چرخِ بے پروا　　　　بغارت دادۂ رخت و متاعِ کامرانی ہے

اے چرخ بے پروا اے ظالم آسمان داد دے میرے اس دل کی جس کا کثرت بدنصیبی کیوجہ سے لقب ہی حرمان نصیب ہوگیا ہے اُسے دیکھ کر اس کا تمام سرمایہ عیش و مسرت لٹ گیا ہے اور اب سوا حسرت و افسوس کے اس کے پاس کچھ نہین۔

غیر مطبوعہ

کسکی برقِ شوخیٔ رفتار کا دل دادہ ہے　　　　ذرہ ذرہ اس جہان کا اضطراب آمادہ ہے

اے خدا دنیا کے ہر ذرہ مین کس کی شوخی کی بجلی اثر کر گئی ہے۔ اور کس کا اس کو عشق ہے کیونکہ مین دنیا کے جس ذرہ پر نظر ڈالتا ہون وہ اضطراب آمادہ ہے اور برابر تڑپ رہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی کی برق رفتاری نے اُن کے اندر اثر کیا ہے اور وہ اُسیر فریفتہ ہین۔

ہی غرورِ سرکشی صورت نمائے عجز بھی　　　　منقلب ہو کر ہبان نقش پا افتادہ ہے

یہی سرکشی کا غرور عاجزی کی صورت بھی دکھاتا ہے اور یہی پستی بھی کرتا ہے اس کی مثال بالکل نقش قدم کی طرح ہوتی ہے کہ جب وہ منقلب ہوتا ہے تو فوراً اسمین افتادگی اور پستی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے ایسے ہی یہ سرکشی کا غرور بھی عاجزی کی طرف کھنچتا جاتا ہے۔

تھا ویران سازیٔ عشقِ جفا پیشہ نہ پوچھ　　　　نامرادون کا خطِ تقدیر تک بھی سادہ ہے

عشق کے ظلم و ستم کی روداد کیا پوچھتا ہے کچھ نہ پوچھ اس نے عاشقون کے گھر کو تو لوٹ کر تباہ و برباد کیا ہی تھا خیر یہان تک تو کوئی نئی بات نہین ہے مگر ستم تو یہ ہے کہ نامرادون کے خط تقدیر کو بھی لوٹ لیا وہ بھی سادہ پڑا ہے یعنی اس مین بھی کچھ نہین اور یہ ظاہر ہے کہ نامرادون کی قسمت مین کچھ بھی نہین ہوتا۔

خود نشاط و سرخوشی ہے آمد فصل بہار آج ہر سیل روان عالم مین موج بادہ ہے

فصل بہار کی آمد ہی بذات خود نشاط اور سرخوشی ہے کوئی ضرورت نہین کہ میکشی کی طرف رغبت کی جائے بہار کے زمانہ مین ہر بہتی ہوئی سیل بھی موج بادہ معلوم ہوتی ہے۔

زندگانی رہرو راہ فنا ہے اے اسد ہر نفس ہستی سے تا ملک عدم اک جادہ ہے

اے اسد زندگی ایک مسافر ہے جو فنا کی راہ کو طے کر رہا ہے گویا کہ زندگی کا ہر نفس ایک جادہ ہے جو ملک ہستی سے شروع ہو کر سرحد نیستی تک جا پہونچتا ہے۔ زندگی کا مسافر اسی پر اپنے سفر کو طے کر رہا ہے۔ یہ شعر بھی نہایت ہی عمدہ شعر ہے۔

رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے تمھاری طرز روش جانتے ہین ہم کیا ہے

اگر تم رقیب پر مہربان ہو تو کون سے بڑے تعجب کی بات ہے اور کیا حیرانی کی جگہ ہے ہم کو معلوم ہے کہ تمھاری طرز روش کیا ہے۔ اور تمھاری مہربانی مین کیا کیا ستم نہان ہوتے ہین دوسرا مصرع نہایت ہی کثیر المعنی ہے مثلاً یہ کہ ہم کو معلوم ہے کہ دو دن بھی تم کسی سے برابر نہین ملتے اور دو دن بھی نہین نباہتے ادھر دوستی کی اور اُدھر دشمنی یہی تمھارا طریقہ ہے۔ یا یہ کہ تمھارا طریقہ ملنے کا جو کچھ ہے وہ ہم کو معلوم ہے در اصل تم ملتے کسی سے بھی نہین ہو۔ ایک نمایش ہوتی ہے۔ یا یہ کہ تمھاری طرز روش ہم کو معلوم ہی ہے آج اس سے ملے ہو۔ کل کسی اور سے ملو گے۔ غرضکہ اس مین بہت سے لطیف پہلو نکلتے ہین۔

کٹے تو شب کہین کاٹے تو سانپ کہلاوے کوئی بتاے کہ وہ زلف خم بخم کیا ہے

اگر دہ کٹ جائے تو اس کو لاتا کا کٹنا کہین گے - اور اگر دہ کاٹ لے تو سکو سانپ کا کاٹنا کہین گے - خدا کے لئے کوئی ہم کو بتاؤ کہ وہ زلف خم بخم آخر کیا ہے اور اس کو کیا کہین یہ شعر صرف الفاظ کی مناسبتون کی بنا پر کہا گیا ہے معنویت کچھ اچھی نہین ہے -

لکھا کرے کوئی احکام طالع مولود　　کسے خبر ہے کہ وہان جنبش قلم کیا ہے

بڑے لوگون اور بعض قومون مین دستور ہے کہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا زائچہ بنایا جاتا ہے اور اس کے احکام لکھے جاتے اور اس کی آیندہ زندگی کا حال بیان کیا جاتا ہے اُسی کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ طالع مولود کے احکام دینا لکھا کرے اس سے کیا حاصل ہو اور اس سے ہوتا کیا ہے یہ کس کو معلوم ہے کہ ہونے والا کیا ہے اور کلک قدرت نے اس کی قسمت مین کیا لکھا ہے -

جو حشر و نشر کا قائل نہین کسی صورت　　خدا کیواسطے ایسے کی پھر قسم کیا ہے

اس کی قسم کا اعتبار کرنا چاہئے جو حشر کو مانتا ہو حشر کے دن کی جزا و سزا کو برحق جانتا ہو مگر جو حشر و نشر کا قایل ہی نہین پھر ایسے کی قسم سے کیا فائدہ اور اپر اعتبار کون کرے وہ تو سراسر بیکار اور بے فائدہ ہے -

وہ داد و دید گرانمایہ شرط ہے ہمدم　　وگرنہ مہر سلیمان و جام جم کیا ہے

بات تو جب ہے کہ دنیا ہی انصاف ہو ویسی ہی روش اور طرز ہو وگرنہ اس مہر سلیمان اور جام جم سے کیا نتیجہ بیکار ہے -

سخن مین خامہ غالب کی آتش افشانی　　یقین ہے ہمکو بھی لیکن اب اسمین دم کیا ہے

ہم کو بھی معلوم ہے کہ غالب جیسا لکھنے والا ہے اور جیسا اس کا خامہ آتش افشانی کرتا ہے مگر اب اس غریب مین رہا کیا ہے اور وہ ہے کس قابل -

اس جور و جفا پر بھی بد ظن نہین ہم تجھ سے　　کیا طرفہ تمنا ہے امید کرم تجھ سے　　غیر مطبوعہ

بااینکہ تو ہم پر اس قدر ظلم کرتا ہے اور اس درجہ ہم کو ستاتا ہے مگر ہم تجھ سے بدظن نہیں ہوے اور تجھ سے بدگمانیاں ہمارے دل میں نہیں پیدا ہوئیں اور اس وقت تک تجھ سے کرم کی امید چلی جاتی ہے۔ حقیقتاً یہ تمنا عجب تمنا ہے اور یہ امید عجب امید ہے،

امید نوازش میں کیوں جیتے ہیں ہم آخر　　سہتے ہی نہیں کوئی جب درد و الم تجھ سے

خود ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم امید نوازش میں کیوں زندہ ہیں اور کس سبب سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ تو ہم پر لطف و کرم کرے گا درانحالیکہ ہم کوئی درد و الم تیری طرف سے نہیں سہتے تو پھر ہمیں امید کس بات کی ہے اگر ہم ظلم سہتے تو لطف کی امید ہوتی۔

وارفتگی دل ہی یا دست تصرف ہے　　ہیں اپنے تخیل میں دن رات بہم تجھ سے

یہ ہمارے دل کی از خود رفتگی ہے۔ دیوانہ پن ہے یا کوئی دست تصرف ہے کہ اس عالم وارفتگی میں ہم دن رات تجھ سے ملے ہوے ہیں گویا از خود رفتگی دست تصرف بن گئی ہے اور تجکو ہمارے پاس کھینچ لائی ہے۔

یہ جور و جفا سہنا پھر ترک وفا کرنا　　اے ہرزہ پژوہی بس عاجز ہوے ہم تجھ سے

مدتوں ایک شخص ظلم و ستم اٹھاتا رہا ہے مدتوں تک جفائیں سہتا رہا ہے آخر عاجز ہو کر ترک وفا کا ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اب ہم بھی وفا کو ترک کر دینگے اسی پر شاعر کہتا ہے اتنے دنوں تک تو یہ سب کچھ کیا یہ ظلم اٹھائے یہ رنج سہے۔ اب آپ یہ خیال ظاہر فرما رہے ہیں اے ہرزہ پژوہی یعنی فکر بیہودہ بس کر ہم تجھ سے عاجز ہو گئے۔ تو ہمارا پیچھا چھوڑ آخر پہلے تو نے ظلم کیوں سہے تھے اور اب کیوں عاجز ہے جب کیا تھا اور اب کیا ہے۔

غالب کی وفا کیشی اور تیری ستم رانی　　مشہور زمانہ ہے اب کیا کہیں ہم تجھ سے

تو نے غالب پر جیسے جیسے ظلم کئے ہیں اور اس پر بھی وہ وفا کرتا رہا ہے۔ اسے بیان کرنے کی اور تجھے جتانے کی کیا ضرورت ہے زمانہ جانتا ہے اور تجھے خود معلوم ہے

یہ محاورہ نہایت عمدہ صرف ہوا ہے کہ اب کیا کہیں۔ الخ

صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں — توڑنا ہوتا ہے رنگ یک نفس ہر شب مجھے

یہ بھی ایک خیالی مضمون ہے فرماتے ہیں کہ ادبار اور نحوست کے کلفت خانہ میں صبح کہاں رکھی ہے بجائے صبح میں روزانہ ایک نفس کا رنگ منتشر کرتا ہوں۔ جس سے صبح معلوم ہوتی ہے چونکہ تنفس صبح کے روشن ہونے اور سانس لینے کو کہتے ہیں یہیں سے شاعر کے ذہن میں مضمون پیدا ہوا۔ اور واقعات کے بجائے شعر کی بنا صرف خیال پر رہ گئی۔

شومیٔ طالع سے ہوں ذوق معاصی میں اسیر — نامۂ اعمال ہے تاریکیٔ کوکب مجھے

میرا ذوق معاصی میں اسیر ہونا صرف میری شومی طالع کی وجہ سے ہے اور بدنصیبی نے مجکو اس جال میں پھنسا رکھا ہے یہ سمجھ لیجئے کہ میرے تارے کی سیاہی ہی میرا سیاہ اعمال نامہ ہے یعنی میری تاریکی نصیب ہی سے میرا اعمال نامہ سیاہ ہوا ہے۔

درد ناپیدا و بیجا تہمت وارستگی — پردہ دار یاوگی ہے وسعت مشرب مجھے

نہ کہیں درد کا دل میں نشان ہے اور نہ آزادی ہی ہے یہ بھی ایک تہمت ہے وہ بھی کچھ بھی نہیں میں ایک یاوہ اور بیہودہ ہوں اور اس بیہودگی کا پردہ یوں رہ گیا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو ایک وسیع المشرب مشہور کر رکھا ہے جس کی وجہ سے کوئی پابندی اور کسی قسم کی ذمہ داری میرے اوپر عاید نہیں ہوتی۔

اسد بہار تماشائے گلستان حیات — وصال لالہ عذاران سرو قامت ہے

اے اسد باغ زندگی کی بہار تماشا بس یہی ہے کہ لالہ عذاروں اور سرو قامتوں کا وصال میسر ہو۔

شوخی مضراب جولاں آبیار نغمہ ہے — برگ زیر ناخن مطرب بہار نغمہ ہے

مضراب اس چھلّے کو کہتے ہیں جس سے ستار وغیرہ بجاتے ہیں اور برگ۔ تر دوڑ دھوپ کو کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مضراب کی جولانی نغمہ کی آبیاری ہے اور مضراب کے ناخن کی جو تار پر دوڑ دھوپ ہوتی ہے وہ نغمہ کی بہار ہے گویا نغمہ ایک چمن ہے جس کی پرورش اس طرح ہوتی ہے۔

کس سے اے غفلت تجھے تعبیر آگاہی ملے ‎ گوشہا سیمابی و دل بیقرار نغمہ ہے

غفلت کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ اے غفلت آخر کونسی ایسی شے ہے جس سے تجھے درس آگاہی حاصل ہو اس کے دو ہی ذریعہ ہیں۔ یا کان سے کچھ اس قسم کی باتیں سنے یا دل خود کوئی عبرت حاصل کرے یہاں یہ دونوں بیکار ہیں کان ہیں تو ان میں پارہ بھرا ہوا ہے جس سے وہ بہرے ہو گئے ہیں اور دل ہے تو اس کو نغمہ کی تاثیر یا اشتیاق نے بیتاب و بیخود بنا رکھا ہے۔

ساز عیش بیدلی ہے خانہ ویرانی مجھے ‎ سیل یاں کوک صدائے آبشار نغمہ ہے

میری بیدلی بنائے فراغت ہے اور اس عیش بیدلی کا ساز میرے لئے میری خانہ ویرانی ہے اور وہ سیلاب خانہ ساز آبشار نغمہ کی صدائے کوک ہے۔ جو باعث عیش ہے۔

سنبلی خواں ہے بہ ذوق تار گیسوئے دراز ‎ نالۂ زنجیر مجنوں رشتہ دار نغمہ ہے

سنبلی اور عمل گیسو۔ موسیقی میں دو آوازوں یا دو دھنوں کا نام ہے اور سنبل کو گیسو سے تشبیہ بھی دیتے ہیں اسی لفظی رعایت پر شعر کے خیال کی بنیاد ہے کہتے ہیں کہ زنجیر مجنوں کی آواز گویا نغمہ کی رشتہ دار ہے یعنی نغمہ سے ملتی جلتی اور اسی کے قریب ہے کیونکہ یہ بھی محبوب کے گیسوئے دراز کی یاد میں سنبلی خواں ہے۔ سنبل۔ گیسو سنبلی زنجیر ایک طرف رشتہ۔ تار نغمہ سنبلی ایک طرف سب مراعات لفظی ہیں اور بس۔

خود فروشی ہائے ہستی بسکہ جائے خندہ ہے ‎ تا شکست قیمت دلہا صدا خندہ ہے

چونکہ ہستی کی خود نمائیاں اور خود فروشیاں قابل تضحیک ہیں اس لئے وہ صدا جو شکست قیمت ہائے دل سے آتی ہے اس سے بھی خندہ حقارت کی صورت ترشح ہوتی ہے اور وہ دلون کی شکست قیمت کی آواز بھی فرمائشی قہقہہ معلوم ہوتی ہے

نقش عبرت در نظر ہا نقد عشرت در بساط　　دو جہان وسعت بقدر یک فضا خندہ ہے

حالت یہ ہے کہ نقوش عبرت نظر مین ہین اور نقد عشرت بساط مین ہے گویا کہ دو جہان کی فراخی بقدر ایک فضائے خندہ کے ہے۔

جائے استہزا ہی عشرت کوشی ہستی اسد　　صبح و شبنم فرصت نشو و نمائے خندہ ہے

اے اسد دنیا یا ہستی کی کوشش عشرت ہنسنے اور مذاق اڑانے کے قابل ہے تجھے معلوم ہے کہ یہ صبح اور شبنم کیا ہین۔ صبح بھی ایک خندہ کی فرصت ہے اور شبنم بھی یعنی صبح بھی روزانہ ایک مرتبہ بطریق استہزا دنیا کی عشرت کوشی پہ ہنس لیا کرتی ہے اور شبنم بھی۔ خندہ صبح شعرا مین مسلم ہے شبنم کا خندہ اس وجہ سے کہا کہ قطرات کو صاف دانتون سے تشبیہ دیتے ہین اسی وجہ سے شبنم کو شبنم کا ہنسنا کہا گیا ہے۔

حسن خوبان بسکہ بے قدر تماشا ہی اسد　　آئینہ اک دست رد امتناع جلوہ ہے

حسینون کے تماشائے حسن کی چونکہ اس زمانہ مین بالکل قدر جاتی رہی ہے اسلئے اس زمانہ مین آئینہ بھی ایک ہاتھ سا معلوم ہوتا ہے جو اشارہ سے جلوہ کو اپنی طرف آنے سے منع کرتا ہے۔

تمثال جلوہ عرض کر اے حسن کب تلک　　آئینہ خیال کو دیکھا کرے کوئی

اے حسن دوست جلوہ کی کوئی تصویر پیش کر۔ کہان تک کوئی بیٹھا ہوا خیال کے آئینہ کو دیکھا کرے مطلب یہ ہے کہ خیال کرتے کرتے عاجز آگئے اب ضرورت اس کی ہے کہ جلوہ دکھائیے۔

وحشت کہان کہ بیخودی انشا کرے کوئی　　ہستی کو لفظ معنی عنقا کرے کوئی

ایسی وحشت کہاں سے آئے کہ کوئی بیخودی پیدا کرے اور ہستی کو معدوم ثابت کرے

عرض سرشک پر ہے فضائے زمانہ تنگ — صحرا کہاں کہ دعوت دریا کرے کوئی

اگر میں رونے پر آؤں تو میرے آنسو اس قدر ہیں کہ زمانہ میں سما نہیں سکتے اسی لئے میں رونے کا ارادہ ہی نہیں کرتا۔ اگر صحرا ہو تو دریا کی دعوت کریں جب صحرا ہی نہیں تو دریا کی دعوت بیکار ہے۔

وہ شوخ اپنے حسن پہ مغرور ہے اسدؔ — دکھلا کے اسکو آئینہ توڑا کرے کوئی

آئینہ دکھا کر توڑنا اس لئے ہے کہ وہ اپنے جواب کو اپنی آنکھ سے دیکھ لے اور اس کا غرور یکتائی قائم نہ رہے اور آئینہ کے ہر ٹکڑے میں اس کا ایک جواب نظر آے۔ کسی کا شعر ہے ؎

نظر آئے کبھی کا ہے کو اتنے خوبرو اک جا
یہ حسن اتفاق آئینہ اُن کے روبرو ٹوٹا

باغ تجھ بن گل نرگس سے ڈراتا ہے مجھے — چاہوں گر سیر چمن آنکھ دکھاتا ہے مجھے

میں ہجر کے عالم میں تیرے بغیر اگر سیر گلشن کے واسطے جاتا ہوں تو باغ مجکو ڈراتا ہے اور یہ ڈرانا اس طرح ہے کہ مجھے نرگس کے پھول دکھاتا ہے میں گل نرگس کو دیکھ کر سمجھتا ہوں کہ مجھے چشم نمائی کی جا رہی ہے۔ آنکھ دکھانا محاورہ نہیں ہے بلکہ آنکھیں دکھانا محاورہ ہے اور غالباً اسی نقص پر نظر رکھ کر مرزا نے اس مطلع کو یوں بدل دیا ہے ؎

باغ پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے
سایۂ شاخ گل افعی نظر آتا ہے مجھے

شور تمثال ہے کس رشک چمن کا یارب — آئینہ بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے

اے خدا یہ کس رشک چمن کے عکس نے اس کو سودائی بنایا ہے کہ آئینہ بیضۂ

بلبل معلوم ہوتا ہے ظاہر ہے کہ بلبل گل کی عاشق ہے اور بیضہ بلبل سبب خلقت بلبل ہے جس سے عشق پیدا ہوگا یعنی آئینہ ہیولائے عشق بن کر رہ گیا ہے۔

میں ہوں اور حیرت جاوید مگر ذوق خیال — بہ فسون نگہ ناز ستاتا ہے مجھے

میری حالت تو یہ ہے کہ ہمیشہ کے واسطے سراپا حیرت بن کر رہ گیا ہوں مگر میرا ذوق برابر نگاہ ناز کے افسون میرے اوپر دم کر رہا ہے اور مجھے ستا رہا ہے یعنی خیال برابر امید وصال دلا رہا ہے اور مجھے عاجز کر رہا ہے۔

حیرت فکر سخن ساز سلامت ہے اسدؔ — دل پس زانوئے آئینہ بٹھاتا ہی مجھے

فکر سخن میں جو مجھے حیرانی ہوتی ہے یہ میرے واسطے ساز سلامتی ہے میرا دل گویا اس حالت میں مجھے ایک آئینہ کی آڑ میں چھپا کر اور محفوظ کر کے بٹھا دیتا ہی اور میں دنیا کے دوسرے افکار سے نجات پاتا رہتا ہوں۔

یاد رکھئے التفات ناز ہائے اولین — آشیان طائر رنگ حنا ہو جائیے

معشوق کے گزشتہ التفات ناز کو یاد کئے جائیے وہ التفات ناز گویا کہ ایک طائر رنگ تھا۔ جو اب اڑ گیا ہے مگر اس صورت میں کہ اس التفات ناز کو خیال میں رکھئے تو گویا رنگ حنا کا آشیانہ ہو جاتا ہے۔ خیال کے الجھاوے میں سررشتہ معانی میں گنجلکیں پڑ گئی ہیں

لطف عشق ہر یک انداز دگر دکھلائے گا — بے تکلف اک نگاہ آشنا ہو جائیے

ہر ایک کے عشق کا لطف ایک دوسرا انداز دکھائے گا اور طرح طرح کے تجربے ہوں گے لہذا مناسب یہ ہے کہ سراپا ایک نگاہ آشنا ہو جائیے۔ اس کے ذریعہ سے ہر ایک سے عشق پیدا ہوگا۔ اور اس کے ذریعہ سے تنوع تجربات کا فائدہ ہوگا۔

داد از دست جفائے صدمۂ ضرب المثل — گر بہ افتادگی جوں نقش پا ہو جائیے

دنیا کے آلام و مصائب سے چھٹکارے کی کوئی صورت ہی نہیں ہو اور اس سے کسی طرح نجات ہو ہی نہیں سکتی اگر سراپا عجز بن کر اور سراسر افتادگی کی صورت اختیار کر کے نقش قدم بن جائیے تب بھی انہیں آفتوں اور مصیبتوں کا سامنا ہوتا رہے گا۔ نقش قدم پر بھی برابر دوسرے نقش قدم پڑتے ہیں اور یہ گویا صدمات ضرب المثل ہیں یا یہ کہ اگر ہمہ افتادگی ہو جائیے تب بھی نقش قدم سے مثال دیجائے گی اور یہ بھی باعث جفا و صدمہ ہو گی۔ ضرب المثل میں خود لفظ ضرب موجود ہے جس کے معنی تکلیف اور رنج پہونچنے کے ہیں۔ غرض دنیا میں کسی صورت سے آسودگی ممکن نہیں۔ اس شعر میں لفظی گورکھ دھندا ہے جس کا سلجھانا اور اُلجھنے کا باعث ہو جاتا ہو۔

غم و عشرت قدمبوس دل تسلیم آئین ہے   دعائے مدعا گم کردگان عشق آمین ہے

غم ہو یا عشرت ہو جو دل کہ خوگر تسلیم ہو چکے ہیں یہ دونوں ان کی قدمبوسی کرتے ہیں اور دونوں اُن کے پاؤں چومتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ محو عشق ہو کر تعین مدعا سے بے نیاز ہو گئے ہیں نہ غم سے اُن کو کوئی صدمہ پہونچتا ہے اور نہ عشرت سے ان کو کوئی راحت ہوتی ہے۔ اُن کی دعا صرف آمین ہے۔ وہ غم پر بھی آمین کہتے ہیں اور عشرت پر بھی لبیک کہتے ہیں۔

تماشا ہو کہ ناموس وفا رسوائے آئین ہے   قفس تیری گلی میں خون ہوا بازار رنگین ہے

ہائے کیا قیامت ہے، کیا تماشا ہے کہ آئین و قانون دنیا نے میری ناموس وفا کو رسوا کر دیا ہے بھلا اس رسوائی کی کوئی حد ہے اور اس ظلم کا کوئی ٹھکانا ہو کہ میں قتل تیرے کوچہ میں ہوا۔ اور میرا خون تیری گلی میں ہوا اور تمام بازار اس سے رنگین ہو رہا ہے۔ ریاض کا ایک شعر ہے۔

ہمارا خون مقتل کی زمین پر
نہ دامن پر نہ اُنکی آستین پر

ہمارا دیکھنا گر رنگ ہو سیر گلستاں کر   شرار آہ سے موج صبا دامان گلچین ہے

معشوق سے خطاب ہے کہ اچھا اگر ہمارا دیکھنا تیرے لئے باعث ننگ ہے تو یہی سہی ہم کو نہ دیکھ - بلکہ یہ سمجھ کر دیکھ کہ ہم گلستان کی سیر کر رہے ہیں کیونکہ ہماری آہ کے شرارون سے سوج صیاد دامن گلچین بنی ہوئی ہے - اور فضا میں تمام شرار ہی شرار ہیں یا یہ کہ دونوں صورتیں بہتر ہیں ہمارا حال اور رنگ گلستان ملتا جلتا ہے ہم کو نہ دیکھ سیر گلستان کرلے اسی سے ہمارا حال آئینہ ہو جائے گا -

پیام تعزیت پیدا ہے انداز عیادت سے — شب ماتم ہے داماں دود شمع بالیں ہے

شمع بالیں بظاہر تو ہماری عیادت کے لئے بالین پر آئی ہوئی ہے مگر اس کا انداز ایسا ہی کہ اس سے تعزیت کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں کیونکہ اس کے داماں دود میں ایک شب ماتم چھپی ہوئی ہی جو سیاہ ہے اور یہ سیاہی نشان تعزیت ہی دود شمع کے دامن کے نیچے شب ماتم ہونا یا بہ لحاظ واقعہ کہا ہے یا اس لیئے کہ ماحصل دود شمع سیاہی ہے جو مشابہ ہے رات سے -

زبس جز حسن منت ناگوارا ہی طبیعت پر — کشاد عقدہ محو ناخن دست نگاریں ہی

میری طبیعت کو حسن کے سوا کوئی احسان پسند نہیں ہی اور معشوق سے اور کسی چیز کی تمنا نہیں ہے اسیو جہ سے میرے عقدہ مشکل کی کشایش اس کے ناخن دست رنگین میں محو ہو کر رہ گئی ہے - اور سلجھنے کا نام نہیں لیتی -

نہیں ہی سرنوشت عشق غیر از بیدماغی ہا — جبیں پر میری مد خامۂ قدرت خط چین ہی

عشق کی تقدیر میں بے دماغی ہی بے دماغی ہے - قلم قدرت نے پیشانی پر جو خطوط تقدیر کھینچے ہیں وہ چیں پیشانی بن کر رہ گئے ہیں جو نشان بے دماغی اور علامات نازک مزاجی ہیں -

بہار باغ پامال خرام جلوہ فرمایاں — حنا سے دست خون کشتگان تیغ رنگیں ہے

محبوبان جلوہ فرما کا خرام ناز اس انداز اور اس بلا کا ہے کہ بہار باغ اس کے

سامنے بس کر رہ گئی ہے اُن کے ہاتھون مین مہندی ہے اور کشتون کے خون سے تلوار رنگین ہے اور اس عالم مین رشک بہار بنے ہوے ہین۔

بیابان فنا ہی بعد صحرائے طلب غالب — پسینہ توسن ہمت کا سیل خانہ زین ہے

اے غالب صحرائے طلب کے بعد بیابان فنا آتا ہے توسن ہمت کا پسینہ خانہ زین کو بہا لیجاتا ہے۔ یعنی اس عالم کے بعد عالم بے نیازی آتا ہے۔

دیکھتا ہون وحشت شوق خروش آمادہ سے — فال رسوائی سرشک سر بصحرا دادہ ہے

وہ شوق جو جوش خروش پر آمادہ ہے اُس کی وحشت کی وجہ سے مین رسوائی کے آثار پا رہا ہون کیونکہ حالت یہ ہے کہ آنسو اس قدر بہے ہین کہ بہکر جنگل تک بہہ نکلے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ اب دنیا پر میرا حال ظاہر ہو گا اسی وجہ سے مجھے فال رسوائی نظر آ رہی ہے۔ سرشک سر بصحرا دادہ ایک جگہ یا دو جگہ اور بھی کہا ہے۔

سرشک سر بصحرا دادہ نور العین دامن ہے
دل بے دست و پا افتادہ برخوردار بستر ہے

بزم ہستی وہ تماشا ہی کہ جس کو ہم اسد — دیکھتے ہین چشم از خواب عدم نکشادہ سے

اے اسد بزم ہستی کی حالت نہ پوچھ یہ ایک تماشا ہے۔ اس کو ہم دیکھتے تو ہین مگر اس آنکھ سے جو ابھی خواب عدم مین ہے یعنی ہستی کا وجود ابھی حالت عدم ہی مین ہے اور یہ بود سراپا بے بود ہے۔

منت کشی مین حوصلہ بے اختیار ہی — داماں صد کفن تہ سنگ مزار ہے

حوصلہ اور ہمت کا اقتضا یہ ہے کہ کسی کا کوئی احسان اپنے سر نہ لیا جاے مگر افسوس کہ منت کشی کے لئے حوصلہ قطعاً بے اختیار ہو جاتا ہے اور مجبوراً منت کشی کرنا پڑتی ہے چنانچہ کفن پانا ایک قسم کی منت کشی ہے۔ اگر حوصلہ اس سے روگردانی کرے بھی۔ اور اس احسان سے منہ موڑے بھی تب بھی مجبوراً اس داماں کفن کا احسان اپنے

سر لینا پڑتا ہے جو سنگ مزار کے نیچے ہے۔ سنگ مزار کی سطح زیریں خود دامان صد کفن کی برابر ہے پھر اس صورت میں حوصلۂ غریب کیا کرے منت کشی کے لئے مجبور ہے۔

دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ منت کشی کی صورت میں حوصلہ بے اختیار ہو جاتا ہے دامان کفن کو دیکھو کہ اسی منت کشی کی بدولت وہ سنگ مزار کے نیچے دبا ہے۔ پتھر کے نیچے دامن دبنا۔ مجبور ہونے کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ گلزار نسیم کا یہ شعر ہے ؎

قسمت سے مفر ہے اب نہ دامن
پتھر کے تلے دبا ہے دامن

عبرت طلب ہے حل معمائے آگہی شبنم گداز آئینہ اعتبار ہے

کیوں پوچھتا ہے اور کیا پوچھتا ہے آگاہی ایک معما ہے اور اس کا حل ہونا یا حل کرنا عبرت ناک ہے پہلے عبرت پیدا کر پھر معمائے آگاہی کو حل کر۔ واقعہ یہ ہے کہ شبنم آئینہ اعتبار کا ایک گداز ہے۔ اب خیال تو کر کہ یہ بات کسقدر عبرت ناک ہے کہ ایک ایسی چیز جو بظاہر زینت معلوم ہوتی ہے اصل میں تباہی ہے اور یہ تمام عبرت معمائے آگاہی کے حل ہونے سے حاصل ہوئی ہے۔

خجلت کش وفا کو شکایت نہ چاہیئے اے مدعی طلسم عرق بے غبار ہے

جو لوگ وفا کی خجلت اٹھا رہے ہیں اور شرمندہ ہو رہے ہیں ان کو شکایت نہ کرنا چاہیئے۔ اے مدعی وفا کچھ خبر بھی ہے وہ عرق جو خجلت وفا سے آتا ہے اس کی مثال ایک طلسم کی ہے جو شکایت کے گرد و غبار سے بالکل پاک ہے۔ لہذا خجلت وفا کا مدعی ہے تو شکایت نہ کر۔

کیفیت ہجوم تمنا رسا اسد خمیازہ ساغر مئے رنج خمار ہے

اے اسد ہجوم تمنا کی کیفیت کو تو کیا سمجھتا ہے یہ نہایت ہی رسا ہے۔ خمیازہ کو خمیازہ نہ سمجھ بلکہ یہ ایک ساغر ہے جس میں رنج و تکلیف خمار کی شراب بھری ہوئی ہے یہ کیفیت ہجوم تمنا نہایت ہی رسا ہے۔

زنجیر یاد پڑتی ہی جادے کو دیکھ کر اس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے

جادہ سے مراد نشان زنجیر - اور وہ خطوط جو زنجیر کے کھنچنے سے پڑ جاتے ہیں - کہتے ہیں جیسے زنجیر کے نشانات دیکھ کر زنجیر یاد آجایا کرتی ہے - اسی طرح مجھے نگاہ کی صورت دیکھنے سے وہ آنکھ یاد آتی ہے

سودائی خیال ہی طوفان رنگ و بو یاں ہی کہ داغ لالہ دماغ بہار ہے

خیال کا سودائی یعنی وہ سودائی جس کو ہزار ہا خیال آرہے ہیں جس کے سامنے خیال کے ذریعہ سے باغ کی ایک تصویر کھنچی ہوئی ہے - وہ اصل میں رنگ و بو کا ایک طوفان ہے - ایک لالہ کے داغ میں سامان بہار نہیں پیدا ہو سکتا - مگر یہاں یہ حال ہے کہ سودائی خیال لالہ کا داغ ہے اور اس کا خیال ایک طوفان رنگ و بو ہے جسے دماغ بہار کہا جا سکتا ہے -

بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے حیرت شہید جنبش ابروئے یار ہے

حیرت ایک آئینہ تھی اور معشوق کی جنبش نگاہ ایک زلزلہ جب سے کہ ابروئے یار کو جو طاق کی مانند ہے جنبش ہوئی حیرت جاتی رہی اور شہید ہو کر رہ گئی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ زلزلہ میں طاق پر سے ایک آئینہ گر کر ٹوٹ جائے -

حیران ہوں شوخیٔ رگ یاقوت دیکھکر یاں ہی کہ صحبت خس و آتش برابر ہے

میں یاقوت اور یاقوت کے خطوط باریک کو دیکھ رہا ہوں اور حیران ہو رہا ہوں - آج تک میں نے آگ اور پھونس کو کہیں ایک جگہ نہیں دیکھا تھا - مگر یہاں دیکھ رہا ہوں - خطوط یاقوت کی تشبیہ رگ یاقوت سے اور سرخی کو آگ سے استعارہ کیا ہے -

بہ حلقۂ خم گیسوے راستی آموز دہان مار سے گویا صبا نکلتی ہے

معشوق کی زلف خم بہ خم کے حلقوں سے صبا کا گزرنا ایسا ہے۔ جیسا کہ سانپ کے منہ سے ہوا نکلنا یا ہوا کا سانپ کے منہ سے ہو کر گزرنا ہے۔ خم گیسو کی صفت راستی آموز اس لئے لائی گئی ہے کہ وہ آمادہ راستی ہیں۔ یا یہ کہ راستی سکھاتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ حلقہ سے جو چیز نکلے گی وہ سیدھی ہو کر گزرے گی۔

برنگ شیشہ ہون یک گوشۂ دل خالی کبھی پری مری خلوت مین آنکلتی ہی

جیسے شیشہ ایک دل خالی کی طرح ہے ایسے ہی مین بھی ایک شیشہ کی طرح دل خالی ہون جیسے شیشہ مین کبھی کبھی پری آجاتی ہے اسی طرح یہان بھی کوئی خیال معشوق آنکلتا ہے۔

ہی انتظار سے شرر آبادر ستخیز مژگان کوہ کن رگ خارا کہین جسے

مژگان کوہ کن جو رگ سنگ بن کر رہ گئی ہین وہ انتظار کی وجہ سے نمونہ قیامت کی طرح معلوم ہوتی ہین شرر آباد اس لئے کہا گیا کہ وہ رگ سنگ کی طرح ہین اور رگ سنگ سے ہمیشہ آگ نکلتی ہے رستخیز اس لئے کہ پلکون مین بھی اُٹھنے اور نیز مٹھنے کا مادہ ہوتا ہے۔

کس فرصت وصال پہ ہی گل کو عندلیب زخم فراق خندۂ بیجا کہین جسے

اے بلبل تونے کچھ سمجھا یہ کیا ماجرا ہے گل نے اپنے محبوب سے آخر ایسا کتنا وصل کا زمانہ پایا تھا۔ اور ایسی کونسی فرصت وصل اور فراغت عیش اُسے نصیب ہوئی تھی جواب اُسکے فراق مین اُس کے دل مین یہ زخم پڑے ہوے ہین جنھین اہل دنیا غلطی سے خندۂ بیجا کہتے ہین۔ گل کے خندہ کو خندۂ بیجا اسلئے کہا ہے کہ اس کی ہنسی کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی۔

یارب ہمین تو خواب مین بھی مت دکھائیو یہ محشر خیال کہ دنیا کہین جسے

دنیا کو معدوم سمجھ کر ایک محشر خیال سے تعبیر کیا گیا ہے اسی کے لئے خدا سے

التجا ہے کہ اے خدا اس محشر خیال سے خواب مین بھی ہمارا واسطہ نہ ڈالنا۔ دنیا کو محشر خیال کہنا بیحد لطیف ہے اور خواب مین محشر خیال لطیف تر۔

پھونکتا ہے نالہ ہر شب صور اسرافیل کی — ہمکو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی

اے ہنگامۂ محشر ہم رات کو نالہ کر کے صور اسرافیل پھونکتے ہین اور صور کا پھونکنا نشان ہے قیامت کے آنے کا مگر اے قیامت تو نے بڑا اندھیر مچایا ہے اور بڑی ڈھیل ڈال رکھی ہے کہ تو آ ہی نہین چکتی۔ یہ خیال عرفی نے پہلے اس صورت مین ادا کیا تھا۔

صبحدم چون در دمد این صور شیون زائے من
آسمان صحن قیامت گردد از غوغائے من

صور مذکر ہے مگر غالب نے جمہور کے خلاف مونث لکھا ہے۔

کی ہین کس پانی سے یان یعقوب نے آنکھین سفید — ہے جو آئی پیرہن ہر موج رود نیل کی

الفاظ کی رعایت پر خیال کی بنا رکھی گئی ہے اور طلسم الفاظ کے سوائے شعر مین اور کچھ نہین ہے کہتے ہین کہ ہم دیکھتے ہین کہ دریائے نیل کی ہر موج آبی ہے۔ آبی ہلکے ہلکے نیلے رنگ کو کہتے ہین پھر جب یہ ہے تو آخر یعقوب نے کون سے پانی سے آنکھین سفید کی ہین۔ حالانکہ ہر موج کا پیرہن آبی ہے۔

عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغ گرد راہ — آج تنخواہ شکستن ہے کلہ جبریل کی

تیرے قدمون کی برکت سے گرد راہ کا دماغ عرش پر پہونچگیا ہے آج جبریل کی کلاہ افتخار سزاوار شکستن ہے۔

مدعا در پردہ یعنی جو کہون باطل سمجھ — وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی

وہ فرنگی زادہ محبوب انجیل کی قسم کھاتا ہے اور در پردہ اس کا مدعا یہ ہے کہ مین جو کچھ کہون اس کو باطل سمجھ کیونکہ انجیل وہ کتاب آسمانی ہے جو منسوخ ہو چکی ہے اور جس کا کوئی حکم قابل عمل نہین۔

خیر خواہ دید ہون از بہر دفع چشم زخم — کھینچتا ہون اپنی آنکھون مین سلائی نیل کی

مین وہ طالب دید ہون کہ جمال یار کا ہر حالت مین خیر خواہ ہون اس لئے ہنگام دید اپنی آنکھون مین دفع نظر بد کے لئے نیل کی سلائی پھیر لیتا ہون۔ نیل کی سلائی پھیرنا اندھا کرنے کو کہتے ہین اور قاعدہ ہے کہ دفع نظر بد کے لئے کالا ٹیکا یا نیل کا ٹیکا بچون کے لگا دیا کرتے ہین۔ یا اپنی دید کا خیر خواہ ہون اور اس کے نظر نہ لگنے کے لئے یہ سب کچھ کرتا ہون۔ اس شعر مین بھی الفاظ کا طوفان ہے جو معانی کے بہانے پر آمادہ ہے۔

نالہ کھینچا ہی سراپا داغ الفت ہون اسد — کیا سزا ہی میرے جرم آرزو تاویل کی

اے اسد مین نے نالہ کیا ہے اور اس جرأت نے مجھے سراپا داغ کر دیا ہے واقعی مین نے یہ جرم کیا ہے اگرچہ اس کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ آرزو نے ایسا کرنے پر مجھے مجبور کیا پھر بھی یہ جرم ہے اور کیا بتاؤن کہ اس کی کیا سزا ہے۔

کیا ہی ترک دنیا کاہلی سے — ہمین حاصل نہین بے حاصلی سے

ہم نے دنیا کو کاہلی سے ترک کیا ہے از راہ قناعت ترک نہین کیا ہمارے یہ شیوہ بے حاصلی جو ہم نے اختیار کیا ہے ہم کو اس سے کچھ حاصل نہین ایک جگہ اسی خیال کو یون کہا ہے ؎

ضعف سے ہے نے قناعت سے یہ ترک جستجو
ہین وبال تکیہ گاہ ہمت مردانہ ہم

خراج دیہہ ویران یک کف خاک — بیابان خوش ہون تیری عاملی سے

دہ ویران کا محصول کچھ نہین ہوتا۔ جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ کہتے ہین ؎

کہ سلطان نخواہد خراج از خراب

اسی لئے بیابانون کو خوشی کا موقعہ ہے کہ تو عامل ہے۔ اور کچھ ان کو دینا نہین ہے۔

پرافشان ہو گئے شعلے ہزاروں　　رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے

ایک شعلے ہیں کہ پرافشان ہو گئے اور اُڑ رہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ اپنی کاہلی کی بدولت وہی داغ کے داغ رہے اور کوئی ترقی نہ کر سکے۔

عرش گیاوی سے　ایک ہم ہیں کہ کبھی ضعف نے اُٹھنے نہ دیا
ایک ذرہ ہیں ہوا پر جو سنبھل جاتے ہیں

اسد قربان لطف جور بیدل　　خبر لیتے ہیں لیکن بیدلی سے

اس شعر میں بھی معنی کی بجائے زیادہ تر مراعات الفاظ سے کام لیا ہے مطلب شعر صاف ہے۔

نگاہ اس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی　　پر بالش ہے وقت دید مژگان تماشائی

اُس آنکھ کی نگاہ دیکھنے والے کے ضعف میں اضافہ کر دیتی ہے لوگ جس کو مژگان تماشائی کہتے ہیں دراصل وہ تماشائی کی نگاہ یا خود تماشائی کے تکیہ بالین بیماری کے پر ہیں۔

شرار سنگ سے پا در حنا گلگون شیریں ہے　　ہنوز اے تیشہ فرہاد عرض آتشیں پائی

اے تیشہ فرہاد تیری شررفشانی سے شیریں کے سمند تیز رفتار کی کیفیت یہ ہے کہ برابر شرار سنگ کو روندتا جا رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں میں حنا لگی ہے مگر ہنوز تیری وہ بیقراریاں اور آتش افشانیاں کم نہیں ہوئی ہیں یعنی اب تیری بیقراری سے محبوب بھی بے قرار ہے مگر تو باز نہیں آتا۔

غرور دست رد نے شانہ توڑا فرق ہدہد پر　　سلیمانی ہے ننگ بیدماغان خود آرائی

دست رد۔ کسی چیز کو رد کرنے والا ہاتھ۔ واپس دینے والا ہاتھ۔ شانہ شکستن خائف کردینا۔ خائف ہو جانا۔ شانہ سر۔ ہدہد۔ ہدہد ایک معروف پرندہ۔ سلیمانی حکمرانی۔ بیدماغ

نازک مزاج - خود آرائی زینت - مطلب یہ ہو کہ نازک مزاجون اور بے دماغون کے لئے سلیمانی ننگ ہے - یعنی وہ لوگ جو خود آرائی کی وجہسے بے دماغ ہو گئے ہین اُن کے واسطے سلیمانی اور بادشاہی یا ملک گیری باعث شرم ہے انھون نے اپنے دست ردسے سلیمانی کو واپس دیکر ہدہد کو خائف کر دیا - خائف کرنا اس وجہ سے ہے کہ سلیمانی ہدہد کے لئے ایک بہت بڑی چیز ہے وہ بھی ان کے استغنا کو دیکھ کر خائف ہوا - مناسبات لفظی کی اس شعر مین بھی بھرمار ہے - اور تخئیل کا زیادہ حصہ اسی مناسبت کے کام آیا ہے - شانہ - شانہ سر - فرق - ہدہد - سلیمانی - خود آرائی - یہ سب الفاظ شطرنج کے مہرون کی طرح ایک دوسرے کے زور مین اپنا اپنا کام کر رہے ہین مگر کوئی چال نہین نکلتی -

جنون افسردہ و جان ناتوان اے جلوہ شوخی گر گئی یک عمر خودداری بہ استقبال رعنائی

میری خودداری کی پوری زندگی رعنائی کا استقبال کرتے کرتے گزر گئی اور اب یہ عالم ہے کہ جنون افسردہ ہو گیا ہے - اور جان ناتوان ہو کر رہ گئی ہے - اے جلوہ حسن یار اب تو خدا کے لئے اپنی شوخی دکھا کہ جنون کی افسردگی اور جان کی ناتوانی جائے -

نگاہ عبرت افسون گاہ برق و گاہ شعل ہے ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل ذوق تنہائی

ہماری نگاہ جو ہر وقت ہمارے اوپر عبرت کا افسون دم کرتی ہے یا ہماری وہ نگاہ جسے افسون عبرت یاد ہے اپنی تاثیر افسون گری سے ہمین برابر نیرنگیان دکھا رہی ہے کبھی برق کی صورت بن کر جلوت مین تمام عالم و کائنات عالم کو جلا دیتی اور نظرون سے پنہان کر دیتی ہے اور کبھی شمع کنج خلوت بن جاتی ہے - غرضکہ ہر جگہ ہم تنہا رہتے ہین - اسی مضمون کو بالکل برعکس فرماتے ہین ؎

ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتے ہین خلوت ہی کیون نہ ہو

خدایا خون ہو رنگ امتیاز اور نالہ موزون ہو جنون کو سخت بیتابی ہے تکلیف شکیبائی

اگرچہ ضبط نالہ و زاری سے مجھ مین ایک صورت امتیاز ہی ضرور ہی مگر اے میرے خدا

مین اس سے باز آیا رنگ امتیاز کو خون کر کے میرے نالے کو موزون بنا دے میرے
جنون کے لئے یہ شکیبائی کی تکلیف بیتابی کا کام دے رہی ہے۔

خرابات جنون مین ہے اسد وقت قدح نوشی — بعشق ساقی کوثر بہار بادہ پیمائی

اے اسد میخانۂ جنون مین قدح نوشی کے وقت ساقی کوثر کے عشق مین بہار بادہ پیمائی کا لطف آتا ہے۔

بسکہ زیر خاک با آب طراوت راہ ہے — ریشہ ہر تخم کا دلو اندرون چاہ ہے

چونکہ خاک کے نیچے آب طراوت مخفی ہے اور اسی کے نیچے سے یہ راستہ ہو کر جاتا ہے اس لحاظ سے ہر تخم مین جو ایک ریشہ نکلتا ہے وہ گویا ہر ایک تخم کا ڈول ہے جو چاہ زیر زمین سے اب طراوت اس کے ذریعہ سے کھینچ رہا ہے۔ نباتات کے نشو و نما کی حقیقت بیان کی ہے۔ گویا خاک مین ملنا طراوت کی طرف راستہ پیدا کر لینا ہے ؎

خاک مین ملتا ہے دانہ سبز ہونے کے لئے

عکس گلہائے سمن سے چشمہائے باغ مین — فلس ماہی آئینہ پرداز داغ ماہ ہے

چنبیلی کے پھولون کا عکس جو باغ کے چشمون مین پڑ رہا ہے اس سے ماہیان چشمہ کے فلس ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے چاند کے اندر داغ۔ یعنی پانی چاند کی طرح جگمگا رہا ہے اور اس مین مچھلیون کے فلس داغ ماہ ہین۔

وان سے ہی تکلیف عرض بیدماغی ہائے دل — یان صریر خامہ مجکو نالۂ جانکاہ ہے

ان کی بے پروائی یا استغنا کی وجہ سے ضرورت ہے اس بات کی کہ مین اپنی بے دماغیون اور دل کی نازک مزاجیون کا حال لکھون یا ان کی خواہش ہے کہ مین اپنے دل کی یہ کیفیات قلم بند کرون اور میری حالت یہ ہے کہ قلم کی آواز تحریر مجکو ایک نالۂ جانکاہ معلوم ہوتی ہے۔

حسن رعنائی مین وہم صد سر و گردن ہے ذقن — سرو کی قامت پہ گل اک دامن کوتاہ ہے

حسن اور رعنائی مین سوسرون اور گردنون کا فرق معلوم ہوتا ہے سرو کے قد پر گل کی بیلین چڑھی ہوئی ہین - وہ ایسی معلوم ہوتی ہین کہ ایک تنگ پیراہن پہنے ہوئے ہے - یعنی وہم ہوتا ہے کہ حسن اور رعنائی مین کافی فرق ہے - اس شعر مین تخئیل ناتمام رہ گئی ہے - ایک جگہ ایک ایسا ہی مضمون مکمل صورت مین یون کہا ہے ؎

سمجھ اس فصل مین کوتاہی نشو ونما غالب
اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہو جائے

رشک ہی آسایش ارباب غفلت پر اسدؔ		پیچ و تاب دل نصیب خاطر آگاہ ہے

اے اسد مجھے اُن لوگون پر بڑا رشک آتا ہے جو غافل ہین اور جنھین کوئی غم اور فکر نہین ہو پیچ و تاب اُن لوگون کے لئے ہے جو آگاہ ہین اور ہر مصیبت اور اندیشہ انھین کے واسطے ہے میرا شعر ہے ؎

دشمن راحت ہے آشی میرا احساس خرد
مجکو دور بے حسی مین ہر جگہ آرام تھا
لی ہوش مین آنے کی جو ساقی سے اجازت
فرمایا خبردار کہ نازک ہے زمانا (حالی)

بسکہ چشم از انتظار خوش خطان بے نور ہے		یک قلم شاخ گل نرگس عصاے کور ہے

چونکہ خوشخطون کا انتظار دیکھتے دیکھتے آنکھین بے نور ہو گئی ہین اس وجہ سے نرگس کے پھول کی شاخ اندھے کے ہاتھ کی ایک لاٹھی معلوم ہوتی ہے -

بزم خوبان بسکہ جوش جلوہ سے پر نور ہے		پشت دست عجز یان ہر برگ نخل طور ہے

معشوقون کی محفل چونکہ جلوون سے بھری ہوئی ہے اور نور سے معمور ہے تو اسکے سامنے نخل طور جسپر وادی ایمن مین جلوہ چمکا تھا - عاجز معلوم ہوتا ہے اور اسکا ہر پتہ ایک پشت دست عجز معلوم ہوتا ہے -

ہوں تصور ہاے ہمدوشی سے بدمست شراب		حسرتِ آغوشِ خوبان ساغر بلّور ہے

مین ہمدوشی کا تصور کر رہا ہون اور اس مین ایسا مست و مدہوش ہون کہ معلوم ہوتا ہے مین نے شراب پی لی ہے۔ معشوقون کے آغوش کا خیال میری بادہ کشی کیلئے ساغر بلور بن گیا ہے۔

ہے عجب مردون کو غفلتہاے اہل دہر سے ۔ سبزہ جون انگشت حیرت در دہان گور ہے

مردون کو اہل دنیا کی غفلتون سے تعجب آتا ہے اور وہ سخت حیران ہین اُن کا سبزۂ تربت گویا کہ ایک انگشت حیرت ہے۔ یعنی گور انگشت حیرت در دہان ہے۔

حسرت آباد جہان مین ہے الم غم آفرین ۔ نوحہ گویا خانہ زاد نالۂ رنجور ہے

دنیا ایک حسرت آباد ہے یہان الم سے غم پیدا ہوتا ہے کیونکہ نالۂ رنجور کا نوحہ ایک غلام خانہ زاد ہے یعنی نالہ کے بعد ہی نوحہ کی نوبت آتی ہے۔

کیا کرون غمہاے پنہان لے گئے صبر و قرار ۔ دزد گر ہو خانگی تو پاسبان مجبور ہے

صبر و قرار بھی دل مین رہتے ہین اور غم بھی دل ہی مین رہتے ہین میرے غمون نے میرے صبر و قرار کو تاراج کر دیا جب چور خانگی ہے تو مین کیا کر سکتا ہون۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھاے والا مضمون ہے۔

ہے زبا افتادگی ہی نشۂ حیرت مجھے ۔ بے سخن تبخالۂ لب دانہ انگور ہے

میرا عاجز ہو جانا میرے لئے نشۂ حیرت کا کام دیتا ہے بغیر سخن کہے ہوے میرے لب پر جو چھالا پڑا ہوا ہے وہ گویا انگور کا دانہ ہے۔ جو باعث ایجاد شراب حیرت ہے

جس جگہ ہو مسند آرا جانشین مصطفےٰ ۔ اس جگہ تخت سلیمان نقش پاے مور ہے

یہ منقبت کا شعر ہے۔ کہتے ہین کہ جانشین رسولؐ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جس جگہ مسند آراے حکومت ہون اس جگہ پر تخت سلیمان ہیچ اور بے وقعت معلوم ہوتا ہے۔

ہے وہان تکلیف عرض بیدماغی اور اسدؔ ‌ ‌ یان صریر خامہ مجکو نالۂ رنجور ہے

ایک شعر جو ابھی لکھا ہے یہ بھی وہی ہے صرف اس کی ردیف بدل دی گئی ہو لہذا اس کی شرح اسی کے تحت مین ملاحظہ کیجئے شعر یہ ہے۔

وان سے ہے تکلیف عرض بیدماغیہاے دل
یان صریر خامہ مجکو نالۂ جان کاہ ہے

اے خیال وصل نادر ہے مے آشامی تری ‌ ‌ پختگی ہاے کباب دل ہوئی خامی تری

اے خیال وصل تیری شراب نوشی بھی عجیب قسم کی شراب نوشی ہے اور تجھ مین بہت عجیب باتین ہین چونکہ تو خام ہے اس سے دل عشاق کباب ہوے جاتے ہین خامی سے پختگی پیدا ہونا ایک عجیب بات ہے۔ یا خیال وصل کی خود شراب نوشی یا خیال وصل سے شراب نوشی دونون صورتین ممکن ہین۔

رچ گیا جوش صفاے زلف کا اعضا مین عکس ‌ ‌ ہے نزاکت جلوہ اے ظالم سیہ فامی تری

زلف کے جوش صفا کا اعضا کے اندر عکس رچ گیا ہے اے ظالم تیری سیاہ فہمی کسقدر نزاکت سے بھری ہوئی ہے۔ عجب شعر کہا ہے کہ زلف کے سیاہ ہونے کے بجاے معشوق کو سیاہ فام کہا ہے۔

ہم گریزی ہاے گل ہے شمع زرافشاندنی ‌ ‌ باج لیتی ہے گلستان سے گل اندامی تری

پھولون کی پتیان جھڑنا ایک قسم کی سونے کی نچھاور ہے جو تیرے اوپر کی جا رہی ہے اے ظالم تیری گل اندامی او نزاکت باغ سے خراج وصول کرتی ہے۔

بسکہ ہے عبرت ادیب یادگی ہاے ہوس ‌ ‌ میرے کام آئی دل مایوس ناکامی تری

عبرت ایک ادیب ہے جو ہوس کی بیہودگیون کو روکتی ہے۔ اے دل تو جو مایوس ہوا

اور اس سے مجھے عبرت حاصل ہوئی اس وجہ سے تیری ناکامی میرے کام آگئی کہ ہوس و خیرہ سری اور بیہودگی جاتی رہی۔

ہم نشینی رقیبان گرچہ ہے سامان رشک　　لیکن اس سے ناگوار تر ہے بدنامی تری

اگرچہ تیرے پاس رقیبون کا بیٹھنا میرے واسطے رشک کا سامان ہے اور اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے مگر اس قسم کے رشک اور تکلیف کی مجھے کوئی پروا نہین ہے اس سے بھی زیادہ مجھے تیری بدنامی ناگوار ہے اور اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

سر بزانوے کرم رکھتی ہے شرم ناکسی　　اے اسد بیجا نہین ہے غفلت آرامی تری

اے اسد غفلت سے تیرا آرام کرنا اور مست آرام رہنا کچھ بیجا نہین ہے تیری ناکسی کی شرم اس سے اپنا سر زانوے کرم پر رکھے ہوے ہے اور حقیقتاً یہ تیرے کام آرہی ہے۔

یہ سرنوشت مین میری ہے اشک افشانی　　کہ موج آب ہے ہر ایک چین پیشانی

مجھ بدنصیب کی قسمت مین ہمیشہ کے لئے آنسو بہانا ہے اور اس سے کسی حالت مین نجات نہین ہے یہ حالت ہے کہ ہر چین پیشانی جو میری پیشانی مین ہے وہ ایک موج آب معلوم ہوتی ہے۔

نظر بغفلت اہل جہان ہوا ظاہر　　کہ عید خلق پہ حیران ہے چشم قربانی

اہل جہان کی غفلت کو دیکھتے ہوے یہ بات ظاہر ہوئی کہ دنیا کو محو عید قربان دیکھ کر ذبیحہ کی آنکھین محو حیرانی ہوگئی ہین اور سوچتی ہین کہ اے خداے برتر انسان کس قدر فریب خوردہ ہستی ہے کہ اس اسباب ظاہر سے شاد اور ہشاش و بشاش نظر آتا ہے۔

کہون وہ مصرع برجستہ وصف قامت مین　　کہ سرو ہو نہ سکے اسکا مصرع ثانی

میرا ارادہ ہے کہ تعریف قد معشوق میں ایسا مصرع برجستہ کہوں کہ سرو بھی اسکا مصرع ثانی نہ بن سکے یعنی سرو باوجود برجستگی اور راستی و موزونی اس کا مقابل نہ ہو سکے۔

اسدنے کثرت دلہائے یار سے جانا کہ زلف یار ہے مجموعہ پریشانی

اسد نے یہ دیکھکر کہ دنیا کے ہزاروں دل اس میں اُلجھے ہوئے ہیں اور وہ سب پریشان ہیں اُس کی زلف کو یہ سمجھا کہ یہ ایک مجموعہ پریشانی ہے۔

دیوانگی ہے تجکو درس خرام دینا موج بہار یکسر زنجیر نقش پا ہے

تجکو خرام ناز کی تعلیم دینا جنون اور دیوانگی سے کم نہیں ہے تیرے نقش پا ہم شبیہ موج بہار ہیں یعنی زمین پر جو تیرے قدم سے نقش پڑے ہیں وہ ایک زنجیر معلوم ہوتے ہیں اور وہ زنجیر موج بہار کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

دریائے مے ہے ساقی لیکن خمار باقی تا کوچہ داون موج خمیازہ آشنا ہے

اس میں شک نہیں کہ ساقی ایک دریائے مے ہے لیکن اس کا دریا ہونا خمار کو نہیں مٹا سکتا۔ کیونکہ اس دریا کی موج میں بھی صورت خمیازہ معلوم ہوتی ہے کوچہ داون کے معنی راستہ چھوڑنے کے ہیں۔

اے غنچہ تمنا یعنی کف نگارین دل دے تو ہم بتا دیں مٹھی میں تیری کیا ہے

شاعر کف نگارین کو غنچہ تمنا کہکر خطاب کرتا اور کہتا ہے کہ اے کف نگارین اگر تو ہمارا دل ہم کو دے تو ہم بتائیں کہ تیری مٹھی میں کیا ہے۔

آشیان بند بہار عیش ہوں ہنگام قتل یاں پر پرواز رنگ رفتہ بال تیر ہے

میں قتل کے وقت میں بہار عیش کا آشیانہ بنا رہا ہوں اور تیر کے پر میرے واسطے پر پرواز بنے ہوئے ہیں۔

وقت حسن افروزیٔ زینت طرازان جائے گل | از نہال شمع پیدا غنچۂ گلگیر ہے

زینت اور بناؤ سنگار کرنے کے وقت گل کی جگہ نہال شمع سے غنچہ گلگیر پیدا ہو رہا ہے اور یہ سب ان کی زینت طرازی کا اثر ہے

ریزش خون وفا ہی جرعہ نوشیہائے یار | یان گلوئے شیشۂ مے قبضۂ شمشیر ہے

دوست کی شراب نوشی گویا خون وفا کی خونریزی ہے شیشہ کا گلا گویا تلوار کا قبضہ ہے جو خونریزی کر رہا ہے۔

جو بہ شام غم چراغ خلوت دل تھا اسد | وصل مین وہ سوز شمع مجلس تقریر ہے

اے اسد وہ سوز غم جو شام تنہائی خلوت دل مین شمع بنا ہوا تھا شب وصل مین وہی سوز شمع مجلس تقریر بن گیا ہے۔

ذوق بے پروا خراب وحشت تسخیر ہے | آئینہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے

میرا ذوق بے پروا وحشت تسخیر کی وجہ سے خراب اور برباد ہو رہا ہے خانۂ آئینہ جسنے کہ میری تصویر کو چارون طرف سے سخر کر رکھا ہے۔ وہی اس کے لئے زنجیر بن گیا ہے۔

بسکہ خاطر بیتاب بن گئی | مژگان باز ماندہ رگ خواب ہو گئی

میرا دل چونکہ بے انتہا بیتاب ہے اور نہایت بے قرار ہے اسی وجہ سے میری رگ خواب بھی مژگان باز ماندہ بن گئی ہے یعنی میری حالت خواب بھی بیداری بن گئی ہے رگ خواب ایک اصطلاح ہے جس سے سلسلہ خواب یا عالم خواب مراد ہے۔

موج تبسم لب آلودہ مسی | میرے لئے تو تیغ سیہ تاب ہو گئی

وہ ہونٹ جسپر مسی لگی ہے انکی موج تبسم میرے واسطے تیغ سیہ تاب بن گئی ہے۔

رخسار یار کی جو ہوئی جلوہ گستری   زلف سیاہ بھی شب مہتاب ہو گئی

یار کے رخساروں کی جو جلوہ گستری ہوئی یعنی اس کے رخساروں کا جو نور پھیلا تو اس کی زلف سیاہ بھی چاندنی رات معلوم ہونے لگی۔

بیدل تو انتظار کی طاقت نہ لاسکی   اے جان برلب آمدہ۔ بیتاب ہو گئی

انتظار کے ظلم نہ اٹھا سکی۔ واہ اے جان برلب آمدہ واہ بس دیکھ لیا کیا تو بیتاب ہو گئی۔ آخر مین استفہام ہے۔

غالب بسکہ سوکھ گئے چشم مین سرشک   آنسو کی بوند گوہر نایاب ہو گئی۔

اے غالب چونکہ آنکھون مین آنسو سوکھ گئے لہذا حالت یہ ہوئی ہے کہ اب ایک آنسو کی بوند بھی گوہر نایاب کا درجہ اور قیمت رکھتی ہے

ہر رنگ سوز پردۂ یک ساز ہے مجھے   بال سمندر آئینۂ ناز ہے مجھے

سوز خواہ وہ کسی قسم کا ہو۔ کہین ہو میرے واسطے ساز کا ایک پردہ ہے یعنی میرے لئے موجب انبساط ہے۔ چنانچہ دیکھئے بازوے سمندر کو کہ اس کے بازو اور بھی میرے لئے موجب ناز و افتخار رہین اور اس کی وجہ یہی ہے کہ اس مین بھی سوز موجود ہے۔

طاؤس خاک حسن نظر باز ہے مجھے   ہر ذرہ چشمک نگہ ناز ہے مجھے

خاک ایک طاؤس ہے (طاؤس بوجہ خاک کے ذرون کی درخشانی کے کہا گیا) جو مجکو ایک ایسا حسن معلوم ہوتا ہے جو نظر بازی کر رہا ہے اس لئے خاک کا ہر ایک ذرہ نگاہ ناز کی چشمک اور اشارہ بازی معلوم ہوتا ہے۔

آغوش گل ہے آئینۂ ذرہ ذرہ خاک   عرض بہار جوہر پرواز ہے مجھے

ایک ایک ذرہ خاک آئینہ میرے واسطے آغوش گل ہے اور بہار کی آمد میرے لئے بجو ہر پرواز ہے غرض سے مراد آمد بہار۔

ہی بوے گل غریب تسلی گہ وطن   ہر جزو آشیان پر پرواز ہے مجھے

پھولون کی خوشبو ایک مسافر ہے جو تسلی گاہ وطن کو جا رہی ہے گویا کہ آشیانے کا ہر ایک جزو پر پرواز بنا ہوا مجھے چونکہ میں لاز ہی

وحشت بہار نشہ و گل ساغر شراب   چشم پری شفق کدہ راز ہے مجھے

مجھے وحشت نشہ کی بہار معلوم ہوتی ہے اور پھول ساغر شراب معلوم ہوتا ہے اور چشم پری ایک راز کا گھر شفق کدہ بوجہ سرخی چشم کے کہا گیا۔

فکر سخن بہانہ پرواز خامشی   دود چراغ سرمہ آواز ہے مجھے

میری فکر سخن میرے واسطے خاموشی کا ایک بہانہ بن گئی ہے اور دود چراغ سرمہ آواز بن گیا ہے۔ جو کوئی پوچھتا ہے کہ آخر چپ کیون ہو تو مین اُس سے کہتا ہون کہ فکر سخن مین مصروف ہون اور جو کوئی کہتا ہے کہ کیون نہین بولتے تو کہدیتا ہون کہ سرمہ چراغ نے آواز گرفتہ کردی ہے اس لئے بول نہین سکتا۔

ہی خامہ فیض بعیت بیدل بکف اسد   یک نیستان قلم و اعجاز ہے مجھے

اے اسد قلم میرے ہاتھ مین بعیت بیدل کے فیض سے ایک نیستان ولایت اعجاز بن گیا ہے۔

نگاہ یار نے جب عرض تکلیف شرارت کی   دیا ابرو کو چھیڑا اور اس نے فتنے کو اشارت کی

جب نگاہ یار نے چاہا کہ کوئی شرارت برپا ہو جائے تو ابرو کو چھیڑ دیا اور ابرو نے اشارہ کر کے فتنے کو آمادہ شرارت کر دیا۔ لے لیجئے اچھا خاصا ایک فتنہ برپا ہو گیا

نشہ گل نے کیا جب بند دست گلشن آرائی   عصائے سبز دے نرگس کو دی خدمت نظارت کی

گل ایک بادشاہ ہے جب اس نے گلشن آرائی کا انتظام کیا تو نرگس کو ناظر مقرر کیا اور اس کو ایک سبز عصا مرحمت کر دیا - نرگس کا ناظر ہوا بہ سبب اس کے ہے کہ نرگس کو چشم سے مشابہ کرتے ہین اور سبز عصا بلحاظ اس کی شاخ کے کہا ہے۔

نہین ریزش عرق کی اب ہے ذوبان اعضا کا
تپ خجلت نے کیا نبض رگ گل سے حرارت کی

طب کا مسئلہ ہے کہ حرارت کے لازم ہونے سے اعضا کا ذوبان یعنی پگھلنا اور گھلنا شروع ہو جاتا ہے اسی بنا پر شاعر کہتا ہے کہ آخر تپ خجلت نے رگ گل کی نبض مین اتنی حرارت پیدا کی ہے کہ اس کو ذوبان اعضا شروع ہو گیا - کیونکہ یہ ریزش عرق نہین ہے بلکہ اعضا کا ذوبان ہے جو خجلت سے پیدا ہوا -

ز بس نکلا غبار دل بوقت گریہ آنکھوں سے
اسد کھائے ہوئے سرمے نے آنکھوں مین بصارت کی

غبار دل جو روتے وقت آنکھوں سے نکلا تو گویا اس سرمے نے جو کھایا گیا تھا (جس سے مراد خاموشی رہے) آنکھوں مین روشنی پیدا کی - کیونکہ وہ آنکھوں کی راہ سے ہو کر گزرا - غبار کو بوجہ باریکی سرمے سے تشبیہ دی اور تشبیہ بہ ادنی ملائمت جایز ہے - غبار دل کا نکلنا - بخار اس نکلنا -

خدایا - دل کہان تک دن بصد رنج و تعب کاٹے
خم گیسو ہو شمشیر سیہ تاب اور شب کاٹے

اے میرے خدا میرا فراق زدہ دل کہان تک رنج و غم کی حالت مین دن بسر کرے اب ایسا ہو تو مناسب ہے کہ وہ خم گیسو سیہ تاب تلوار بن جائے اور رات کو کاٹ دے صرف مراعات لفظی ہے -

کرین گر قدر اشک دیدۂ عاشق خود آرایان
صدف دندان گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے

کاش اگر کہین ایسا ہو کہ معشوق عاشقون کے آنسوؤن کی قدر کرنے لگین تو سیپ گوہر کے دانتون سے رشک اور حسد کی وجہ سے اپنے ہونٹ چبانے لگے - لب صدف نہایت ہی عمدہ استعارہ ہے اور دندان گوہر بھی بہت مناسب ہے -

دریغا وہ مریض غم کہ فرط ناتوانی سے بہ قدر یک نفس جادہ بصد رنج و تعب کاٹے

ہاے افسوس ہے اس مریض غم کی حالت زار پر جو اتنا کمزور اور ناتوان ہو گیا ہو کہ سانس بھی دشواریون کے ساتھ لے۔ یعنی ایک جادہ نفس بھی سیکڑون مصیبتون سے طے کرے۔

یقین ہے آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو دم تیغ توکل سے اگر پاے سبب کاٹے

امید نہین بلکہ یقین کامل ہے کہ آدمی کامل فقیر ہو جاے اگر وہ توکل کی تلوار سے سبب کے پاؤن کاٹ ڈالے یعنی توکل کرے اور اسباب سے قطع نظر کرلے۔ کہ یہ کرون گا تو یہ ہوگا اور یہ ہوگا تو یہ ہوگا ان سب خیالات کو چھوڑ دے اور توکل کرکے بیٹھ جائے۔

اسد مجھ مین ہے اسکے بوسہ پا کی کہان جرات کہ مین نے دست و پا باہم بہ شمشیر ادب کاٹے

اے اسد مجھ مین اس کے پاؤن چومنے کی اب جراءت کہان ہے مین نے ادب کی تلوار سے اپنے ہاتھ پاؤن دونون کاٹ ڈالے ہین۔ یعنی مین اس قدر پابند ادب ہو گیا ہون کہ اس قسم کی جرات میرے ہاتھ پاؤن سے ممکن ہی نہین ہے۔ ایک جگہ کہا ہے ؎

لے تو لون سوتے مین اسکے پاؤن کا بوسہ مگر
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہو جائے گا

ہوا جب حسن کم خط بر عذار سادہ آتا ہے کہ بعد از صاف ساغر مین بادہ درد آتا ہے

جب حسن کم ہو جاتا ہے تو رخسار صاف پر خط کی نمود ہوتی ہے اور یہ یون بھی قاعدہ مقررہ ہے کہ ہمیشہ صاف شراب کے بعد پیالہ مین شراب کی تلچھٹ آتی ہے ایک جگہ کہا ہے اور اسی مضمون کو یون ادا کیا ہے ؎

آمد خط سے ہوا ہے سرد جو بازار دوست دود شمع کشتہ تھا شاید خط رخسار دوست

نہیں ہے مزرعِ الفت میں حاصل غیر پامالی　　نظر دانہ شک بر زمین افتادہ آتا ہے

مزرعِ الفت کا حاصل سوائے اسکے کہ وہ پامال ہو اور کچھ بھی نہیں ہے گویا کہ آنسو ایک دانہ ہے جو بوجہ پامالی کے خوشہ سے جدا ہو کر زمین پر گر گیا ہے یا ایک دانہ ہے جو زمین پر پڑا ہے اور روندا جا رہا ہے۔

محیط دہر میں بالیدن از ہستی گزشتن ہے　　کریاں ہر اک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے

دنیا ایک دریائے بے پایان ہے یہاں بڑھنے اور نشو و نما پانے کے معنی یہ ہیں کہ ہستی گزر جائے اور ترک ہستی کرے۔ حباب کو دیکھو کہ اسکا بڑھنا اُسکے واسطے شکست کا سامان اور ٹوٹنے کا دیباچہ ہے اور اسکی نشو و نما سامان فنا ہے۔

دیارِ عشق میں جاتا ہے جو سوداگری ساماں　　متاعِ زندگانی ہا بغارت دادہ آتا ہے

عشق کا استعارہ کیا ہے دیار سے اس سے استعارہ کر کے کہتا ہے کہ اس ولایت میں جو کوئی سوداگری کرنے کے لئے جاتا ہے اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اپنی زندگانی کا مال و متاع لٹوا کر آتا ہے۔ زندگانی ہا سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بہت سی زندگانیوں پر پانی پھیر آتا ہے۔

اسد وارستگان باوصف ساماں بے تعلق ہیں　　صنوبر گلستاں میں بادل آزادہ آتا ہے

اے اسد وارستہ مزاج باوجود ساماں کے بے تعلق ہیں صنوبر باغ میں باوجود یکہ اس میں سب برگ و بار موجود ہوتے ہیں پھر بھی بالکل آزاد آتا ہے۔

بہ فکر حیرت رم آئینہ پرواز زانو ہے　　کہ مشک نافہ تمثال سواد چشم آہو ہے

مشک رمیدگی کی حیرت میں مستغرق ہو کر گویا آئینہ بن گیا ہے کیونکہ مشک نافہ سراسر چشم آہو کی تمثال نظر آتا ہے جس سے اس کی حیرانی اور رمیدگی کا پتہ چلتا ہے۔
اس مضمون کو تغیر الفاظ کے ساتھ مرزا نے اکثر جگہ کہا ہے چنانچہ یہ شعر ؎

ہے عدم میں غنچہ محو عبرت انجام گل
یک جہان زانو تامل در قفائے خندہ ہے

ترحم میں ستم کوشان کے ہے سامان خونریزی
سر شک چشم یار آب دم شمشیر ابرو ہے

ستم کوشون کے رحم میں بھی ظلم اور خونریزی کی شان ہے اور اس میں بھی ستم کے سامان موجود ہیں دوست کی آنکھ کے آنسو جو وہ میرے حال پر ازراہ ترحم بہاتا ہے شمشیر ابرو کی آبداری معلوم ہوتے ہیں جو خونریز اور سفاک ہے۔

ہوا چرخ خمیدہ ناتوان بار علایق سے
کہ ظاہر پنجۂ خورشید دست زیر پہلو ہے

چرخ گوزہ پشت کی کمر تعلقات کے بوجھ کی وجہ سے جھک گئی ہے۔ ظاہرا پنجۂ خورشید ایک ہاتھ ہے جو بوجھ کو سنبھالنے یا تکان کو دور کرنے کے واسطے اُسنے کمر کے نیچے لگا لیا ہے اور یہ قاعدہ عام ہے کہ تھک جانے یا بوجھ سنبھالنے کے لئے مزدور کمر کے نیچے ہاتھ لگا لیتے ہیں۔

اسد تا کے طبیعت طاقت ضبط الم لائے
فغان دل بہ پہلو نالۂ بیمار بدخو ہے

اے اسد طبیعت غریب کہاں تک ضبط غم کیا کرے اور کہاں تک اس میں تاب ضبط باقی رہے حالت یہ ہے کہ دل جو پہلو میں شور و فغان کرتا ہے وہ ایک بیمار بدمزاج کا نالہ معلوم ہوتا ہے۔

خبر نگہ کو نگہ چشم کو عدو جانے
وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے

خبر نگاہ کو اور نگاہ آنکھ کو اپنا دشمن سمجھے اور ایک کی دوسرے کو کانوں کان خبر نہو میں اُسی جلوہ کا متمنی ہوں کہ نہ تجھے خبر ہو اور نہ مجھے معلوم ہو نہایت ہی نازک اور لطیف شعر کہا ہے جس کا وجدان ذوق سلیم پر منحصر ہے۔

نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھینچ ...

نفس تہ نالۂ رقیب و نگہ بہ اشک عدو
زیادہ اس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے

نفس نالہ کا رقیب ہے اور نگہ آنسوؤن کی دشمن ہے۔ اور یہ رقابتین باہم چل رہی ہین۔ ہر چیز بلا شرکت غیرے تیری خواستگار ہے۔ تجھے ان حالات کی کیا خبر ہے۔ میری گرفتاری تیری معلومات سے بہت زیادہ ہے۔

بہ کسوت عرق شرم قطرہ زن ہے خیال مبادا حوصلہ معذور جستجو جانے

میرا خیال عرق شرم کے لباس مین قطرہ زنی کر رہا ہے اور برابر اپنی مسافت طے کرتا جاتا ہے کہین ایسا نہو کہ حوصلہ یہ سمجھ لے کہ وہ معذور جستجو ہو گیا ہے۔

جنون فسردہ تمکین ہے کاش عہد وفا گداز حوصلۂ پا کو آبرو جانے

میرے جنون کو معشوق کی تمکنت حسن نے افسردہ کر دیا ہے کاش کہ عہد وفا میرے حوصلۂ پا کے گداز کو اپنی آبرو سمجھے۔ گداز حوصلۂ پا کو آبرو سمجھنا نہایت عجیب چیز ہے یعنی عہد وفا کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ پاؤن درماندہ جستجو ہو گیا۔ بلکہ اس کو اس کے گداز سے کام لینا چاہئے۔

نہ ہووے کیونکہ اُسے فرض قتل اہل وفا لہو مین ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے

جو ظالم ہاتھ مین لہو لگ جانے کو وضو سمجھے پھر بھلا وہ اہل وفا کے قتل کو فرض کیون نہ جانے اُس کے لئے تو یقینی فرض ہے۔

زبان سے عرض تمنائے خامشی معلوم مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے

یہ تو ممکن ہی نہین ہے کہ کبھی میری خامشی زبان سے تمنا کرے گی یہ تو محالات سے ہے بس اب تو اسی طرح کام چل سکتا ہے کہ وہ خانہ برانداز میری خامشی کو بھی گفتگو سمجھ لے۔

مسیح کشتۂ الفت ببر علی خان ہے کہ جو اسدؔ تپش نبض آرزو جانے

اے اسد ببر علیخان کشتۂ الفت کا مسیحا ہے کہ جو اچھی طرح نبض آرزو کی تپش کو سمجھتا ہے۔

دیکھ تری خوے گرم دل بہ تپش مدام ہے　　　طائر سیماب کو شعلہ رگ دام ہے

تیری خوے گرم کو دیکھ کر میرا دل بالکل تپش ہو گیا ہے گویا طائر سیماب شعلہ کے جال مین پھنسا ہوا ہے۔ طائر سیماب دل ہے اور دام شعلہ اس کی خوے گرم۔

شوخی چشم حبیب فتنۂ ایام ہے　　　قسمت بخت رقیب گردش صد جام ہے

گویا معشوق کی آنکھ کی شوخی فتنۂ ایام اور گردش دوران ہے جس سے بخت رقیب کی قسمت مین سیکڑون جام کی گردش آ گئی ہے جو اس کے لئے وجہ آسایش و عیش ہے۔

کو نفس و چہ غبار جرات عجز آشکار　　　در تپش آباد شوق سرمہ صدا نام ہے

یہان نفس اور غبار کہان ہے عجز مین جسقدر جرات ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے حالت عجز مین کیا نفس اور کیا غبار۔ یہان ان چیزون کا وجود ہی نہین بلکہ حالت یہ ہے کہ شوق کی تپش آباد مین سرمہ در گلو ہونے یا خاموش رہنے کا نام صدا ہے۔ بالکل ایسا ہی شعر ہے جیسا کہ اس سے پہلی غزل مین لکھا گیا ؎
نگردہ خانہ بر انداز گفتگو جانے

غفلت افسردگی تہمت تمکیں نہو　　　اے ہمہ خواب گران حوصلہ بدنام ہے

افسردگی نے دل مین اپنا اثر پھیلا کر ایک غفلت کی صورت پیدا کر دی ہے۔ شاعر اس سے ڈر رہا ہے اور کہتا ہے کہ یہ غفلت کہین میرے اوپر تمکنت اور غرور کی تہمت قائم نہ کرائے۔ اسکے بعد اسی غفلت کو خواب گران کہہ کے کہتا ہے کہ اے خواب گران یہ کیا اندھیر اور کیا غضب ہے دیکھ حوصلہ بدنام ہو رہا ہے اور دنیا اس کو مشکوک نگاہون سے دیکھ کر میرے اوپر نہ معلوم کیا کیا تہمتین تراش رہی ہے۔

بزم وداع نظر یاس طرب نامہ بر　　　فرصت رقص شرر بوسہ بہ پیغام ہے

شاعر اپنی ایک حالت بربادی کا بیان کرتا ہوا کہتا ہے کہ میری بزم اب صرف وداع نظر ہے اور میرے لئے یاس طرب کی نامہ بر ہے۔ میری فرصت ہستی ایک رقص شرر کے برابر ہے اور پیغام میرے لئے بو ہے۔

گریہ طوفاں رکاب نالۂ محشر عناں — بے سر و ساماں اسدؔ فتنہ سرانجام ہے

اس کے گریہ کی رکاب میں طوفان ہے اور اس کا نالہ محشر عنان ہے۔ تم اسدؔ کو بے سر و سامان سمجھتے ہو مگر در اصل وہ فتنہ سرانجام ہے۔ یعنی اس سے بڑے بڑے فتنوں کا سرانجام ہوگا۔

ریشۂ شہرت دوانیدن ہے رفتن زیر خاک — خنجر جلاد برگ بید مجنون ہے مجھے

میری ترقی اور میری شہرت رفتن زیر خاک پر منحصر ہے گویا کہ خنجر جلاد میرے حق میں برگ بید مجنون کا کام دے گا جو نیچے ہی نیچے پھیلتا اور ترقی کرتا رہتا ہے۔ یعنی خنجر جلاد سبب ہوگا میرے خاک میں جانے کا۔ اور خاک میں جانا سبب ہوتا ہے ریشۂ شہرت دوانیدن کا۔ تو خنجر جلاد میرے لئے برگ بید مجنون خود ہی بن جائے گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہر دانہ ریشہ جبھی پیدا کرتا ہے جب وہ خاک میں ملتا ہے۔ جیسا کہ کہا ہے ؎

خاک میں ملتا ہے دانہ سبز ہونے کے لئے

جیسے تخم ریشہ سرسبزی خاک میں مل کر نکالتا ہے۔ اسی طرح عاشق خاک میں مل کر مشہور ہوتا ہے۔

ساقیا دے ایک ہی ساغر میں سب کو مَے کہ آج — آرزوئے بوسۂ لبہائے میگوں ہے مجھے

اے ساقی میری خواہش اور تمنا یہ ہے کہ آج تو ایک ہی ساغر میں سب پینے والوں کو شراب پلا دے تاکہ اس بہانے سے میں ان ہونٹوں کے بوسے لے سکوں یعنی اس کا ہونٹ جو پیالے کو لگے گا اور اسکے بعد وہی ساغر میرے لب تک پہونچے گا تو گویا میں ان ہونٹوں کے بوسے لوں گا۔ یا یہ کہ پہلے اگر میں پی لوں تب بھی وہی اثر ہوگا۔ اس مضمون کو مختلف طریقے سے لوگوں نے کہا ہے کسی کا ایک مشہور شعر ہے ؎

پس از مردن بنائے جائیں گے ساغر مری گل کے
لب جان بخش سے بوسے ملیں گے خاک میں مل کے

ہو گئے باہم گر جوش پریشانی سے جمع   گردش جام تمنا دور گردون ہے مجھے

اس قدر جوش پریشانی ہوا کہ دونوں باہم جمع ہو گئے میرے لئے گردش جام تمنا دور گردون ہے۔ غرضکہ دور گردون بھی پریشان کن ہے اور گردش جام تمنا بھی۔

دیکھ لے جوش جوانی کی ترقی بھی کہ اب   بدر کے مانند کاہش روز افزون ہے مجھے

چاند جب پورا ہو جاتا ہے تو اس کی کاہش شروع ہوتی ہے اور وہ کاہش ہر روز زیادہ ہوتی جاتی ہے لہذا میرے جوش جوانی کی ترقی کو دیکھ کہ میں جوان ہو کر برابر گھٹ رہا ہوں۔

غنچگی ہے بر نفس بستن پیچیدن فکر اے اسد   در شگفتن ہائے دل در رہن مضمون ہے مجھے

فکر شعر کی حالت میرے لئے حالت غنچگی کی ہے کہ جب میرے دل پر یا میرے دماغ پر فکر شعر غالب ہوتی ہے تو بستگی اور گرفتگی سے مجھ میں صورت غنچگی پیدا ہوتی ہے گویا میرے دل کی شگفتگی مضمون یابی کی مرہون ہے۔ جب میں مضمون کی فکر کرتا ہوں تو میرا دل صورت غنچہ تنگ اور بستہ ہوتا ہے اور جب مضمون پا لیتا ہوں تو پھول کی طرح کھل جاتا ہے۔

دلا عبث ہے تمنائے خاطر افروزی   کہ بوسہ لب شیرین ہے اور گلو سوزی

اے دل اس ست تمنائے دل افروزی و آرزوئے روشندلی فضول ہے۔ بوسہ لب شیرین صرف گلو سوزی ہی کر سکتا ہے۔ اور کچھ اس سے نہیں ہو سکتا۔ گلو سوزی سے یہاں مراد رگ جان کا جلانا ہے اور یہ معمول سے زیادہ شیرین چیز گلو سوزی کرتی ہے۔

ہوئی ہے سوزش دل لیکر داغ بے اثری   اگی ہے دود جگر سے شب سیہ روزی

میری سوزش دل چونکہ بے اثر ہے اور اس بے اثری سے داغ پڑا ہوا ہے اسی لئے میرے دود جگر سے شب یہ روزی پیدا ہوتی ہے ؎

آشفتگی نے نقش سویدا کیا درست
ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا

بہ پرفشانیٔ پروانہ چراغ مزار — کہ بعد مرگ بھی ہے لذت جگر سوزی

چراغ مزار کے پروانے کی پرفشانی کی قسم ہے کہ مرنے کے بعد بھی جگر سوزی کی لذت باقی رہتی ہے۔

تپش تو کیا نہ ہوئی مشق پرفشانی بھی — رہا میں ضعف سے شرمندہ نو آموزی

تپش کیسی پرفشانی کی مشق بھی نہ ہو سکی اور میں پر بھی نہ ہلا سکا۔ اس کا باعث ضعف تھا جس کی وجہ سے میں نو آموزی کا شرمندۂ احسان رہا۔ اور اس حد سے آگے نہ بڑھ سکا۔

اسد ہمیشہ پئے کفش پائے سیم تبان — شعاع مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی

اے اسد آسمان ہمیشہ سورج کی زرتار شعاعوں سے سیم تنوں کے کفش میں زردوزی کا کام کیا کرتا ہے۔

آرزوئے خانہ آبادی نے ویران تر کیا — کیا کروں گر سایۂ دیوار سیلابی کرے

مجھے خانہ آبادی کی آرزو نے اور بھی زیادہ ویران کیا اور سایہ دیوار سیلاب کا کام کرتا رہا۔ اب اسے کیا کروں اور اس کا کیا علاج ہے۔

نغمہا وابستۂ یک عقدۂ تار نفس — ناخن تیغ بتان شاید کہ مضرابی کرے

تمام نغمے تار نفس کے ایک عقدے سے وابستہ ہیں ممکن ہے کہ حسینوں کے ناخن کی تیغ مضراب کا کام دیکر اس تار سے کوئی صدا پیدا کرے۔

صبحدم وہ جلوہ ریز بے نقابی ہو اگر   رنگ رخسار گل خورشید مہتابی کرے

صبح کے وقت اگر وہ بے نقاب ہو کر جلوہ آرائے چمن ہو تو گل خورشید کا رنگ رخسار مہتابی کا کام دے یعنی سورج مکھی کا پھول با اینکہ زرد ہوتا ہے لیکن اس سے چاندنی پھیل جائے یا رخسار گل خورشید پر چاندنی پھیل جائے۔

زخمہائے کہنۂ دل رکھتے ہین جو مردگی   اے خوشا گر آب تیغ تیز تیزابی کرے

میرے دل کے پرانے زخمون مین ایک حالت مردگی پیدا ہو گئی ہے کیا اچھا ہو اگر میرے محبوب کی تیز تلوار کا پانی ان پر پڑ کر تیزاب کا کام دے اور وہ صاف ہو جائین۔

بادشاہی کا جہان یہ حال ہو غالب تو پھر   کیون نہ دلی مین ہر اک ناچیز نوابی کرے

اے غالب دلی کی بادشاہی ایسی ہی ہے جیسے ایک چھوٹے موٹے نواب کی۔ پھر جب بادشاہی یہان کی یہ ہوئی تو ظاہر ہے کہ ہر ایک ناچیز اور ادنیٰ آدمی بھی نوابی کا دعویٰ کر سکتا ہے یا یہ کہ جب دلی کی شاہی اس قدر کمزور ہو گئی ہے تو پھر کیون نہ ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ آدمی کو نوابی کا دعویٰ ہو۔

صبح سے معلوم آثار ظہور شام ہے   غافلان آغاز کار آئینۂ انجام ہے

صبح کا نمودار ہونا علامت ہے شام کے ہونے کی تو اے غافلو تم کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہر ایک چیز کا آغاز انجام کا آئینہ ہے۔

بسکہ ہین صیاد راہ عشق مین صرف کمین   جادۂ رہ سر بسر مژگان چشم دام ہے

چونکہ جا بجا راہ عشق مین صیاد گھاتون مین لگے ہوئے ہین تو جادۂ راہ کو سراسر رشتہ دام سمجھنا چاہیے یا جادے تمام چشم دام کے مژگان ہین۔

بسکہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق   ہر بت خورشید طلعت آفتاب بام ہے

چونکہ تیرے جلوۂ دیدار کا سب کو اشتیاق ہے اس واسطے ہر حسین خورشید طلعت
آفتاب لب بام بنا ہوا ہے یعنی تیری آمد کے اشتیاق میں بام پر جلوہ افروز ہے آفتاب
لب بام میں ایہام ہے یعنی ہر حسین خورشید طلعت رو بزوال اور قریب بہ اختتام ہے۔

کیا کمال عشق نقص آباد گیتی میں ملے — پختگی ہائے تصوریاں خیال خام ہے

دنیا ایک نقص آباد یعنی نقص کی جگہ ہے یہاں کمال کا ملنا ناممکن اور محال ہے
اس قسم کے خیال پکانا محض خام خیالی ہے اور کچھ بھی نہیں۔

ہو جہاں وہ ساقی خورشید رو مجلس فروز — واں اسد تار شعاع مہر خط جام ہے

اے اسد جس جگہ وہ ساقی خورشید رو مجلس افروز ہو یعنی مجلس میں بیٹھے وہاں
آفتاب کے تار شعاع خط جام کا کام کریں گے۔ یعنی اہل مجلس کو سرشار ذوق کر دینگے
یعنی چونکہ وہ ساقی خورشید رو ہے لہذا شعاع مہر خط جام ہو جاے گی۔

مستعد قتل یک عالم ہے جلاد فلک — کہکشاں موج شفق میں تیغ خوں آشام ہے

جلاد فلک یعنی خود فلک ایک عالم کے قتل پر مستعد اور آمادہ ہے موج شفق
میں چھپی ہوئی کہکشاں کو تلوار خون آشام سمجھنا چاہیے۔ جو دنیا کے خون بہانے کیلئے
نکالی گئی ہے۔ جلاد فلک ستارہ مریخ کو بھی کہتے ہیں۔ مگر یہاں مریخ مراد نہیں ہے۔

اے خوشا وقتے کہ ساقی یک خمستان وا کرے — تار و پود فرش محفل پنبۂ مینا کرے

وہ وقت اور وہ موسم بھی کیا اچھا ہوگا جب کہ ساقی ایک خمستان کھول دے
اور پنبۂ مینا سے فرش محفل کی تار و پود کرے۔ یعنی محفل بھر میں پنبہ مینا بچھا ہوا نظر آئے
خمستان سے مراد بہت سے ظروف شراب یا مٹکے یا شیشہ شراب ہیں۔

جو عزادار شہیدان نفس دزدیدہ ہو — نوحہ ماتم بہ آواز پر عنقا کرے

جو شخص کہ اُن لوگوں کا عزادار اور ماتم کرنے والا ہو جو دم چرائے ہوئے

اور زبان تالو سے لگائے ہوئے خاموش بیٹھے ہیں اس کو اس طرح ماتم کرنا چاہئے کہ پر عنقا کی آواز سے ماتم کرے۔ ظاہر ہے کہ عنقا خود ایک معدوم چیز کو کہتے ہیں اور جب وہ معدوم ہے تو اس کے پر کی آواز بھی معدوم ہوگی اور اس کے پر کی آواز معدوم ہوگی تو ماتم بھی معدوم ہوگا یعنی اس کو چاہئے کہ وہ ماتم بھی اس طرح کرے کہ ماتم نہ معلوم ہو۔

توڑ بیٹھے جبکہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا آسمان سے بادۂ گلفام گو برسا کرے

جام و سبو توڑنے والے اور مے کشی کو چھوڑنے والے آدمی کو اس سے کیا خوشی ہو سکتی ہو کہ آسمان سے شراب برس رہی ہے۔ آسمان سے شراب برستی ہے تو برسا کرے اس کے لئے سب بیکار اور فضول ہے۔

ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسد ہوں سراپا یک قلم تسلیم جو مولا کرے

اے اسد میں جو گریبان میں سر ڈالے خاموش بیٹھا ہوں اس کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ میں ناتوان ہوں بلکہ میرا شیوہ اور میرا طریقہ تسلیم و توکل ہے میں راضی برضا ہوں جو کچھ خدا کرے مجھے سب منظور ہے۔

بہار تعزیت آباد عشق ماتم ہے کہ تیغ یار ہلال مہ محرّم ہے

عشق ایک تعزیت آباد ہے جہان کی بہار یہی ہے کہ ہمیشہ وہاں نوحۂ ماتم ہوتا رہے کیونکہ وہاں کا ہلال تیغ یار ہے اور وہ ماہ محرم سے مشابہ ہے اور ماہ محرم میں ہمیشہ نوحہ و ماتم کی کثرت ہوتی ہے۔

یہ ہیں ضبط ہی آئینہ بندی گوہر وگرنہ بحر میں ہر قطرہ چشم پر نم ہے

یوں کہئے کہ موتی کی آئینہ بندی مرہون ضبط ہے اور ضبط نے اس کی آئینہ بندی کو قائم رکھا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دریا کا ہر قطرہ ایک چشم پر نم ہے۔ اسی طرح موتی بھی دریا کا ایک قطرہ ہے اگر اس کی آئینہ بندی کو ضبط روکے ہوئے نہ ہو تو کام خراب ہو جائے۔

چمن میں کون ہی طرز آفرین شیوۂ عشق کہ گل ہے بلبل رنگین و بیضۂ شبنم ہے

سمجھ مین نہین آتا کہ چمن مین کون طرز آفرین عشق ہے یعنی چمن کو کون آئین عشق سکھا رہا ہے ہم دیکھتے ہین کہ گل ایک بلبل رنگین ہے اور شبنم بیضہ بلبل ہی جو پیدائش عاشق کا سبب ہے۔ بلبل خود عاشق بیضہ سبب پیدایش عاشق تو لازم آیا کہ چمن مین ضرور کوئی طرز آفرین عشق موجود ہے۔

اگر نہووے رگ خواب صرف شیرازہ　　تمام دفتر ربط مزاج برہم ہے

اگر رگ خواب شیرازہ بندی اجزاے مزاج نہ کرتی رہے تو مزاج کا تمام دفتر برہم اور ابتر ہو کر تباہ ہو جاوے یعنی مزاج تباہ ہو جاے۔ طب کے مقولے کے موافق نیند سے اجزاے ماتحلل کا بدل ہو جاتی ہے یہ صحیح ہے مگر مین یہ نہین سمجھا کہ یہ شعر ہے یا مسئلہ طب۔

اسد بہ نازکی طبع آرزو انصاف　　کہ ایک وہم ضعیف و غم دو عالم ہے

اے اسد ذرا طبع آرزو کی نزاکت کی داد دینا اور انصاف کرنا کہ ایک ضعیف وہم پر دونون جہان کا بار پڑا ہوا ہے یا یہ کہ اے طبع آرزو انصاف کی نزاکت کی قسم ہے کہ مین ایک وہم ضعیف ہون جسپر دونون جہان کا بوجھ ہے۔

زبان بہ کام خموشان ز فرط تلخی ضبط　　بہ رنگ پستہ یہ زہر آب دادہ پیکان ہے

تلخی ضبط کی کثرت کی وجہ سے چپ رہنے والے لوگون کے تالو مین زبان پستہ کی طرح سبز ہو گئی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ زہر آب مین بجھا ہوا پیکان ہے۔

لب گزیدہ معشوق ہی دل افگار　　نشان برش شمشیر زخم دندان ہے

میرا زخمی دل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی معشوق کا کاٹا ہوا ہونٹ اس کے اوپر تلوار کے نشانات معلوم ہوتے ہین کہ دانت کے نشانات ہین۔

کشود غنچہ دلہا عجب نہ رکھ غافل　　صبا خرامی خوبان بہار ساماں ہے

اے غافل تو اس بات سے کیون تعجب کرتا ہے اور کیون اس بات کا منکر ہے کہ

غنچہ ہائے دل کھل ہی نہیں سکتے تجھے کچھ معلوم بھی ہے معشوقوں کا ہوا کی طرح خرام ناز کرنا۔ بہار کے سامان پیدا کر دینے والا ہے لہذا دل کے غنچے کا کھلنا کونسی بڑی بات ہو۔

فغان کہ بہر شفار حصول نا شدنی — دماغ ناز کش منت طبیبان ہے

فریاد ہے فریاد ہے کہ ایک ایسی چیز کے حاصل کرنے کے واسطے جو حاصل نہیں ہو سکتی دماغ زبردستی اطبا کا زیر بار احسان ہو رہا ہے یعنی شفا مجھے کبھی حاصل نہ ہو گی بے کار میں ان لوگوں کے احسانات اٹھا رہا ہوں۔

اسد جہان کہ علی بر سر نوازش ہو — کشاد عقدۂ دشوار کار آسان ہے

اے اسد جس جگہ حضرت علی کی مہربانیاں ہوں وہاں کوئی دشواری دشواری نہیں بلکہ عقدہ دشوار کا حل ہو جانا وہاں ایک آسان کام ہے۔

شفق بہ دعوی عاشق گواہ رنگین ہے — کہ ماہ دزد حنائے کف نگارین ہے

ماہ شفق آلود کو دیکھ کر عاشق کا دعوی ہے کہ چاند نے میرے محبوب کے کف نگارین سے مہندی چرائی ہے اور اس کے دعوے پہ گواہ رنگین شفق ہے جو یہ حال بتا رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ ماہ دزد حنا ہے اور یہ وہ چور ہے جو میرے محبوب کے کف نگارین میں رہ گیا ہے۔ دزد حنا اس سفیدی کو کہتے ہیں جو مہندی لگاتے وقت سہواً ہاتھ میں رہ جاتی ہے یا نقش و نگار کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی نقش یا اسی خالی جگہ کو چاند کہکر شفق کو اپنے دعوے کا گواہ بنایا ہے۔ دزد حنا کے واسطے شفق کا گواہ ہونا نہایت موزوں اور مناسب ہے یہی دوسرے معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔

جوہر آئینہ سان مژگان بہ دل آسودہ ہے — قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا سو نگاہ آلودہ ہے

جیسے جوہر آئینہ آئینہ کے دل میں مقیم ہے بالکل ایسے ہی مژگان دوست کا مقام میرے دل میں ہے اور وہ یہاں آسودہ ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ جو قطرۂ اشک میری آنکھوں سے ٹپکتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی نگاہ سے ملتا اور مس کرتا ہوا آیا ہے۔

دام گاہ عجز میں سامان آسایش کہان — پرفشانی بھی فریب خاطر آسودہ ہے

عاجزی کی دام گاہ مین آسایش کا سامان کہان رکھا ہوا ہے یہ سمجھ لیجئے کہ پرفشانی در اصل پرفشانی نہین ہے بلکہ دل آسودہ کا فریب ہے۔

ہے سواد خط پریشان موئے اہل عزا — خامہ میرا شمع قبر کشتگان کا دودہ ہے

میرے خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل عزا کے ماتم مین بکھرے ہوے بال ہین اور میرا قلم گور غریبان کے چراغ کا جما ہوا دہوان ہے۔

جس طرف سے آے ہین آخر ادہر ہی جائینگے — مرگ سے وحشت نکر راہ عدم پیمودہ ہے

ہم جہان سے آئے ہین اسی جگہ ہم کو پھر جانا ہے مرنے سے گھبرانا کیا ہے عدم کی راہ ہماری دیکھی ہوئی ہے۔ خوف کس بات کا ظاہر ہے کہ انسان کا وجود بین العدمین ہے پہلے عدم تھا پھر وجود ہوا پھر عدم ہوگا۔ منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم الخ۔

پنبۂ مینائی ہی رکھ لو تم اپنے کان مین — ہے پریشان ناصح بیصرفہ گو بیہودہ ہے

اے رند ناصح بڑا بیہودہ ہے فضول اپنی زق زق بق بق لگائے ہوے ہے اس کی اس فضول جھک کے سننے سے بچنے کی ترکیب بس یہی ہے کہ پنبۂ مینا یعنی وہ روئی جو کاگ کی بجاے یا کاگ کے ساتھ بوتل مین لگاتے ہین تم اپنے کان مین رکھ لو تو اس کی اس خرافات کے سننے سے نجات حاصل ہوگی۔

کثرت انشاے مضمون تحیر سے اسد — ہر سر انگشت نوک خامہ فرسودہ ہے

اے اسد مین نے حیرت کے مضمون اس کثرت سے لکھے اور انشا کئے ہین کہ ہر انگلی کا سر گھسے ہوے قلم کی نوک معلوم ہوتا ہے۔ یعنی لکھتے لکھتے انگلیان گھس گئی ہین۔

بہر پروردن سراسر لطف گستر سایہ ہے — پنجۂ مژگان بطفل اشک دست دایہ ہے

کسی کا سایہ سر پر ہونا لطف گستری کی علامت اور دلیل ہے گویا یہ سایہ پرورش ہے جب یہ مسلم ہے تو معلوم ہوا کہ پنجہ مژگان طفل اشک کے واسطے دست دایہ ہے یعنی پنجہ مژگان ہی طفل اشک کو پرورش دیتا اور پالتا ہے۔ کچھ لطیف مضمون نہیں ہے۔

فصل گل مین دیدہ خونین نگاہان جنون　　دولت نظارہ گل سے شفق سرمایہ ہے

بہار کے زمانہ مین مجنونان خونین نگاہ کی آنکھین پھولون کے دیکھنے کی وجہ سے سرمایہ اندوز مسرت و رنگینی ہین اور ایسی سرخ ہین کہ انپر دہوکا ہوتا ہے کہ ان مین شفق بھری ہوئی ہے شفق سرمایہ سے مراد سرخی ہے۔

شورش باطن سے یہان تک مجکو غفلت آگئی ہے　　شیون دل یک سرود خانہ ہمسایہ ہے

شورش دل کے سبب سے میری غفلت اتنی بڑھ گئی ہے اور اتنی بیخبری مجھ مین پیدا ہو گئی ہے کہ اب مین خود اپنے دل کے شیون کو بھی نہین پہچانتا اور دل کا شیون بھی ہمسایہ کے گھر کا گانا معلوم ہوتا ہے یعنی غفلت کا یہ عالم ہے کہ دل کو مجھ سے اور مجھے دل سے بالکل بیگانگی ہے۔

کیون نہ تیغ یار کو مشاطہ الفت کہون　　زخم مثل گل سراپا کے مرے پیرایہ ہے

مشاطہ کنگھی کرنے والی عورت کو کہتے ہین اور مجازاً اس کو جو عورتون کا یا دلہن کا بناؤ سنگھار کرتی ہو اسی بنا پر شاعر کہتا ہے کہ میرے لئے تیغ یار مشاطہ الفت ہو کہ اس نے میری محبت کو زینت دی میرے تن پر زخم ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے سراپا پھولون سے لدا ہون یا پھولون کا لباس پہنے ہوے ہون۔

اے اسد آباد ہے مجھ سے جہان شاعری　　خامہ میرا تخت سلطان سخن کا پایہ ہے

اے اسد جہان شاعری میرے ہی دم سے آباد ہے اور اس کی تمام زیب و زینت مجھی سے ہے گویا سخن ایک بادشاہ تخت نشین ہے۔ اور میرا قلم اس کے اورنگ سلطنت کا پایہ ہے

چشم گریان بسمل شوق بہار دید ہے　　اشک یہی عرض بال افشانی امید ہے

میری چشم گریاں شوق بہار دید کی بسمل ہے اور اشک ریزی کشایش بازوے امید کا ظاہر کرنا ہے۔

دامن گردون مین رہ جاتا ہی ہنگام وداع — گوہر شب تاب اشک دیدہ خورشید ہے

اکثر روتے وقت غم جدائی سے مل کر روتے اور آنسو بہاتے ہین اسی کو پیش نظر رکھکر شاعر کہتا ہے کہ سورج روز غروب کے وقت آسمان سے رخصت ہو کر جاتا ہے اور آنسو بہاتا ہے چلتے وقت جو آنسو اس کی آنکھ سے گر کر دامن گردون مین رہ جاتے ہین وہی رات کو گوہر شب تاب بن کر چمکتے ہین اب خواہ گوہر شب تاب سے مراد چاند سمجھئے یا کوئی تارا۔

رتبہ تسلیم خلقت مشربان عالی سمجھ — چشم قربانی گل شاخ ہلال عید ہے

وہ لوگ جن کا مذہب اور مشرب ہی دوستی ہے اُن کا رتبہ تسلیم بہت ہی بلند ہے۔ دیکھو قربانی ہونے والے جانور کی آنکھ شاخ ہلال عید ضحیٰ کا ایک پھول ہے یہ ایک خیالی مضمون ہے زیادہ سے زیادہ تمثیلی ہے اور بس۔

کچھ نہین حاصل تعلق مین بغیر از کشمکش — اے خوشا رندے کہ مرغ گلشن تجرید ہے

تعلق مین سوائے کشمکش کے کچھ حاصل نہین ہوتا وہ رند بہت اچھا جو مجرد ہے۔ اور تعلقات دنیوی سے علیحدہ رہ کر باغ تجرید کی بہار لوٹ رہا ہے۔

فرصت آئینہ صد رنگ خود آرائی ہے — روز و شب یک کف افسوس تماشائی ہے

فرصت یعنی مہلت زندگی ایک آئینہ ہے جس مین سیکڑون قسم کی خود آرائیون کے جلوے نظر آتے ہین مگر بعد شوق دیکھنے کا وقت نہین۔ اسی افسوس مین رات اور دن ایک کف افسوس بن گئے ہین یعنی شب و روز اصل مین شب و روز نہین بلکہ تماشائی کا کف افسوس ہین۔ شب و روز کی تشبیہ کف افسوس سے اسلئے دی ہے کہ افسوس مین بھی دونون ہاتھ ملا کرتے ہین خواہ شب و روز مین سے گویا ایک ہاتھ دن ہے اور دوسرا ہاتھ رات ہے

وحشت زخم وفا دیکھ کہ سرتاسر دل ۔ بخیہ جون جوہر تیغ آفت گیرائی ہے

وہ زخم جو وفا کی وجہ سے میرے دل مین پڑا ہے اس کی وحشت نہ پوچھئے یہ حالت ہے کہ دل مین اس سرے سے اس سرے تک اس زخم کی بخیہ ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے تلوار کا جوہر اور وہ آفت خیز گیرائی ہوگئی ہے یعنی اس کی گیرائی نے ایک آفت برپا کردی ہے۔

شمع آسا ۔ چہ سر دعوی و کو پائے ثبات ۔ گل صد شعلہ بیک جیب تماشائی ہے

ہم سوختہ بخت شمع کی مانند ہین نہ ہم کو دعوی کا خیال ہے اور نہ ہم مین قیام وثبات کی طاقت ہے ہم وہ ہین کہ ہمارے دیکھنے والون کے دامن مین ہم کو دیکھ کر سیکڑون شعلے بھر جاتے ہین یعنی بے قرار ہو جاتے ہین۔

نوائے خفتہ الفت اگر بیتاب ہو جائے ۔ پر پروانہ تار شمع پر مضراب ہو جائے

وہ نغمۂ کیفیات جو محبت مین فی نفسہ موجود ہے اسباب غم وضبط کی وجہ سے دبا ہوا ہے اسی لئے اس کو نوائے خفتہ الفت کہا ہے یعنی محبت کی وہ آواز جو سو رہی ہے اگر اسکی خوابیدگی دفع ہو کر اس مین کیفیت اضطراب (بے قراری) پیدا ہو جائے تو اس کے اثر سے پروانہ سوختہ کے پر مضراب شمع پر مضراب کا کام کرنے لگین یعنی اس کی تاثیر شمع پر بھی ہو گویا یہ ممکن نہین ہے کہ عاشق کے جذب کا معشوق پر اثر نہ پڑے۔

زبس طوفان آب و گل ہی غافل کیا تعجب ہے ۔ کہ ہر اک گردباد گلستان گرداب ہو جائے

چونکہ دنیا مین ہر طرف آب وگل کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے اسی لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی تعجب نہین ہے کہ باغ مین جو بگولے نظر آتے ہین وہ گرداب کی صورت اختیار کرلین

اثر مین یا تنک اے دست دعا عجز پیدا کر ۔ کہ سجدہ قبضۂ تیغ خم محراب ہو جائے

؎ بخیہ مذکر بھی بولا جاتا ہے مگر میری زبان پر مؤنث ہے۔

لے دست دعا تجکو چاہیے کہ تو دعا مین اس قدر اعجاز پیدا کرے کہ وہ سجدہ جو تو محراب مین ادا کرتا ہے وہ تیغ خم محراب کے لئے قبضہ بن جائے یعنی محراب اگرچہ خود ایک تیغ ہے مگر بغیر قبضہ کے بیکار ہے کہ تیرا سجدہ اس کو باکار بنا دے مطلب یہ ہے کہ سجدہ باعث نازش محراب ہو جائے۔

برنگ گل اگر شیرازہ بند بیخودی رہیے — ہزار آشفتگی مجموعہ یک خواب ہو جاوے

گل دراصل بیخود ہے اور بیخودی اُسکی ایک ایک رگ مین چھپی ہوئی ہے مگر ہوا اگر یہ اُس نے اپنی بیخودی کو مجتمع کر لیا ہے اور اس اجتماع سے شیرازہ بندی کی صورت پیدا ہو کر اس مین ایک حسن پیدا ہو گیا ہے اسی طرح آپ بھی اگر پریشانیون کا ایک مجموعہ بنا لیجئے اور مجتمع رکھئے تو ہزار آشفتگیان ایک خواب راحت کا مجموعہ بن سکتی ہین

اسد باوصف عجز بے تکلف خاک گردیدن — غضب ہے گر غبار خاطر احباب ہو جاوے

اسد باوصف اس کے کہ عجز سے خاک ہو کر رہ گیا ہے۔ اب بھی اگر وہ غبار خاطر احباب ہو جاوے تو بڑا ہی غضب ہے۔ یعنی باوجود اتنے عجز کے بھی اگر لوگ اس سے کینہ رکھین تو بڑا ستم ہے۔

تا چند ناز مسجد و بتخانہ کھینچئے — جون شمع دل بہ خلوت جانانہ کھینچئے

کہان تک مسجد اور بت خانہ کے ناز اٹھایئے اور تابکے ان دونون مین قیام و مقام کی حرص کیجئے۔ بہتر یہ ہے کہ شمع کی طرح خلوت خانہ محبوب مین جا کر گوشہ نشین ہو جائیے اور دیر و حرم سے کوئی واسطہ نہ رکھئے۔

بہزاد نقش یکدل صد چاک عرض کر — گر زلف یار کھینچ نہ سکے شانہ کھینچئے

اے بہزاد تو اپنے دل کی شبیہ کھینچکر دکھا دے جو غم و الم سے صد چاک ہو گیا ہے اگر تجھ سے یہ ممکن نہین ہے کہ معشوق کی زلف کی تصویر کھینچے تو خیر اچھا نہ سہی یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک شانہ یعنی دل صد چاک کی تصویر کھینچ دے یعنی اگر معشوق کا راز حسن نہ کھول سکے تو اپنے

رموز عشق کا اظہار کر۔

عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر — دامن کو اسکے آج حریفانہ کھینچیے

اس سے ہزار کچھ عجز و نیاز کیا بزار خوشامد زر آمد کی مگر وہ ظالم کسی طرح سے راہ پر نہ آیا اب آرزو یہ ہے کہ زبردستی آج اس کا دامن کھینچ لیا جائے۔ یہ شعر ایسا ہی ہے ؎

ہم سے کھلجاؤ بوقت مے پرستی ایکدن
ورنہ ہم چھیڑینگے رکھ کر عذر مستی ایکدن

ہے ذوق گریہ عزم سفر کیجیے اسد — رخت جنون سیل بہ ویرانہ کھینچیے

گریہ کا ذوق ہے تو اے اسد سفر کا ارادہ کرو آبادی کو چھوڑو اور اس سیل خانمان خراب کو ویرانہ کی طرف لے جاؤ۔

حیرت حجاب جلوہ و وحشت غبار راہ — پاے نظر بہ دامن صحرا نہ کھینچیے

حیرت جلوہ کا حجاب ہے یعنی حیرت جلوہ کو روکتی اور اس راہ مین سد راہ ہوتا ہے اور وحشت راستہ کا غبار بنی ہوئی ہے لہذا کبھی نظر کا پاؤں دامن صحرا کی طرف نہ اٹھائیے یہ بیکار اور فضول ہے اور سفر صحرا سے کوئی حاصل نہین۔

خود نامہ بن کے جائیے اوس آشنا کے پاس — کیا فائدہ کہ منت بیگانہ کھینچیے

وہ ایسا آشنا اور دوست ہے پھر جب یہ آشنائی اور شناسائی فی مابین موجود ہے تو کیا ضرورت ہے کہ توسل ڈھونڈھیئے۔ اور وسیلے تلاش کیجیے اگر اسکو خط بھیجنا ہے تو نہ نامہ بر کی ضرورت ہے اور نہ پیغامبر کی نہ نامہ کی بلکہ خود نامہ بن کر اسکے پاس پہونچ جائیے واسطے اور وسیلے بیکار ہین۔

گر صفحہ کو نہ دیجیے پرواز سادگی — جز خط عجز نقش تمنا نہ کھینچیے

اصل تو مناسب اور بہتر یہی ہے کہ صفحۂ دل کو تمام نقوش علائق سے پاک و صاف رکھئے اور اگر ایسا ممکن نہو اور آپ اس صفحہ کو سادہ نہ رکھ سکیں تو خبردار خبردار اس پر کوئی نقش تمنا نہ کھینچئے بلکہ اگر نقش کھینچنا ہی ضرور ہو تو اس پر خط عجز تمنا کھینچئے۔

دیدار دوستان لباسی ہے ناگوار — صورت بہ کارخانہ دیبا نہ کھینچئے

وہ دوست جو صرف لباسی دوست ہیں یعنی دلی یا حقیقی دوست نہیں ہیں بلکہ انہوں نے صرف دوستوں کا لباس پہن رکھا ہے ان کی صورت سے نفرت ہے اور ان کا دیدار پسندیدہ نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ دیبا کے اوپر تصویریں نہ بنائی جاویں کیونکہ گو بظاہر یہ انیس و جلیس ہیں مگر درباصل ان کو نہ کوئی ہمدردی ہے نہ دوستی ہے۔ نقوش دیبا کو دوستان لباسی کہنا حد درجہ لطیف اور پاکیزہ ہے۔

ہے بے خمار نشہ خون جگر اسد — دست ہوس بہ گردن مینا نہ کھینچئے

اے اسد خون جگر کی شراب میں خمار نہیں ہے لہذا اسی کو پی لیجئے۔ اور بیکار دست ہوس گردن مینا میں نہ ڈالئے اس شراب کا کوئی شراب مقابلہ نہیں کر سکتی۔

ہے مشق وفا جانتے ہیں لغزش پا تک — اے شمع تجھے دعوئی ثابت قدمی ہے

اے شمع ہم کو وفا کی مشق ہے اور مدتوں ہم نے اس وادی کی رہنوردی کی ہے ہمکو اس راہ کے نشیب و فراز سے بخوبی آگاہی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ لغزش پا کس کو کہتے ہیں اور ثابت قدمی کس کا نام ہے تو ہمارے سامنے ثابت قدمی کا دعوی کرتی ہے بس رہنے دے ہم خوب سمجھتے ہیں اور ہم اچھی طرح تیری لغزش پا کو دیکھ رہے اور سمجھ رہے ہیں تیرے قدم راہ عشق میں ڈگمگا رہے ہیں۔ شمع کی لرزش کو لغزش پا کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے۔

واماندۂ ذوق طرب وصل نہیں ہوں — اے حسرت بسیار تمنا کی کمی ہے

اے میری حسرت بے پایاں کہیں غلطی سے یہ نہ سمجھنا کہ مجھے وصل کی خوشی اور مسرت نے درماندہ کر کے آئندہ کے واسطے بیکار کر دیا ہے اور اب تمنائیں باقی نہیں ہیں۔ میں وہ ہوں

کہ اس افزونی اور کثرت تمنا کو کچھ نہیں سمجھتا اور میرے نزدیک ابھی آرزوؤں کی کمی ہو۔

مژہ پہلوے چشم اے جلوہ ادراک باقی ہو
ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخی خاشاک باقی ہو

اس شعر مین آنکھ کو شعلے سے اور مژہ کو خاشاک سے استعارہ کیا ہے جو مصرع ثانی مین ہے کہتے ہین کہ اے جلوۂ ادراک تیری تجلی نے میری آنکھ کو جلا دیا۔ مگر ہنوز مژہ باقی ہین گویا کہ شعلہ تو جل کر خاک ہو چکا اور کچھ نہین رہا مگر خار و خس کی شوخی ہنوز باقی ہو اور یہ نہایت ہی تعجب انگیز ہے کہ شعلہ جل بجھے اور خس و خاشاک رہ جائے۔

ہوا ترک لباس زعفرانی دلکشا لیکن
ہنوز آفت لسب اک عقدہ یعنی چاک باقی ہی

مین نے لباس زعفرانی یعنی رنگین لباس کو چاک کر دیا ہو اور یہ مین وجہ میرے لئے باعث دلکشائی و تفریح ثابت ہوا مگر بذات خود چاک جو ایک چیز ہے وہ باقی ہے اور یہ بھی آفت لسب ہے ظاہر ہے کہ جو آفت آئی ہے وہ اسی کی صورت مین آئی ہے۔

چمن زار تمنا ہو گئی صرف خزان لیکن
بہار نیم رنگ آہ حسرتناک باقی ہے

میری چمن زار تمنا کی بہار کو خزان نے لوٹ لیا اور وہ سب خزان کے کام آگئی مگر حسرتناک آہ کی بہار نیم رنگ باقی رہ گئی ہے سراج اورنگ آبادی کا ایک شعر ہوے

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

نہ حیرت چشم ساقی کی نہ صحبت دور ساغر کی
مری محفل مین غالب گردش افلاک باقی ہی

شاعر اپنی حالت انقلاب کو بیان کرتا اور کہتا ہے کہ اے غالب زمانہ بدل گیا انقلاب ذرہ ذرہ پر چھا گیا۔ اب میری محفل مین نہ چشم ساقی کی حیرت رہی اور نہ دور ساغر کی صحبت رہی اب ان کے بجلے میری بزم مین گردش افلاک کا دور دورہ ہو۔

شکل طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے
ہون وہ گلدام کہ سبزے مین چھپایا ہی مجھے

طاؤس کے نقش و نگار کو حلقہ ہائے دام تصور کر کے طاؤس کو ایک مرغ گرفتار دام بتایا گیا ہے شاعر اسی سے خود کو تشبیہ دیتا اور کہتا ہے کہ طاؤس کی مانند مجھے بھی گرفتار بنایا ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان میں طاؤس کے سے نقش و نگار کہاں ہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ اپنے آپ کو گلدام بتایا ہے اور گلدام کے لغوی معنی اگرچہ چھوٹے جال یا مطلق جال کے ہیں مگر اس لحاظ سے کہ اس میں گل کا لفظ موجود ہے کہہ سکتے ہیں کہ وہ جال جو پھولوں کے واسطے یا پھولوں سے بنایا ہوا اور اسی صورت میں طاؤس سے اس کی تشبیہ صحیح ہوگی۔ یعنی میں گل دام ہوں کہ سبزہ پر بچھا ہوں اور طاؤس کی طرح گرفتار ہوں۔

بیدماغ تپش و عرض دو عالم فریاد ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اڑایا ہے مجھے

تپش اور تڑپ کا مجھے دماغ نہیں اور کثرت فریاد کی مجھے ضرورت ہے گویا کہ میں ایک خاک ہوں جسے ماتم میں اڑایا گیا ہے جو خاک ماتم میں اڑائی گئی ہو اس کا یہی کام ہے کہ فریاد کا اظہار کرے۔

جام ہر ذرہ ہے سرشار تمنا مجھ سے کس کا دل ہوں کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے

دنیا کے ہر ایک ذرہ کو ایک جام فرض کر کے کہا ہے کہ ہر ذرہ کے جام میں میری تمنا بھری ہوئی ہے اور میری تمنا آموزی سے سرشار ہے اے خدا آخر میں کس کا دل ہوں کہ مجھے دونوں عالم سے وابستہ کیا ہے یعنی آخر کس شیفتہ و فریفتہ کا میں دل ہوں کہ ہر ایک سے میرا تعلق رکھا گیا ہے۔

جوش فریاد سے لوں گا دیت خواب اسد شوخی نغمۂ بیدل نے جگایا ہے مجھے

میرے عالم خواب کا جوش فریاد نے خون کر دیا۔ اب میں اسی جوش فریاد سے ہی خواب اور اپنی نیند کا خون بہا لوں گا۔ گویا کہ میں پڑا سو رہا تھا کہ مجھے مرزا بیدل کے شوخ نغمے نے بیدار کر دیا۔ یعنی میں بے خبر تھا مگر مجھے طرز کلام بیدل نے ہوشیار کیا۔

نگہ پرداز جنوں ہے سبب ضبط نہ پوچھ اشک جوں بیضۂ مژگاں تہ پر پنہاں ہے

آنسو کو بیضۂ مژگان کہکر کہتے ہین کہ مژگان اسے اپنا بیضہ سمجھ کر پرون کے نیچے لئے بیٹھی ہے اور چونکہ نکلتے ہی یہ پرواز کرے گا اسی لئے مژگان نے اس کو ابھی تک روک رکھا ہے۔ کیونکہ انڈے کی نکر پرواز اس کے نٹ جانے کا سبب ہے۔

ہوش ای ہرزہ درا تہمت بیدردی چند نالہ در گرد تمنائے اثر پنہان ہے

اے بیہودہ گو کہان تک میرے اوپر بیدردی کی تہمت لگے گا اس کو چھوڑ میرا نالۂ تمنائے اثر مین پوشیدہ ہے اور تمنائے اثر گویا کہ ایک گرد ہے جس نے میرے نالے کو چھپا رکھا ہے۔

وحشت دل ہی اسد عالم نیرنگ نشاط خندۂ گل بہ لب زخم جگر پنہان ہے

اے اسد میرے دل کی وحشت کو وحشت نہ کہہ بلکہ یہ نیرنگ نشاط کا ایک عالم ہے اور میرے زخم جگر مین خندۂ گل پوشیدہ ہے یعنی میرا زخم جگر خندۂ گل ہے۔

مستی بذوق غفلت ساقی ہلاک ہے موج شراب یک مژہ خواب ناک ہے

مستی بذات خود ساقی کے غافل کرنے کے ذوق مین ہلاک ہو کر رہ گئی ہی اور موج شراب سراسر ایک مژگان خواب آلود معلوم ہوتی ہی۔

ہر عرض جوہر خط و خال ہزار عکس لیکن ہنوز دامن آئینہ پاک ہے

آئینہ مین ہزارون خط و خال کے عکس پڑتے ہین اور سیکڑون جوہر خط و خال کو وہ دیکھتا یا دکھاتا ہے لیکن آئینہ کا دامن اس وقت تک پاک ہے کسی کے اثر سے متاثر نہین ہوا۔

جز زخم تیغ ناز نہین دل مین آرزو جیب خیال بھی ترے ہاتھون سے چاک ہی

میرے دل مین کوئی آرزو اس کے سوا نہین ہے کہ مین تیغ ناز یار کے زخم کہاؤن اس کے معنی یہ ہین کہ دامان ظاہر کے علاوہ میرے خیال کا دامن بھی تیرے ہاتھون سے

چاک چاک ہو رہا ہے۔ خیال کو دلان خیال کہا ہے اور اس مین زخم تیغ کے تمنا کو چاک ہونا سمجھا گیا ہے۔

خراب نالۂ بلبل شہید خندۂ گل ہنوز دعوئ تمکین و بیم رسوائی

اے وہ شخص کہ تجھے نالۂ بلبل نے خراب اور خندۂ گل نے شہید و ہلاک کر دیا۔ کیا تو اس وقت تک رسوائی کا خوف کرتا ہے اور کیا تو اس وقت تک رسوائی کے خوف مین پھنسا ہوا ہے۔

ہزار قافلۂ آرزو بیابان مرگ ہنوز محمل حسرت بدوش خودرائی

حالانکہ میری ہزاروں آرزوؤن کے قافلے بیابان مایوسی مین پہونچکر جان دے چکے اور تڑپ تڑپ کر مر گئے مگر میری حسرت ہی کہ اب بھی خودرائی کے دوش پر محمل کش ہو رہی ہے اور برابر سفر کر رہی ہے یعنی مین بارہا مایوس ہوا ہون مگر ہنوز میرے دل کی حسرت آفرینی جاری ہی۔ میرے دوست مولانا عبدالعزیز منصور پوری کا ایک شعر ہی

اے دل مایوس بس کر آرزو پیدا نہ کر
تیری کتنی آرزوئین صرف حرمان ہوگئین

نوداع حوصلہ توفیق شکوہ عجز وفا اسد ہنوز گمان و غرور دانائی

حالانکہ حوصلہ رخصت ہو چکا شکوہ کی توفیق پیدا ہو گئی یعنی شکوؤن کی ضرورت آپڑی وفا کرتے کرتے عاجز ہو گئے مگر اسد اب تک گمان و غرور دانائی سے باز نہین آئے اس غفلت اس بے خبری اس اندھیر کا کوئی ٹھکانا ہی

گدائے طاقت تقریر ہو زبان تجھ سے کہ خامشی کو ہی پیرایہ بیان تجھ سے

میری زبان ایک فقیر یا ایک بھکاری ہی جو تیرے در پر یہ سوال کر رہی ہے کہ مجھے بیان کی طاقت دیدے اور یہ سوال اس وجہ سے ہے کہ وہ جانتی ہے کہ تو خاموشی کو بھی بیان کی طاقت دیدینا اور دے سکتا ہے اور خاموشی کو لباس گویائی پہنا سکتا ہی۔

فسردگی مین ہو فریاد بیدلان تجھ سے چراغ صبح و گل موسم خزان تجھ سے

حالت افسردگی مین بیدل تجھی سے فریاد کرتے ہین کیونکہ چراغ صبح کی افسردگی اور گل موسم خزان کی پژمردگی کا بانی مبانی تو ہی ہے پھر اور کس سے فریاد کرین -

پری بشیشہ و عکس رخ اندر آئینہ نگاہ حیرت مشاطہ خون چکان تجھ سے

تو پردے مین ہے اور تیرے جلوے اعیان و مظاہر مین نظر آرہے ہین ان کی حالت ایسی ہو جیسے کہ پری شیشے کے اندر بند ہو اور اس کا عکس آئینہ مین پڑے اس بوالعجبی کو دیکھ کر مشاطہ کی نگاہ حیران ہو کر خونفشان ہو گئی ہے - مشاطہ سے مراد جلوۂ نیرنگ قدرت دیکھنے والے حمد مین یہ شعر زبردست پایہ رکھتا ہے -

چمن چمن گل آئینہ در کنار ہوس امید محو تماشاے گلستان تجھ سے

تیری فیاضی اور تیرے لطف وجود کی کوئی حد و نہایت نہین ہر چیز پر تیرا لطف و کرم عام ہے ادہر ہوس کی آغوش مین تو نے سیکڑون چمن بھر دیے ہین - اور ادہر امید کی نظر کے سامنے تو نے ایک باغ لگا دیا ہے اور اس کو اس چمنستان کا تماشائی بنا دیا ہو -

نیاز پردہ اظہار خود پرستی ہے جبین سجدہ فشان تجھ سے آستان تجھ سے

اصل یہ ہو کہ تیرے سوا کوئی موجود نہین جو کچھ کہ ہو تو ہی جو کچھ کہ ہے تجھ سے ہے ہم نے جس کا نام نیاز رکھا ہو وہ در اصل ایک پردہ ہو جس کی آڑ مین خود پرستی کی جاتی ہے یعنی کہتے ہین کہ ہمارا نیاز - ہم نے نیاز کیا - تو یہی ہم کے لفظ کی شرکت ایک قسم کی خود پرستی ہے ورنہ حقیقت یہ ہو کہ سب باتین ہین - نہ کوئی چیز عجز ہے نہ نیاز ہے - جبین تیری سجدہ فشانی تیری آستان تیرا ہاے کیا خوب کہا ہے ؎

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا

ڈبویا مجکو ہونے نے نہوتا مین تو کیا ہوتا

بہانہ جوئی رحمت کمین گر تقریب   وفائے حوصلہ و رنج امتحان تجھ سے

تیری رحمت سب کے لئے عام ہے مگر در اصل وہ بہانہ ڈھونڈھ رہی ہے اور کسی تقریب کی گھات میں لگی ہوئی ہے کوئی تقریب پیش نظر ہو تو اپنی کارفرمائی کرے تو ہی حوصلہ کو طاقت وفا دیتا ہے اور تو ہی امتحان کا رنج دیتا ہے۔

اسد بہ موسم گل در طلسم کنج قفس   خرام تجھ سے صبا تجھ سے گلستان تجھ سے

اے فریاد رس فریاد ہے یہ گل کا موسم اور یہ بہار ہو اور غریب اسد کنج قفس میں قید اور دل خستہ پڑا ہوا سے کیا کہا جائے۔ حالانکہ خرام یعنی چلنا پھرنا تو نے پیدا کیا۔ صبا کو تو ہی نے بنایا۔ گلستان کی بنیاد تو نے ڈالی۔ پھر اسد غریب کیوں طلسم کنج قفس میں پڑا ہے۔

حکم بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے   باوجود مشق وحشت ہار میدن منع ہے

عاشق اپنے غم والم اور اپنی کشمکش کی کیفیت بیان کرتا اور کہتا ہے کہ ہم لوگ عجب آفت و مصیبت میں ہیں کہ بیتاب و بے قرار ہونے کی ہم کو اجازت نہیں اور اسپر طرہ یہ کہ آرام کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ ہم کو مشق وحشت کا حکم ہے مگر رمیدگی کی اجازت نہیں۔ حافظ کہتا ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

شرم آئینہ تراش جبہ طوفان ہے   آب گردیدن روا لیکن چکیدن منع ہے

شرم نے طوفان کی پیشانی کو آئینہ حیرت بنا دیا ہو اور وہ نہایت ہی شرمندہ ہے کیونکہ قانون عشق یہ ہے کہ آب ہو جائے لیکن چکیدن کی صورت پیدا نہو۔

بیخودی فرمان روائے حیرت آباد جنون   زخم دوزی جرم و پیراہن دریدن منع ہے

جنون ایک ولایت ہی جسے حیرت آباد کہا جاتا ہی۔ حیرت آباد اس لئے کہ آئین حیرانی ہی حیرانی ہی یہان کی حاکم اور حکمران بیخودی اور ازخود رفتگی ہے اور یہان کے آئین و قانون یہ ہین کہ زخم کا سینا جرم ہے اور پیراہن کا سینا منع ہے۔

مژدہ دیدار ہی رسوائی اظہار درد آج کی شب چشم کوکب تک پریدن منع ہی

آج کسی کے جلوۂ دیدار کی خوشخبری ملی ہے اور آج مین چاہتا ہون کہ رسوائی اظہار پاس نہ پھٹکے یعنی کیکو اس راز و نیاز عاشق و معشوق کی کانون کان خبر نہو۔ آج کی رات تارون کو بھی آنکھین جھپکانا منع ہے اور ہر چیز کے لئے مقام ادب احترام ہی۔

بیم طبع نازک خوبان سے وقت سیر باغ ریشہ زیر زمین کو بھی دویدن منع ہی

جس وقت یہ ظالم حسینان گلگشت و سیر باغ کے واسطے نکلتے ہین اس وقت درختون کے ان ریشون کو بھی جو زمین کے نیچے چھپے ہوے ہین چلنا اور نشو و نما کرنا ممنوع ہی اور یہ ممانعت بوجہ ان کی خوے نازک کے ہی۔

یار معذور تغافل ہی عزیزان شفقتے نالہ بلبل بگوش گل شنیدن منع ہے

اے عزیز میرے دوست کو تغافل نے معذور کر دیا ہی یعنی وہ تغافل کرنے پر مجبور و معذور ہی آجکل اس کے اسی تغافل کا سارے زمانہ مین اتباع ہونا چاہئے اور سب کو اسی پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ آج پھول کے کان کو بھی نالۂ بلبل کا سننا روا نہین ہی کیونکہ میرا محبوب مجھ سے تغافل برت رہا ہے لہذا پورے حسن کی قلمرو مین یہی آئین ہونا چاہئے۔

مانع بادہ کشی نادان ہی لیکن اے اسد بے ولائے ساقی کوثر کشیدن منع ہی

اے اسد اس مین شک نہین کہ جو شراب پینے کی ممانعت کرتا ہی وہ نادان ہے۔ شراب پینی چاہئے اور ضرور پینی چاہئے۔ مگر اتنی بات ہم بھی کہتے ہین کہ شراب ولائے علی ہی پینا چاہئے اور کسی شراب کے پاس جانا کچھ اچھا نہین۔

اس بیابان مین گرفتار جنون ہون کہ جہاں موجہ ریگ دل پاے بزنجیر آوے

کیا پوچھتا ہو میرا حال مین مجنون ہون اور پابند زنجیر ہون اور گرفتار بھی اس جنگل مین ہون جہان کہ موج ریگ بیابان مجنون عشق کے لئے زنجیر کا کام دیتی ہے اور جہان ایک سودائی گرد باد ریگ بیابان مین پھنس کر رہ جاتا ہو -

زاہد کو جنون سبحہ تحقیق ہے یا رب زنجیری صد حلقہ بیرون در آوے

اے میرے خدا مین دیکھ رہا ہون کہ زاہد کو تسبیح تحقیق و تدقیق کا جنون ہو گیا ہے۔ اس جنون کی وجہ سے وہ پابزنجیر رہے - اور صد حلقہ بیرون در کی اس کے پاؤن مین زنجیر ڈال دی جاے - یعنی اس کو معاملات حقیقت مین کبھی دخل نہو - اور یونہی اسرار رموز کی بارگاہ سے ہمیشہ باہر رہی -

وہ تشنہ سرشار تمنا ہون کہ جس کو ہر ذرہ بہ کیفیت ساغر نظر آوے

تمنا نے مجھے ایسا تشنہ کیا ہے یا تمنا کا مین اس قدر تشنہ ہون کہ مجھے دنیا کا ہر ذرہ ایک ساغر لبریز معلوم ہوتا ہے یعنی دنیا کا ذرہ ذرہ میری تمنا آفرینی کا باعث ہو رہا ہو -

تمثال تپان گر نہ رکھے پنبۂ مرہم آئینہ بہ عریانی داغ جگر آوے

وہ تو کہیے کہ آئینہ کے داغ جگر پر معشوقون کی تصویرین پنبۂ مرہم (مرہم کا پھاہا یا مرہم بھری ہوئی روئی) رکھدیتی ہین - ورنہ اگر ایسا نہو تو تم دیکھو کہ آئینہ داغ جگر کی عریانی کا ہم صورت اور ہم شبیہ ہو جاے - اور اس کی اصلی کیفیت کا اظہار ہو -

ہر غنچہ اسد بارگہ شوکت گل ہے دل فرش رہ ناز ہی بیدل اگر آوے

باغ مین ہر غنچہ ہر کلی گویا کہ شاہ گل کی شوکت و عظمت کی ایک بارگاہ ہے کہ ہمیشہ تاجدار گل کا ورود و مسعود اسی بارگاہ مین ہوتا ہے - اسی طرح اگر حضرت بیدل کرم فرماین تو دل ان کے واسطے راہ مین فرش راہ بنا دیے جاوین - اس شعر اور دوسرے شعرون سے

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کو حقیقت مین مرزا بیدل علیہ الرحمۃ سے عشق اور ان کے کلام سے سچی محبت تھی اور یہ محبت اتباع کی حد سے گزر کر عقیدت و ارادت تک پہونچ گئی تھی۔

چار سوے عشق مین صاحب دکانی مفت ہے ، نقد ہے داغ دل اور آتش زبانی مفت ہے

چار سو سے مراد قرب - حوالی - اطراف ہے - کہتے ہین کہ عشق کے اطراف مین ہر صاحب ذوق متاع دل با خستگی رکھ کر دوکاندار بن سکتا ہے - یہان داغ دل کا سکہ اور آتش زبانی بغیر کسی قیمت اور زحمت کے ہر خریدار کو مفت دیدی جاتی ہے -

گر نہین پاتا درون خانہ ہر بیگانہ جا ، بر روے نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے

اگر ہر بیگانہ کو حریم دل مین بار نہین ملتا اور ہر ایرا غیرا بے تکلف آمد و رفت جاری نہین رکھ سکتا تو نہ سہی اس مین کیا ہرج ہے کہ دل کے بند دروازہ پر پڑے رہے اور پاسبانی کیا کرے - مطلب یہ ہے کہ اگر ہر کوئی صاحب دل نہین ہو سکتا تو اپنے دل کی حفاظت تو کر سکتا ہے کہ اس مین کسی غیر کا دخل نہ ہو عرفی نے ایک ایسا ہی شعر کہا ہے -

وقت عرفی خوش کہ نکشوند چون در بر رخش
بر در نکشودہ ساکن شد در دیگر نزد

صائب

غیر حق را می دہی رہ در حریم دل چرا
می کنی بیگانہ را مہمان این منزل چرا

بیدل

ستم است اگر ہوست کشد کہ بسیر سرو و سمن در آ
تو ز غنچہ کم نہ دمیدۂ در دل کشا بچمن در آ

چونکہ بالاے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے ، بر ہوس کے دو جہان دامن فشانی مفت ہے

چونکہ ہوس کے قد پر کوئی قبا صحیح اور موزون نہین ہو سکتی یعنی ہوس باوجود حصول دو جہان بھی سیر نہین ہو سکتی - لہذا چاہیے یہ کہ دنیا کی تمام ہوا و ہوس پر

دامن انشائی کردی جاے اور سب کو جھٹک کر پھینک دیا جاے اس سے بہتر اسکے لئے کوئی قبا موزون نہین۔

اک نفس ہر اک نفس جاتا ہے قسطِ عمر مین   حیف ہے انکو جو کہوین زندگانی مفت ہے

جو لوگ کہ یہ کہتے ہین کہ زندگانی مفت مل گئی ہے ان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ زندگانی ایک قرض ہے۔ اور اس قرض کو قسط وار ادا کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ دنیا کا ہر فرد ہر سانس مین ایک سانس ادا کر رہا ہے اور اسی طرح یہ قسط ادا ہو کر ایک دن یہ قرضہ چک جاے گا۔

نواے طائران آشیان گم کردہ آتی ہے   تماشا ہے کہ رنگ رفتہ برگردیدنی جانے

مشاہدہ بیان کر کے کہتا ہے کہ وہ طائر جو بھٹک جاتے ہین اور اپنے اپنے آشیانون کو بھول جاتے ہین اور کچھ نہین تو دور سے ان کی آواز تو ضرور ہی آتی رہتی ہے۔ مگر میرا طائر رنگ جب سے اڑا ہے اس کی نہ کوئی خبر آئی۔ نہ کوئی آواز سنی مین چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ تو دیکھ لے کہ میرے رنگ کو واپس ہونے کا ڈھنگ آ جاے۔ اور وہ غریب بھی اپنے وطن مین واپس آے۔

اسد جان نذر الطافے کہ ہنگام ہم آغوشی   زبان ہر سر مو حال دل پرسیدنی جانے

اسد میری جان اس التفات اور اس انداز خاص پر قربان ہے کہ جب وہ ملتا ہے تو ہم آغوشی کے وقت اس کا ہر سر مو میرے دل ناشاد کا ایک حال پوچھتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ مین اس لطف و کرم خاص پر اپنی جان قربان کر دون۔ کیا خوب شعر کہا ہے۔ سبحان اللہ۔

شعر کی فکر کو اسد چاہیے ہے دل و دماغ   عذر کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے

صاف صاف شعر ہے شرح کی احتیاج نہین۔ یہ شعر حرف قال نہین بلکہ آئینہ حال معلوم ہوتا ہے۔

تعریف چکنی ڈلی

مرزا غالب نے اپنے ایک دوست مولوی کرم حسین کی فرمایش سے کلکتہ مین چکنی ڈلی کی تعریف مین یہ چند تشبیہات نظم کی تہین چونکہ اس مین نہ کوئی مشکل اور مہمل اشعار ہین نہ یہ نایاب ہی اس لئے مین اس کی شرح نہین لکھتا بلکہ تکمیل دیوان کے لئے صرف وہ اشعار نقل کیے دیتا ہون۔

ہی جو صاحب کے کف دست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہئے

خانہ انگشت بدندان کہ اسے کیا لکھئے
ناطقہ سر بگریبان کہ اسے کیا کہئے

مہر مکتوب عزیزان گرامی لکھئے
حرز بازوے شگرفان خود آرا کہئے

مسی آلود سر انگشت حسینان لکھئے
داغ طرف جگر عاشق شیدا کہئے

خاتم دست سلیمان سے مشابہ لکھئے
سر پستان پریزاد سے ماننا کہئے

اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجیے
خال مشکین رخ دلکش لیلا کہئے

حجر الاسود دیوار حرم کیجیے فرض
نافہ آہوے بیابان ختن کا کہئے

وضع مین اس کو اگر سمجھئے قاف تریاق
رنگ مین سبزۂ نوخیز مسیحا کہئے

صومعے مین اسے ٹھہرائیے گر مہر نماز
میکدے مین اسے خشت خم صہبا کہئے

کیون اسے قفل در گنج محبت لکھئے
کیون اسے نقطہ پرکار تمنا کہئے

کیون اسے گوہر نایاب تصور کیجئے
کیون اسے مردمک دیدۂ عنقا کہئے

کیون اسے تکمۂ پیراہن لیلا لکھئے
کیون اسے نقش پے ناقہ سلما کہئے

بندہ پرور کے کف دست کو دل کیجیے فرض
اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہئے

رُباعیات

ہر چند کہ دوستی مین کامل ہونا ممکن نہین یک زبان و یکدل ہونا

مین تجھ سے ہون اور مجھ سے تو پوشیدہ ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا

دوستی کسی قدر کامل ہو مگر ایک زبان و یک دل ہونا غیر ممکن ہے۔ مین تجھ سے معلوم اور تو مجھ سے ابھی تک پردہ کرتا ہے اور پھر نگاہ ملے تو کیونکر ملے اور اگر ملے بھی تو بیکار ہے۔

سامان ہزار جستجو یعنی دل ساغر کش خون آرزو یعنی دل

پشت و رخ آئینہ ہے دین و دنیا منظور ہے دو جہان سے تو یعنی دل

میری ہزار جستجو نکا سامان کیا ہے دل ہے۔ آرزو کے خون کی شراب پینے والا کون ہے دل ہے اسی آئینہ دل کی پشت اور رُخ دین اور دنیا ہین۔ مجھے نہ دین چاہیے نہ دنیا بلکہ بجائے دونون جہان کے مین صرف دل کو پسند کرتا ہون اور اسکے سوا کچھ مطلوب نہین۔

اے کاش بتان کا خنجر سینہ شگاف پہلوے حیات سے گذر جاتا صاف

اک ستمہ لگا رہا کہ تا روزے چند رہیے نہ مشقت گدائی سے معاف

مجکو حسینون کے خنجر سینہ شگاف نے گھائل کر دیا ہے مگر پورے طور سے وہ میرے سینہ سے نہین گزرا میری تمنا یہ تھی کہ کاش وہ میرے پہلو سے زندگی کو چیر ڈالتا یعنی زندگی کا خاتمہ کر دیتا۔ مگر اس نے ایسا نہین کیا بلکہ ستمہ لگا رکھا۔ یعنی رستے جان باقی

رکھی اس سے اس کی یہ غرض نہیں تھی کہ مجھپر رحم کرتا بلکہ غرض یہ تھی کہ میں چند روز تک اور زندہ رہ کر دریوزہ گری حسن کرتا رہوں یا موت کی بھیک مانگتا رہوں اس شعر کو بھی دیکھئے اور مقابلہ کیجئے۔

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

ناداں ہو جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہو غالب قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور

اے کثرت فہم بے شمار اندیشہ ہے اصل خرد سے شرمسار اندیشہ
یک قطرۂ خون و دعوت صد نشتر یک وہم عبادت و ہزار اندیشہ

کثرت فہم کو مخاطب ٹھہرا کر کہا ہے کہ اے وہ کثرت فہم جس کے ساتھ سیکڑوں ہزاروں اندیشے لگے ہوئے ہیں اور اندیشہ اصل خرو سے اس وجہ سے شرمندہ ہے تونے میرے دل کے ساتھ جو ایک قطرہ سے زیادہ نہیں ہے وہ سلوک کیا ہے جیسے کوئی ایک قطرہ خون کے لئے سو نشتر بہم پہونچائے اور ظلم و ستم پر آمادہ ہو جائے یا یہ کہ ایک عبادت کا وہم ہو اور ہزار اندیشے اس کے ساتھ لگے ہوں یعنی عبادات دراصل عبادت بھی نہو صرف ایک وہم ہو اور پھر اُس کے لئے ہزار اندیشے برداشت کرکے کوہ کندن اور کاہ برآوردن سے کام لیا جائے۔

دل سوز جنوں سے جلوہ منظر ہے آج نیرنگ زمانہ فتنہ پرور ہے آج
یک تار نفس میں جوں طناب صناع ہر پارۂ دل برنگ دیگر ہے آج

آج میرے دل کی سوز جنون کی وجہ سے یہ کیفیت ہے کہ معلوم ہوتا ہے اسپر جلوہ دیدار کی تجلی ہو رہی ہو گویا نیرنگ زمانہ آج تازے فتنے برپا کر رہا ہے ہر ایک تار نفس میں ایک دل کا ٹکڑا اس طرح بندھا ہوا چلا آرہا ہے جیسے کہ کوئی بازیگر یا کھلاڑی کی تماشہ دکھا رہا ہو۔ آج میں دیکھتا ہوں کہ دل کے ہر ٹکڑے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ خدا معلوم کیا فتنہ برپا ہوا چاہتا ہے۔

گر جوہر امتیاز ہوتا ہم میں
رسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں

ہیں نام و نگین کمینگر نقد شعور
یہ چور پڑا ہے خانہ خاتم میں

مطلب یہ ہے کہ ہم میں قوت امتیازی بالکل نہیں ہے اگر ہم میں کچھ عقل و شعور ہوتا تو کیوں اپنے آپ کو دنیا میں بدنام کرتے واقعہ یہ ہے کہ یہ نگین اور یہ نقش نگین خانہ خاتم کے اندر ایک چور کی طرح گھس گئے ہیں - اور ہمارے عقل و شعور کو چرائے لئے جا رہے ہیں ظاہر ہے کہ نام و نگین ہی سے آدمی کی شہرت ہوتی ہے اور اسی کو شاعر نے رسوائی سے تعبیر کیا ہے -

تمام شد

ناشر........ نواز چودہری
مطبع........ گنج شکر پرنٹرز
قیمت....... ۷/۵۰ روپے